بیگم عطیہ اُویس (بنت علّامہ خلیل عرب) ۔ کراچی

گر تو می خواہی مسلماں زیستن ⁂ نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن

قرآنِ کریم صرف ملّتِ اسلامیہ کے لئے باعثِ رحمت نہیں بلکہ ساری انسانیت کے لئے حکمت و موعظت کا سرچشمہ اور پیامِ امن و سلام ہے۔ یہ وہ ابدی کتابِ ہدایت ہے جس نے ۲۳ سال کی مختصر مدت میں عالمگیر انقلاب کی بنیاد ڈالی اور یہی کتاب آج بھی انسانیت کو دعوتِ عام دے رہی ہے۔
اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا۔

برصغیر میں امام الہند شاہ ولی اللہؒ دہلوی اور اُن کے فرزندانِ گرامی نے قرآنِ کریم کی جو گرانقدر خدمات انجام دی ہیں وہ کسی اہلِ نظر سے پوشیدہ نہیں۔ دیگر علمائے دین نے بھی ہر دور میں ترجمہ و تفسیر کی سعادت حاصل کی ہے۔ میرے نانا سید امیر علی ملیح آبادیؒ کی تفسیر "مواہب الرحمٰنؒ" اپنی نوعیت کی واحد ضخیم تفسیر ہے جسے "جوہر التفاسیر" کہا جاتا ہے۔ میرے جدّ امجد امام المحدثین شیخ حسین بن محسن یمنی سے لے کر اب تک میرے خاندان نے جو علمی و دینی خدمات انجام دی ہیں وہ بھی محتاجِ تعارف نہیں۔ خود مجھے والدِ مرحوم علّامہ خلیل عرب سے عربی زبان اور علومِ اسلامیہ کی براہِ راست تعلیم کا شرف حاصل رہا۔ چنانچہ عربی زبان سے شغف اور قرآن و حدیث سے محبت میرا جزوِ ایمان ہے اور ان علوم کی نشر و اشاعت میرا مقصدِ حیات۔ والدِ مرحوم ایک اچھے مُربّی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم اُستاد بھی تھے۔ وہ ہمیشہ اپنے شاگردوں کو عربی تفاسیر سے براہِ راست استفادہ کے علاوہ عموماً شاہ ولی اللہؒ کے فارسی ترجمہ کے مطالعہ کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے بھی برصغیر کے دوسرے مترجمین کے مقابلہ میں زیادہ تر امام الہند کے فارسی ترجمے سے فیض حاصل کیا۔
اس خاندانی و ذاتی پس منظر کی روشنی میں جب دسمبر ۱۹۶۸ء کے روزنامہ "جنگ" کراچی میں شائع شدہ ایک نیا ترجمہ میری نظر سے گزرا تو میں حیران رہ گئی۔ صحتِ ترجمہ، اختصار، روانی، سلاست، دلکش ہندی الفاظ کا برمحل استعمال۔ کلام پاک کے اُردو ترجمہ میں یہ ساری خوبیاں پہلی بار نظر آئیں۔ ایک غیر معمولی خوبی جو میں نے محسوس کی وہ یہ تھی کہ محض ترجمہ پڑھ کر آیاتِ قرآنی ذہن میں اُبھر یں اور زبان سے ادا ہونے لگیں۔ مترجم کا نام البتہ نیا تھا جبکہ اس نام کے ساتھ مولانا کے بجائے اڈیشنل کمشنر کراچی بھی تحریر تھا۔ قدرتی طور پر پورے کلامِ پاک کا ترجمہ دیکھنے کی جستجو ہوئی۔ معلوم ہوا کہ فاضل مترجم نے سرکاری ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ جنوری ۱۹۶۹ء میں پورے قرآنِ پاک کا ترجمہ مکمل کر لیا ہے۔
میں پورے وثوق کے ساتھ اِس احساس کو قلمبند کر سکتی ہوں کہ توفیقِ الٰہی سے اُویس صاحب کا ترجمہ غیر شعوری طور پر شاہ ولی اللہؒ کے فارسی ترجمے سے حیرت انگیز حد تک قریب اور متاثر ہے۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو۔

سورۃ و آیت	ترجمہ شاہ ولی اللہؒ	ترجمہ اُویس صاحب
۱۔ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ (سورۂ بقر۔ آیت ۳۳)	فرمود۔ اے آدم خبر دہ فرشتگاں را بنام ہائے ایں ہا۔	فرمایا: اے آدم! خبر دو اِن (فرشتوں) کو (چیزوں کی) اُن کے ناموں سے۔
۲۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ (سورۂ حشر۔ آیت ۲۲)	اوست آں خدا کہ نیست ہیچ معبود مگر او۔	وہ اللہ وہی، نہیں کوئی خدا جس کے سوا۔
۳۔ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۙ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۙ (سورۂ زلزال۔ آیت ۱-۲)	وقتیکہ جنبانیدہ شود زمین را بآں جنبشِ خودش و بیروں آورد زمین بار ہائے خودش۔	جب لرزائی جائے زمین اپنے لرزہ سے اور نکالے دھرتی باہر اپنے سارے بوجھ

غرضیکہ یہ ترجمہ ایک طرف تو ایجازِ بیان، سلاستِ زبان، وضاحتِ مفہوم، لفظی پابندی اور صوتی اثر و آہنگ کے اعتبار سے سہل ممتنع کی حد پر ہے دوسری جانب علمائے کرام کی رائے نے اسے مستند و معتبر قرار دیا ہے۔ میں بہر حال اس کو شاہ ولی اللہ کا روحانی فیض اور تائیدِ الٰہی سمجھتی ہوں۔
ادھر تقریباً ۲½ سال سے اُویس صاحب کی رفیقۂ حیات کی حیثیت سے مجھے اُن کے ساتھ اس عظیم کام کے آخری اور طباعتی مراحل میں شریک ہونے کی

(بقیہ صفحہ ۲۳۰ پر)

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب سے ہے جناب محمد اُویس نے کسی آن بھی ان بزرگوں کے نقش قدم کو نہیں چھوڑا اور یہ بات ہی ان کے ترجمے اور تشریح کو مقبول عنداللہ و عندالناس بنائے گی انشاء اللہ۔ میری حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سید محمد اُویس صاحب ایڈیشنل کمشنر کراچی کی ان مساعی جمیلہ کو ان کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے اور موصوف کی اہلیہ مرحومہ کے لئے (جنھیں اپنی زندگی میں اس کی تکمیل و طباعت کا بڑا شوق تھا) اسے مغفرت و رحمت الٰہیہ کا ذریعہ کرے۔ آمین۔

مولانا محمد مصطفیٰ جوہر صاحب: الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ **اما بعد** "... میں اپنے ذوق وجدانی کی بناپر یہ عرض کرنے میں تامل نہیں کرتا کہ یہ ترجمہ جناب مولانا شاہ رفیع الدینؒ کے ترجمہ کے طریق پر ہونے کا شرف حاصل کرتے ہوئے دورِ حاضر کے مذاق پر ہے اور بہت دل کش ہے۔ سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں لفظوں کا انتخاب اور ترتیب دونوں اس لطف سے کئے گئے ہیں کہ نظم و نثر کی درمیانی کڑی معلوم ہوتے ہیں اور دل پڑھتے رہنے کو چاہتا ہے۔ قرآن مجید کو جہاں تک ایک غیر معصوم دماغ پاسکتا ہے وہاں تک ہمارے سید صاحب بہت کامیاب ثابت ہوئے ہیں۔ جنوری سنہ ۱۹۶۸ء

نوابِ محمد خادم حسین زبیری (مرحوم) معینی گدڑی شاہی اجمیر شریف: عزیز گرامی دعائے خیر۔ آپ کی بھیجی ہوئی "تعلیم کتاب" (تعلیمِ کتابُ اللہ) ملی۔ بندہ نے پڑھا۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیجئے کہ اس کی بخشی ہوئی توفیق سے آپ اس خدمت خاص کو بحسن و خوبی بجالائے۔ بچپن میں عربی پڑھنے سے پہلے تلاوت قرآن کرتے کرتے جب کبھی اردو ترجمہ پڑھ لیتا تھا تو مادری زبان ہونے کے باوجود اس درجہ ترجمہ میں اٹک جاتا تھا کہ بعض جگہ سمجھنے سے قاصر رہتا تھا۔ بالآخر اپنے آپ کو اس کے سمجھنے کا نااہل سمجھ کر اس احتیاط کے پیشِ نظر پڑھنا ترک کردیتا تھا کہ اچھی طرح نہ سمجھنے کی وجہ سے کسی غلط بات کو دل نشین کرکے گمراہ نہ ہوجاؤں۔ خدا کا شکر ہے کہ اب کبر سنی میں ایسا ترجمہ سامنے آیا جو کم استعداد و معمولی لکھے پڑھوں کے لئے بھی مفید ہوگا۔ معمولی اردو لکھے پڑھے اسے اچھی طرح بے تکلف سمجھ سکیں گے۔ اس ترجمہ میں عام فہم زبان، ژانی ربط عبارت کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ نیز مفہوم و مطالب اور نفس ترجمہ کو برقرار رکھتے ہوئے ترجمہ کی خوبی کو بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیا گیا ہے اور مخاطبت قرآنی اور زورِ کلام کو بھی انتہا درجہ برقرار رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ترجمہ کلام ربانی کے وجد آفریں اور پر اثر کرنے والے اور دل میں گھر کرنے والے خصوصی اثرات سے بھی ایک بڑی حد تک فیض یافتہ ہے۔ ضرورت ہے کہ تمام اسلامی اداروں میں یہ ترجمہ رائج ہوتا کہ لوگ زیادہ سے زیادہ استفادہ حاصل کرسکیں۔ والسلام (جولائی سنہ ۱۹۶۴ء)

سید احمد اشرف شاہ صاحب سجادہ نشین درگاہ عالیہ اشرفیہ، کراچی: ترجمہ قرآن مجید آپ کی محنت و موشگافیوں کا حاصل اور اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک ممتاز و منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ موصوف کی بالغ نظری، نکتہ سنجی اور وسعت علمی کی خصوصیات کی بناء پر یہ ترجمہ دورِ حاضر کے لئے افہام و تفہیم میں اردو زبان کے تمام ترجموں میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ کیونکہ آپ کی نگاہ مشرقی و مغربی یعنی جدید علوم پر یکساں محیط ہے۔ اور اس ترجمہ کا ہر صفحہ موصوف کے قرآنی علوم و معارف کی خصوصیات کا آئینہ دار ہے۔ جناب موصوف کی ذات اس محنت و تحقیق کے لئے لائق ستائش اور قابلِ تحسین ہے۔ (ربیع الاول سنہ ۱۳۸۴ھ / جولائی سنہ ۱۹۶۴ء)

قومی زبان، کراچی جولائی سنہ ۱۹۶۷ء): "... اردو میں قرآن مجید کے بہت سے ترجمے ہوچکے ہیں، جو اپنی خصوصیات کی بناء پر اہمیت کے حامل ہیں، لیکن ایک ترجمہ بھی ایسا پیش نہیں کیا جاسکتا، جس میں عربی زبان خصوصاً قرآن مجید کے اس آہنگ کو برقرار رکھنے کی کوشش کی گئی ہو جو قرآن مجید کا ہر قاری اور ہر سامع محسوس کرتا ہے اور قاری یا سامع کی عربی زبان سے عدم واقفیت کے باوجود اسے مسحور کردیتا ہے، اور قرآن مجید کی اثر آفرینی عربی زبان سے واقفوں کے محدود طبقے سے نکل کر نہ صرف عام مسلمانوں پر بلکہ غیر مسلم سامعین پر بھی ایک وجد کی کیفیت اور بے خودی طاری کردیتی ہے۔ ... سید محمد اُویس صاحب نے ترجمہ میں قرآن مجید کے اصل آہنگ کو برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے جس کی وجہ سے دیگر ترجموں کے مقابلے میں اس کی اثر آفرینی کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ ترجمہ میں یہ کمال اس وقت پیدا ہوسکتا ہے جب عربی اور اردو دونوں زبانوں کی نفسیات سے گہری واقفیت اور ان پر عبور ہو۔ ...

مزید دینی خدمات کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔ (ربیع الآخر ۱۳۸۷ھ)

مولانا احتشام الحق تھانوی صاحب، کراچی۔ "تعلیم کتاب" یعنی "اردو ترجمہ قرآن مجید" کا پہلا پارہ جو شاہ محمد اُویس صاحب کی علمی و فکری کاوش کا دینی شاہ کار ہے، اس وقت میرے سامنے ہے۔۔۔ دینی خدمت، زبان کی چاشنی اور غیر معمولی موثر طرز بیان جیسی خصوصیات نے مجھے جستہ جستہ مقامات کے مطالعہ پر مجبور کیا۔ الحمدللہ ترجمہ کا انداز نرالا اور نیا ہونے کے باوجود قرآن کے صحیح مفہوم کا حامل اور جامع ہے۔ اُویس صاحب اپنے عقیدہ اور زندگی کے اعتبار سے جس قدر خدا ترس اور محتاط ہیں، اسی طرح انہوں نے اپنے ترجمے میں پوری احتیاط کے ساتھ یہ امر ملحوظ رکھا ہے کہ اللہ کے کلام میں اللہ کا منشا باقی رہے اور انسان کا منشا اس میں داخل نہ کیا جائے سرکاری مصروفیات کے ساتھ ساتھ اُویس صاحب نے جس جانفشانی سے ترجمہ کی خدمت انجام دی ہے وہ قابل مبارکباد ہے۔ (نومبر ۱۹۶۶ء)

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب، لاہور۔ میں نے یہ ترجمہ بغور دیکھا۔ مترجم نے اس میں ایک نیا طرز ترجمہ اختیار کیا ہے۔ جس کے مفید ہونے میں کلام نہیں۔۔۔ اسے شائع ضرور کرنا چاہئے"۔

مولانا عبدالحامد بدایونی (مرحوم) صدر جامعہ تعلیمات اسلامی مرکزی جمعیت علمائے پاکستان۔ جناب سید محمد اُویس صاحب مقامی حکومت کے ان عمال میں ہیں جنہیں عرصہ دراز سے مذھبیات، دینیات، اخلاقیات قرآن کریم کے تراجم کے ساتھ گہرا تعلق رہا ہے۔ موصوف کو قرآن کریم کی تلاوت، آیات بینات کے بامعنی پڑھنے کا شوق رہا ہے۔ اردو، فارسی، انگریزی کے تراجم کے مطالعے کا مسلسل انہماک کے ساتھ شوق رہا ہے۔ اس مطالعہ سے ان میں جذبہ پیدا ہوگیا کہ قرآن کریم کا ایک ایسا ترجمہ ہونا چاہئے جس میں نہ کسی قسم کی آورد ہو، نہ مضمون آفرینی بلکہ قرآن کریم کا جو صحیح مفہوم ہو اس کے مطابق سیدھے سیدھے معنی پیش کردیئے جائیں تاکہ مبتدی سے لے کر منتہی تک سب کے لئے مفید ہو۔ میں نے سید صاحب کے ترجمے کو اکثر مقامات سے پڑھا اور بعض بعض حصے خود سید صاحب کی زبانی سُنے۔ سید محمد اُویس صاحب نے اپنے ترجمہ میں ایک طرف تو حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی کے ترجمے کی آئینہ داری کرتے ہوئے اُسے اساس بنایا ہے تو دوسری جانب بعض الفاظ کے وہ معنی جنھیں عام طور پر ترجمہ کرنے والوں نے بیان کردیئے ہیں، ان سے مختلف فرمایا جو بلاشبہ الفاظ قرآنی کے عین مطابق ہے۔۔۔ تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لئے یہ ترجمہ سبب ہدایت بنے گا اور تفہیم قرآنی کا باعث ہوگا۔ اکتوبر ۱۹۶۷ء

مولانا محمد متین خطیب صاحب، کراچی۔ میرے محترم کرم فرما سید محمد اویس صاحب ایڈیشنل کمشنر، کراچی اپنی ذاتی خوبیوں اور اوصاف کے لحاظ سے اس زمانہ میں بڑی نعمت کے حامل ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ موصوف عرصۂ دراز سے اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ قرآن کریم کو آسان طریقے سے لوگ سمجھنے لگیں۔۔۔ میں ترجمے کے متعلق یہ کہوں گا کہ یہ "ہست قرآن در زبان لکھنوی"[۱] کے مصداق ہے۔ ترجمے کا اردو زبان میں یہ انداز بالکل نرالا ہے اس کے باوجود قرآنی آیات کے اصل مفہوم کو اس میں باقی رکھنے کی کوشش کی گئی ہے سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ زورِ کلام اس درجہ ہے کہ سننے یا پڑھنے والے کے دل پر اثر ہوتا ہے اور اس کی توجہ خدائے تعالےٰ اور اس کے کلام کی طرف مبذول ہوجاتی ہے۔ موجودہ نسل کے مسلم نوجوانوں کے لئے بلاشبہ اس میں رہبری کے سامان ملتے ہیں۔ آج ہمارے سامنے یہ سوال بڑی تیزی سے درپیش ہے کہ ایک اسلامی مملکت میں ہم قرآن و سنّت کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہیں تو ان دونوں سے کس طرح فائدہ اُٹھائیں۔ اس لئے کہ قرآن و سنّت کی زبان عربی ہے اور ہم اس سے نابلد ہیں۔ سید محمد اُویس صاحب نے یہ ترجمہ اور تشریح کرکے اس کا جواب دیدیا ہے۔۔۔ اس ترجمہ اور تشریح کی اساس ان بزرگوں کے ترجمے اور تشریح پر رکھی گئی ہے جو ہند و پاک میں قرآنی تعلیمات کے ابتدائی علمبردار ہیں۔ میری مراد ولی اللہ خانوادہ کی دو عظیم ہستیوں حضرت شاہ رفیع الدین اور

[۱] یا "ہست قرآن در زبانِ ہند و پاک"

آرائے گرامی و تاثرات

مولانا محمد یوسف بنوری صاحب صدر مدرسۃ العربیۃ اسلامیۃ نیو ٹاؤن۔ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

... الحمد للہ وکفی وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفی خصوصاً علی سیدنا ومولانا محمد ن المصطفی وآلہ وصحبہ ماکفی وشفی

امابعد قرآن کریم اللہ تعالےٰ کی وہ آخری اعلیٰ ترین وکامل ترین نعمت ہے جو خاتم النبیین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی گئی، اور اس کے ذریعہ اس امت کی آخری اصلاح کی گئی، اب اُمّت کا فرض ہے کہ یا تو جس زبان میں قرآنِ کریم نازل ہوا اس زبان کو حاصل کریں یا پھر اپنی زبان میں تراجم کے ذریعہ سے اس سے فائدہ اٹھائیں۔ پہلا مرحلہ دشوار گذار ہے اور دوسرا مرحلہ بہت آسان ہے۔ علمائے امتِ محمدیہؐ نے تقریباً ہر دور میں فارسی، ترکی میں تراجم کئے کیونکہ اسلامی دورِ حکومت میں عربی وفارسی وترکی بھی عالم اسلام کی زبانیں تھیں۔ میر سید شریف جرجانی اور شیخ سعدی کی طرف فارسی بعض تراجم منسوب ہیں اور کچھ اور فارسی و ترکی تراجم غیر مطبوعہ قسطنطنیہ کے عجائب خانہ میں دیکھے جو سلاطین آلِ عثمان کے زیرِ مطالعہ رہے ہیں، پشتو زبان میں بھی بعض عمدہ تراجم افغانستان اور پشاور میں ہوئے ہیں۔ ہندوستان کی سرزمین میں یہ سعادت حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اور ان کے صاحبزادگان کو نصیب ہوئی۔ حضرت شاہ دہلوی نے فارسی زبان میں ترجمہ فرمایا اور اعرابی ونحوی غوامض ودقائق کو فارسی ترجمہ میں سہل فرمایا، اور حضرت شاہ عبدالقادر نے اردو ترجمہ میں الہامی فیوض سے ان مشکلات پر قابو پایا، اور اُن کے بھائی حضرت شاہ رفیع الدین نے عوام کی رعایت کر کے تحت اللفظ ترجمہ کر کے قرآن کریم کو آسان بنایا۔ آگے چل کر اسی خاندان ولی اللہی کی برکت وفیض سے متحدہ ہندوستان میں اردو تراجم کئے اور ہر صاحبِ ذوق نے قدرے قدرے تصرفات کئے، کسی نے محاورات کی رعایت فرمائی اور کسی نے غیر مستعمل الفاظ کو ترک کر کے روزمرہ کے مستعمل الفاظ اس کی جگہ لائے کسی نے ادبیت کی رعایت کی۔ الغرض اس طرح مختلف تراجم ہر دور میں ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حجت اپنی مخلوق پر پوری ہوگئی۔

انہی سعید روحوں میں ہمارے محترم شاہ سید اویس صاحب ہیں جنہوں نے حکومت کی کرسی کے ساتھ ساتھ دینی مسند پر بیٹھ کر کے دورِ حاضر کے انگریزی داں طبقہ کے مزاج کے پیشِ نظر قرآن کریم کا عمدہ دل نشین ومؤثر انداز میں ترجمہ فرمایا۔ موصوف نے حضرت شاہ رفیع الدین کے ترجمہ کو مدار بنایا اور تعبیر میں دل نشینی پیدا کرنے کے لئے اور روانی کے لئے کچھ کچھ تصرفات کئے۔ پہلا پارہ اور آخری پارہ دونوں غور سے حرفاً حرفاً پڑھنے کی سعادت وتوفیق نصیب ہوئی۔ ترجمہ صحیح ومؤثر ہے مضمون کے واضح کرنے میں، غرض کو صاف کہنے میں کافی شافی ہے، مترجم نے کوشش فرمائی ہے کہ نثر میں نظم کی روانی وشگفتگی پیدا ہو اس لئے کہیں کہیں ہلکے ہلکے کلمات کا اضافہ بھی کیا ہے تاکہ حسن وجمال وجاذبیت میں یہ ترجمہ کامل ومکمل ہو۔ بہرحال اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائیں اور مترجم کے لئے باعث خیر وبرکت ہو اور امت کو نفع پہنچے۔ آمین۔

(۹ رجب ۱۳۸۶ھ — ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۶ء کراچی)

... ترجمہ نہایت شگفتہ، واضح، عام فہم وسلیس ہے۔ اور خصوصیت یہ ہے کہ اس انداز سے مرصع ہے کہ گویا نثر میں نظم کی روانی وچاشنی پیدا کی گئی ہے۔ ترجمہ کے ماخذ سب قابل اعتماد ہیں ... جناب مترجم نے (دیباچہ میں) قرآن کریم کے بارے میں جن احساسات کا ذکر کیا ہے، انتہائی قابل قدر ہیں اور جس نظرئے کے ماتحت اندازِ بیان اختیار کیا ہے، نہایت کامیاب ہے ... ترجمہ زیادہ سے زیادہ کالجوں اور اسکولوں میں پہنچے تاکہ جدید نسل اس کے ذریعہ قرآنی تعلیمات سے روشناس ہو۔ اللہ تعالیٰ سید اویس صاحب کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور

نقشہ ۲

بعض دیگر افعال اور اُن کے معیاری نمونے

(صرف صیغۂ غائب - مذکر - واحد میں)

نمبر شمار	نام فعل	مثال (غائب - مذکر - واحد)	معیار	معنی
۱	ماضی قریب	قَدْ نَصَرَ	قد + فعل ماضی نقشہ ۱ خانہ ۱	وہ مدد کر چکا۔
۲	" بعید	کَانَ نَصَرَ	کان + "	اُس نے مدد کی تھی۔
۳	" احتمالی	لَعَلَّمَا نَصَرَ	لَعَلَّمَا + "	شاید اس نے مدد کی ہو۔
۴	" تمنائی	لَیْتَمَا نَصَرَ	لَیْتَمَا + "	کاش وہ مدد کرتا۔
۵	" منفی	مَا نَصَرَ	ما + "	اُس نے مدد نہیں کی۔
۶	" استمراری	کَانَ یَنْصُرُ	کان + مضارع نقشہ ۱ خانہ ۳	وہ مدد کرتا تھا۔
۷	نفی جحد بہ لم	لَمْ یَنْصُرْ	لم + سہ حرفی کے کلمہ ۳ پر جزم	اس نے مدد نہیں کی۔
۸	مستقبل قریب	سَیَنْصُرُ	سہ + مضارع نقشہ ۱ خانہ ۳	وہ مدد کرنے والا ہے - بہت جلد وہ مدد کرے گا
۹	" بعید	سَوْفَ یَنْصُرُ	سوف + "	عنقریب وہ مدد کرے گا۔
۱۰	" احتمالی	لَعَلَّمَا یَنْصُرُ	لَعَلَّمَا + "	شاید وہ مدد کرے
۱۱	" لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ	لَیَنْصُرَنَّ	لَ + " + نَّ سہ حرفی کے کلمہ ۳ پر زبر	وہ ضرور مدد کرے گا۔
۱۲	" لام تاکید بانون تاکید خفیفہ	لَیَنْصُرَنْ	لَ + " + نْ سہ حرفی کے کلمہ ۳ پر زبر	وہ تو مدد کرے گا۔ اس کو مدد کرنی چاہیئے۔
۱۳	" نہی	لَا یَنْصُرُ	لَا + " نقشہ ۱ خانہ ۳	وہ مدد نہیں کرے گا۔
۱۴	" نفی جحد بہ لن	لَنْ یَّنْصُرَ	لن + سہ حرفی کے کلمہ ۳ پر زبر	وہ ہرگز مدد نہیں کرے گا۔

نقشہ ع۱

ضمائرِ ذات اور گردانِ افعال بمطابقتِ ضمائر

نمبر شمار ضمیر ا	تفصیل ضمیر ب	گردانِ افعال: ماضی معروف ۱	ماضی مجہول ۲	مضارع معروف ۳	مضارع مجہول ۴	امر/تاکیدِ مثبت (معروف) ۵	نہی/تاکیدِ منفی (معروف) ۶
۱	غ - ذ - ا	جَلَسَ (وہ بیٹھا)	جُلِسَ (وہ بٹھایا گیا)	یَجْلِسُ (وہ بیٹھتا ہے، بیٹھے گا)	یُجْلَسُ (وہ بٹھایا جاتا ہے، بٹھایا جائے گا)	لِیَجْلِسْ اُس کو بیٹھنا چاہیے	لَا یَجْلِسْ اُسے نہ بیٹھنا چاہیے۔
۲	غ - ذ - ۲	جَلَسَا	جُلِسَا	یَجْلِسَانِ	یُجْلَسَانِ	لِیَجْلِسَا	لَا یَجْلِسَا
۳	غ - ذ - ج	جَلَسُوْا	جُلِسُوْا	یَجْلِسُوْنَ	یُجْلَسُوْنَ	لِیَجْلِسُوْا	لَا یَجْلِسُوْا
۴	غ - ث - ا	جَلَسَتْ	جُلِسَتْ	تَجْلِسُ	تُجْلَسُ	لِتَجْلِسْ	لَا تَجْلِسْ
۵	غ - ث - ۲	جَلَسَتَا	جُلِسَتَا	تَجْلِسَانِ	تُجْلَسَانِ	لِتَجْلِسَا	لَا تَجْلِسَا
۶	غ - ث - ج	جَلَسْنَ	جُلِسْنَ	یَجْلِسْنَ	یُجْلَسْنَ	لِیَجْلِسْنَ	لَا یَجْلِسْنَ
۷	ح - ذ - ا	جَلَسْتَ	جُلِسْتَ	تَجْلِسُ	تُجْلَسُ	اِجْلِسْ (تو بیٹھ)	لَا تَجْلِسْ (تو نہ بیٹھ)
۸	ح - ذ - ۲	جَلَسْتُمَا	جُلِسْتُمَا	تَجْلِسَانِ	تُجْلَسَانِ	اِجْلِسَا	لَا تَجْلِسَا
۹	ح - ذ - ج	جَلَسْتُمْ	جُلِسْتُمْ	تَجْلِسُوْنَ	تُجْلَسُوْنَ	اِجْلِسُوْا	لَا تَجْلِسُوْا
۱۰	ح - ث - ا	جَلَسْتِ	جُلِسْتِ	تَجْلِسِیْنَ	تُجْلَسِیْنَ	اِجْلِسِیْ	لَا تَجْلِسِیْ
۱۱	ح - ث - ۲	جَلَسْتُمَا	جُلِسْتُمَا	تَجْلِسَانِ	تُجْلَسَانِ	اِجْلِسَا	لَا تَجْلِسَا
۱۲	ح - ث - ج	جَلَسْتُنَّ	جُلِسْتُنَّ	تَجْلِسْنَ	تُجْلَسْنَ	اِجْلِسْنَ	لَا تَجْلِسْنَ
۱۳	م - ذ/ث - ا	جَلَسْتُ	جُلِسْتُ	اَجْلِسُ	اُجْلَسُ	لِاَجْلِسْ مجھے بیٹھنا چاہیے۔	لَا اَجْلِسْ مجھے نہ بیٹھنا چاہیے۔
۱۴	〃 - ذ/ث - ۲/ج	جَلَسْنَا	جُلِسْنَا	نَجْلِسُ	نُجْلَسُ	لِنَجْلِسْ	لَا نَجْلِسْ

اشارے

غائب	غ	مذکر	ذ	واحد	ا
حاضر	ح	مؤنث	ث	تثنیہ	۲
متکلم	م			جمع	ج

مُفردات و لُغاتِ ضروری

ہر زبان کے ذخیرۂ الفاظ میں کچھ الفاظ تو اسماء صفات اور افعال کے ہوتے ہیں اور بقیہ ان کی نمائندگی یا ان کا تعلق ظاہر کرتے ہیں۔ اسماء کی نمائندگی تو ضمائر سے ہوتی ہے اور باہمی تعلق کے لئے حروف جار، عطف وغیرہ ہوتے ہیں۔ عموماً اس قسم کے الفاظ ضمائر، جار، عطف، اسمائے اشارہ، اسمائے موصولہ، استفہامیہ وغیرہ کے لئے ہر زبان میں ایک ہی ایک لفظ ہوتا ہے۔ مثلاً ضمائر میں وہ، ہم، تم۔ He, She, They, Thou, You, I, We

ھو، ھم، انت، انتم، انا وغیرہ۔ حروف جار میں سے : پر، میں، تک، فی، اِلیٰ، علیٰ، بِ، مِنْ وغیرہ۔ اسماء اشارہ میں۔ یہ، وہ، یہاں، وہاں ۔ ھٰذا، ذالك، ھُنالك وغیرہ۔ استفہامیہ میں کب، کہاں، کیوں، کیسے، کیا۔ کیف، کم، من، ما وغیرہ اس قسم کے الفاظ کا غائر مطالعہ کرنے سے حسب ذیل تین بہت ہی اہم "قوانین زبان" اخذ کئے جا سکتے ہیں۔ جن کا اطلاق عموماً ہر ترقی یافتہ زبان پر ہوتا ہے۔

قوانینِ زبان

نمبر ۱ - عموماً ضمائر، اسمائے اشارہ، اسمائے موصولہ، حروف جار، حروف عطف، کلمات استفہامیہ، اسم زمان اسم مکان وغیرہ کے لئے ہر زبان میں کسی ایک چیز کا تعین، مقصد یا حالت کے لئے صرف ایک لفظ ہوتا ہے۔ ایسے الفاظ کو بغرض شناخت مُفردات[*] کا نام دیا جانا مناسب ہوگا۔

نمبر ۲ - ایسے الفاظ کی جملہ تعداد مختلف زبانوں میں عموماً محدود ہوتی ہے اور ۱۰۰ اور ۱۵۰ کے درمیان ہوتی ہے

نمبر ۳ - عموماً کسی زبان کے ہر جملے میں اس قسم کے الفاظ کی تعداد ۴۰ اور ۵۰ فیصد کے درمیان ہوگی اور کبھی کبھی اس سے زیادہ۔ ان تین اہم بنیادی قوانین کو اگر مدِ نظر رکھا جائے تو کسی نئی زبان سے تعارف پیدا کرنے کے لئے بہت مفید ہوگا۔ اس نظریئے کے تحت ان مُفردات اور چند دیگر کثیر الاستعمال کلمات کی ایک فہرست "مُفردات و لغات ضروری" کے ذیل میں بلحاظ نوعیت و قسم کلمات علٰحدہ دی جا رہی ہے۔ اس فہرست میں عربی کلمات اور ان کے اردو مترادفات درج کئے گئے ہیں۔ مزید سہولت کے لئے ان عربی الفاظ کی ایک فہرست بلحاظ حروف تہجی بھی دی جا رہی ہے۔ (دیکھئے صفحات ۳۵ تا ۳۹)

---

[*] میں نے ایک انگریزی مضمون (مطبوعہ روزنامہ ڈان کراچی مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۶۸ء) میں بھی ان قوانین کی جانب اشارہ کیا ہے اور چونکہ ایسے کلمات Unique words with Mono meanings کہے جا سکتے ہیں اس لئے ان کے واسطے UNIMONOS کا لفظ اختراع کیا گیا ہے۔

یہ الفاظ اسمائے متعلقہ سے قبل استعمال کئے جاتے ہیں۔ اردو، عربی اور فارسی میں یہ حروف "جار" کہلاتے ہیں۔ انگریزی کی طرح عربی اور فارسی میں بھی حروف "جار" اسم سے پہلے آتے ہیں، لیکن اردو میں ہندی یا پراکرت کی ساخت کے باعث اسم متعلقہ کے بعد میں استعمال کئے جاتے ہیں اور حقیقت میں pre-position کے بجائے post-position, کہلانے چاہئیں۔

عربی میں معروف حروف جار حسب ذیل ہیں۔

مِنْ ۔ عَنْ ۔ فِیْ ۔ اِلٰی ۔ عَلٰی ۔ لَ ۔ وَ ۔ تَ ۔ بِ ۔ کَ ۔ لِ ۔ عربی میں جس اسم یا کلمہ کے پہلے حرف جار استعمال ہوتا ہے۔ اس اسم یا کلمہ کے آخری حرف کو مجرور کردیا جاتا ہے یعنی زیر دے دیا جاتا ہے۔ مثلاً، فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجاً ۔ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ ۔ اَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوْعٍ وَّ اٰمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ ۔ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ۔ وغیرہ۔

آپ نے ملاحظہ کیا کہ فاعل، مفعول اور مجرور کے لئے تین مختلف حرکات یا اعراب کا استعمال کیا جاتا ہے اور اس طور سے ان کی شناخت کی جاتی ہے۔ فاعل کے لئے پیش یا ضمہ یا رفع (کلمہ فاعل کو مرفوع کہتے ہیں) مفعول کے لئے زبر یا فتح یا نصب (کلمہ مفعول کو منصوب کہتے ہیں) مجرور کے لئے زیر یعنی کسرہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔

(۵) تاکید و تلقین کی تفصیلات

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا، عربی میں تاکیدی کلمات بکثرت پائے جاتے ہیں اور جملوں کی ساخت بھی خاص طور سے تاکیدی انداز میں ہوتی ہے۔ مثالیں درج ذیل ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ غفورٌ رَّحِیْم ۔ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ ۔ لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلاً ۔ اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۔ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۔

(۱) تاکید مثبت :

: بذریعہ کلمات ماقبل ۔ اِنَّ ۔ قد ۔ لَ ۔ لَقد وغیرہ۔

مثالیں : اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۔

(ب) بذریعہ نون مابعد۔ نّ ثقیلہ یا شدد مثلاً لَتُسْئَلُنَّ (یا) نون خفیفہ مثلاً لَیَفْعَلَنْ۔

(۲) تاکید منفی :

لَنْ ۔ لَمْ ۔ مثالیں : لَنْ یَّذْهَبَ ۔ وہ ہرگز نہیں جائے گا۔ لَمْ یَذْهَبْ ۔ وہ گیا ہی نہیں۔

(ضمائر، افعال، مشتقات" وغیرہ کی نسبت اس ابتدائی تعارف سے اگر آپ کے دل میں عربی فہمی کا ذوق پیدا ہوجائے تو ہمارا مشورہ ہے کہ آپ کچھ دیگر ابتدائی صرف و نحو کی کتابوں کا مطالعہ شروع کردیں)

قتل ۔ قاتل، مقتول، مقتل، مقاتلہ، قتیل، قتّال وغیرہ۔

قرض ۔ مقروض، مقراض، وغیرہ وغیرہ۔

اس قسم کے مشتقات کسی دوسری زبان میں اتنے تنوع، اتنی کثرت اور اتنی آسانی سے نہ بن سکتے ہیں نہ ملتے ہیں

(د) اعراب کا استعمال فاعل ومفعول کی شناخت کیلئے

اردو میں علامت فاعل "نے" اور علامت مفعول "کو" ہے۔ لیکن عربی میں اس قسم کی کوئی علامت نہیں ہے۔ بلکہ عام طور پر اسم فاعل اسم مفعول کے درمیان کوئی فاصلہ بھی نہیں ہوتا۔ اردو میں فاعل ومفعول کی شناخت کے لئے علامتیں ہیں، انگریزی میں فاعل اور مفعول کے درمیان فصل حائل رہتا ہے۔ جیسے: استاد نے لڑکے کو پڑھایا۔ The teacher taught the boy عربی میں نہ علامتِ فاعل ہے نہ فاعل ومفعول کے درمیان کوئی فاصلہ، لیکن امتیاز یوں کیا جاتا ہے کہ فاعل پر پیش یا ضمہ (اصطلاحاً رفع یا حالتِ رفعی) اور مفعول پر زبر یا فتحہ (اصطلاحاً نصب یا حالتِ نصبی) مثلاً: عَلَّمَ الْاُسْتَاذُ الوَلَدَ - فاعل اُستاذ پر پیش، مفعول ولد پر زبر۔ یُقَلِّبُ اللّٰہُ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ۔ فاعل اللہ پر پیش ہے اور مفعول لیل ونہار پر زبر۔ فاعل اور مفعول کا یہ امتیاز صرف اعراب یعنی پیش اور زبر کے ذریعے ہوتا ہے۔ قرآنِ پاک میں آیت: وَاِذَا ابْتَلٰی اِبْرٰھِیْمَ رَبُّہٗ: (جب آزمایا ابراہیم کو اس کے رب نے" When his Lord tested Abraham اردو میں علامات فاعل ومفعول "نے" اور "کو" کی وجہ سے کسی غلط فہمی کا اندیشہ نہیں۔ انگریزی میں "لارڈ" کا استعمال فعل سے پہلے اور ابراہیم فعل کے بعد ایک ایسا طریقہ ہے کہ اس میں بھی غلط فہمی نہیں ہو سکتی۔ لیکن عربی جملے میں نہ تو فاعل اور مفعول کی شناخت کے لئے کوئی علامتیں ہیں اور نہ ہی ان کے درمیان فعل کا حائل ہونا۔ اس لئے اگر آپ "ابراہیم" کو پیش کے ساتھ اور رب کو زبر کے ساتھ پڑھیں تو معنی بالکل ہی الٹے ہو جائیں گے اور پڑھنے والا گنہگار ہو جائے گا۔ یہ مثال بھی اس بات کو واضح کرتی ہے کہ قرآنِ پاک پڑھتے وقت اعراب کے ساتھ صحیح تلاوت کرنا کتنا ضروری ہے۔

اعراب کا استعمال حروف جار ومجرور کے ضمن میں

مختلف چیزوں کا باہمی تعلق یا نسبت یا مختلف افعال کے واقع ہونے کا تعلق حروف جار یا کے استعمال سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ مثلاً میز "پر"، گھر "میں"، کراچی "سے"، "لاہور تک"۔ وغیرہ وغیرہ۔ انگریزی میں اس قسم کے الفاظ یعنی in, from, to وغیرہ pre-position کہلاتے ہیں یعنی

(ج) مشتقات از ثلاثی مجرّد (مادہ سہ حرفی)

اسم فاعل، اسم مفعول، اسم آلہ، اسم مکان، اسم مبالغہ وغیرہ۔

متذکرہ بالا سہ حرفی الفاظ سے ہی خاص اصول کے ماتحت اور چند حروف کے اضافہ اور اعراب کی تبدیلیوں سے اسم فاعل، اسم مفعول، اسم مکان، صفتِ مشبّہ، اسم آلہ، اسم تفضیل، اور اسم مبالغہ وغیرہ بنالئے جاتے ہیں۔ ان مشتقات کے اخذ کرنے کے چند معیّن اور مقرراصولوں کی کارکردگی کے نتیجہ میں ایک ایسا زبردست ذخیرۂ الفاظ عربی میں وجود میں آگیا ہے (اور آتا رہتا ہے) کہ وہ دوسری زبانوں کے لئے قابلِ رشک ہے۔ اس جملہ کی وضاحت کے لئے انگریزی، فارسی اور اردو کی چند مثالیں بے محل نہ ہوں گی۔

انگریزی میں عموماً فعل کے بعد er یا or بڑھانے سے اسم فاعل بنالیا جاتا ہے۔ مثلاً

walker, actor, dealer, sailor

فارسی میں "ندہ" بڑھانے سے یعنی خوانندہ، نویسندہ، وغیرہ۔ اردو میں لفظ "والا" ایک خاص طریقہ پر بڑھایا جاتا ہے۔ جیسے پڑھنے والا، لکھنے والا وغیرہ۔

اسم مفعول کے لئے انگریزی میں فعل کے بعد ed کا استعمال ہوتا ہے۔ seated, heated

فارسی میں نوشتہ، خوردہ وغیرہ کے پیمانوں پر اسم مفعول بنائے جاتے ہیں۔

اردو میں بڑی مشکل پڑتی ہے اور قدرے لمبے کلمہ کا اضافہ کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً مارا گیا، سکھایا گیا۔

اسم آلہ، اسم مکان، اسم زمان کے لئے اردو، فارسی، انگریزی میں مشتقات کا طریقہ ہی نہیں یا بہت ہی کم۔ انگریزی میں sit سے sitting, seat فارسی میں نشستن سے نشستگاہ۔ اردو میں لفظ بیٹھنا سے بیٹھک۔ لیکن ایسے بہت ہی کم مصدر ہوں گے جن سے اسم مکان مشتق ہوسکتا ہے۔ اسم آلہ اور اسم مبالغہ وغیرہ کا بننا تو شاید و باید۔ "سجدہ کرنے کی جگہ"، "پڑھنے کی جگہ" وغیرہ جیسے طویل اور ثقیل فقروں کا استعمال ہوتا ہے اور یہی حال فارسی اور انگریزی کا ہے۔

اس کے برخلاف عربی میں بآسانی آپ اسم فاعل، اسم مفعول، اسم آلہ، اسم مکان، ظرف، مبالغہ وغیرہ بنا سکتے ہیں مثلاً: فتح۔ فاتح، مفتوح، مفتاح، فتّاح، افتتاح۔

صبح۔ صبیح، صبّاح، صبوح، مِصباح۔

سجدا۔ ساجد، مسجود، سجود، مسجد۔

اصل سہ حرفی ماضی جب ان ابواب میں سے کسی ایک میں تبدیل کر دیا جاتا ہے تو اس کے جو مختلف معانی پیدا ہوتے ہیں ان کی وضاحت دو بنیادی سہ حرفی مادّوں مثلاً خَلَفَ، سَلِمَ کی مختلف تبدیلیوں سے ظاہر ہوگی۔

۱۔ خَلَفَ = پیچھے رہنا۔	سہ حرفی	سَلِمَ = محفوظ ہونا، سلامت رہنا۔
۲۔ خَلَّفَ = چھوڑنا۔	باب تفعیل	سَلَّمَ = سلام کرنا، کسی چیز کو تسلیم اور قبول کرنا۔
۳۔ خَالَفَ = مخالفت کرنا۔	،، مفاعلہ	سَالَمَ = صلح کرنا۔
۴۔ أَخلَفَ = توڑنا (وعدہ) (اپنی بات کو پیچھے چھوڑ دینا)	،، اِفعال	اَسْلَمَ = اسلام قبول کرنا، کامل سپردگی کے ساتھ۔
۵۔ تَخَلَّفَ = کسی چیز کو روکے رکھنا، چھپانا۔	،، تَفَعُّل	تَسَلَّمَ = فرماں برداری قبول کرنا۔
۶۔ تَخَالَفَ = اختلاف کرنا۔	،، تفاعُل	تَسَالَمَ = آپس میں مصالحت کرنا۔
۸۔ اِختَلَفَ = مختلف ہونا۔	،، اِفتِعال	اِستَلَمَ = حجر اسود کو بوسہ دینا۔
۱۰۔ اِستَخلَفَ = جانشین مقرر کرنا۔ (کسی کو اپنے پیچھے چھوڑنا)	،، استفعال	اِستَسلَمَ = فرماں برداری کرنا۔ درمیانی راہ اختیار کرنا۔

ابواب 'مزید فیہ' کے ذریعہ جو مختلف معنی پیدا ہوتے ہیں ان کے اصطلاحی نام مقرر ہیں :-

بلوغ : یعنی ماخذ میں آنا یا پہنچنا	مثال	اَعْرَقَ	عراق میں پہنچا، خَیَّمَ وہ خیمہ میں آیا۔
تعمّل : ماخذ کو کام میں لانا یا اس سے کام لینا	،،	تَخَتَّمَ	اُس نے انگوٹھی پہنی۔
سلب : کسی چیز سے ماخذ کو دور کرنا۔	،،	اَشْکَیْتُہٗ	میں نے اُس کی شکایت دور کی۔
تخلیط : کسی چیز کو ماخذ سے آراستہ کرنا	،،	ذَهَّبَ	اُس نے سنہرا بنایا۔
تجنّب : ماخذ سے بچنا	،،	تَاَثَّمَ	اُس نے گناہ سے پرہیز کیا۔
تدریج : کسی فعل کو آہستہ آہستہ کرنا	،،	تَجَرَّعَ	اُس نے گھونٹ گھونٹ کر کے پیا[1] ..... وغیرہ

ابواب 'مزید فیہ' کی مدد سے زبان عربی میں جو وسعت، تنوع اور مفہوم کے نازک امتیازات باختصار الفاظ حاصل ہوئے ہیں ان کا اندازہ قارئین کو مندرجہ بالا مثالوں سے ہو جائے گا۔

---

[1] ماخوذ از "مصباح اللغات" مولفہ مولانا ابو الفضل عبد الحفیظ بلیاوی۔

"مزید فیہ"

اوپر آپ نے ماضی اور مضارع بنائے جانے کے سلسلہ میں دو اہم اصول ملاحظہ کئے (ا) اعراب کی تنوّع اور تبدیلی. (ب) چند حروفِ خاص کا اضافہ ماقبل و مابعد۔

انھیں دونوں اصولوں کو کام میں لاتے ہوئے زبان عربی میں سہ حرفی مادہ کی مزید تبدیلی سے بنیادی فعل کی شدت یا اس کے اعلیٰ مدارج، اس کی مختلف کیفیات اور اس فعل سے متعلق مختلف شکلوں کا اظہار بھی کیا جاتا ہے۔ اور چونکہ اعراب کے تنوُّع و تبدیلی کے علاوہ چند خاص حروف مابعد یا ماقبل (یا مابین) اصل مادہ پر اضافہ کردیئے جاتے ہیں۔ اس لئے ان بنیادی افعال یا مصادر کی اِن بدلی ہوئی شکلوں کو "مزید فیہ" کہا جاتا ہے، یعنی "بڑھایا گیا اُس (مادۂ سہ حرفی) میں"۔

عربی مثالیں دینے سے پیشتر اردو زبان سے اس ضمن میں چند مثالیں عربی اصولوں کو سمجھنے میں مفید ہوں گی۔ پڑھنا سے پڑھانا۔ پڑھوانا (اضافہ " ا " اور " وا ")۔ کھانا سے کھلانا، کھلوانا۔ سیکھنا سے سکھانا، سکھلانا۔ لکھنا سے لکھانا، لکھوانا وغیرہ۔ ان تینوں مصادر میں مفہوم کے حسب ذیل درجات پائے جاتے ہیں۔

نمبر ا۔ خود کوئی کام کرنا :— پڑھنا، کھانا، سیکھنا، لکھنا۔

نمبر ۲۔ کسی دوسرے کے لئے کوئی کام کرنا یا دوسرے سے اپنی نگرانی میں بلاواسطہ کام کروانا:— پڑھانا۔ کھلانا۔ سکھانا۔ لکھانا۔

نمبر ۳۔ کسی دوسرے آدمی سے کام کروانا مگر کسی تیسرے آدمی کے واسطہ سے۔ پڑھوانا، کھلوانا، سکھلانا، لکھوانا۔

یہ ظاہر ہے کہ اردو کے متذکرہ بالا مصادر میں بنیادی مصادر پڑھنا، کھانا، سیکھنا، لکھنا وغیرہ سے دو دیگر بلند تر درجات کے مصادر بنائے گئے ہیں اور اس عمل میں اصل مصدر کے بیچ میں حروف " ا "، " ل "، " ل و " وغیرہ زیادہ کردیئے گئے ہیں۔ گویا یہ نئے مصادر اصل مصدر کی "مزید فیہ" شکلیں ہیں۔ اردو میں اس قسم کی تبدیلیوں کے قاعدے بہت کم ہیں اور چند ہی مصادر ہیں جن سے ان کے بنیادی کام کے علاوہ دوسرے متعلقہ بلند تر کام کا اظہار ہو سکے۔ لیکن عربی میں اصل سہ حرفی میں کچھ حروف کے اضافہ سے بہت سے مختلف معانی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اصطلاحاً اصل سہ حرفی کو "ماخذ" کہا جاتا ہے۔ اور جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے چند حروف کے اضافہ سے اس میں یوں تبدیلیاں کی جاتی ہیں کہ اس کے نتیجہ میں نئے فعل کے معنی میں ماخذ میں شدت، ماخذ میں پہونچنا، ماخذ سے بچنا، ماخذ کی طرح بنا دینا، یا فعل لازم کو متعدی کر دینا، فاعل کا کسی فعل کو اپنی ذات کے لئے کرنا، کسی فعل کو آہستہ آہستہ کرنا، دو شخصوں کا مل کر کام کرنا، باہمی مقابلہ کرنا وغیرہ وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایسی تبدیلیوں سے جو معانی پیدا ہوتے ہیں ان کو مصدر کے ابواب کہا جاتا ہے، اصل سہ حرفی ماضی کو باب نمبر ا کہا جاتا ہے اس کے بعد چودہ اور ابواب بنتے ہیں۔

کَتَبْتِ لکھا (تجھ ایک عورت نے) : ڈھانچہ : اَ - ۲َ + ۳ْ - تِ

کَتَبْتُ لکھا (میں۔ مرد / عورت نے) : " " اَ - ۲َ + ۳ْ - تُ

آپ ملاحظہ کیجیے کہ اصل سہ حرفی ماضی "کَتَبَ" کے اخیر میں ایک حرف "ت" (جو مؤنث اور صیغہ حاضر دونوں کے لئے علامتی حرف ہے) کے اضافہ اور اس نئے مرکب کے مختلف حروف پر جزم، یا حرکتِ زبر، زیر، پیش کے تنوّع اور تبدیلیٔ حرکت سے کتنے مختلف معنیٰ ہو گئے۔[له]

آپ نے ملاحظہ کیا ہے کہ ماضی معروف کے صیغہ "غائب۔ مذکر۔ واحد" سے مضارع معروف کا صیغہ "غائب مذکر۔ واحد" کا فعل بنایا جاتا ہے اور اس کے بعد مختلف تبدیلیوں سے دوسرے صیغے بنتے ہیں۔ سہ حرفی "ف۔ت۔ح" سے ماضی معروف "فَتَحَ" بنا اور اس سے مضارع "یَفْتَحُ"۔ یعنی حرکات اور زائد حروف کی حالت یوں ہوئی :۔

سہ حرفی	ماضی معروف	مضارع معروف
ف ۔ ت ۔ ح	فَتَحَ (اَ - ۲َ - ۳َ)	یَفْتَحُ (یَ ۔ اْ ۔ ۲َ ۔ ۳ُ)

یہ ترتیب مختلف سہ حرفی مادوں کے ساتھ مختلف ہوتی ہے مثلاً

س ۔ م ۔ ع	سَمِعَ (اَ - ۲ِ - ۳َ)	یَسْمَعُ (یَ ۔ اْ ۔ ۲َ ۔ ۳ُ)
ض ۔ ر ۔ ب	ضَرَبَ (اَ - ۲َ - ۳َ)	یَضْرِبُ (یَ ۔ اْ ۔ ۲ِ ۔ ۳ُ)

ماضی اور مضارع کے مندرجہ بالا پیمانوں کے چھ قسم کے جوڑے ہیں۔

ماضی	مضارع	ماضی	مضارع
۱۔ حرف دوم پر ' زبر'	۔ حرف دوم پر ' زبر'	۴۔ حرف دوم پر 'زیر'	۴۔ حرف دوم پر ' زبر'
۲۔ " "	۲۔ " 'زیر'	۵۔ " "	۵۔ " 'زیر'
۳۔ " "	۳۔ " 'پیش'	۶۔ " 'پیش'	۶۔ " 'پیش'

امثلہ

فَتَحَ[۱] ۔ یَفْتَحُ ۔ ضَرَبَ[۲] ۔ یَضْرِبُ ۔ نَصَرَ[۳] ۔ یَنْصُرُ ۔ سَمِعَ ۔ یَسْمَعُ ۔ حَسِبَ ۔ یَحْسِبُ ۔ کَبُرَ[۶] ۔ یَکْبُرُ

[له] انہیں باتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے قرآن کریم کے صحیح قرأت و تلفظ پر بہت زور دیا جاتا ہے اور اسی لئے اکثر نسخوں کے اخیر میں ایک فہرست ان اہم مقامات کی دیدی جاتی ہے جہاں اعراب کی غلطی سے پڑھنے والا مومن' اکثر علما کے نزدیک 'کفر کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ مثلاً' سورۂ فاتحہ میں ہی اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ (جن پر تونے نعمتیں بخشیں) یعنی "ت" پر زبر کی وجہ سے صیغہ حاضر۔ مذکر۔ واحد" کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن اسی حرف پر جزم یا حرکت زیر یا پیش کی تبدیلی سے مختلف معانی ہو جائیں گے (ان کا اندازہ اوپر والی کَتَبْتُ وغیرہ کی مثالوں سے آپ خود کریں)

بحرکت کسرہ کی تبدیلی کی جاتی ہے۔ دیگر صیغوں (غائب و متکلم) کی تبدیلی کے لئے کلمۂ ل کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ جن کی تفصیل کے لئے عربی گرامر کی کتابیں دیکھئے۔

(۹) فعل نہی یا ممانعت برائے صیغہ حاضر (واظہار تاکید یا خواہش منفی) برائے غائب و متکلم) کے واسطے دیکھئے نقشہ ۱[ل۱] عمودی خانہ ۱۶ جس سے ظاہر ہوگا کہ مضارع سے پہلے لفظ نفی 'لا' کا اضافہ کردیا جاتا ہے اور آخری حرفِ زائد یعنی 'ن' (اصطلاحاً نون اعرابی) کو حذف کردیا جاتا ہے علاوہ صیغہ ۱۲ کے۔

(۱۰) فعل مستقبل، امرونہی وغیرہ پر شدید تاکید کے لئے اخیر میں "ن" تشدیدی کا استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً "افعل" سے افعلَنَّ۔ ایسی حالت کو استعمالِ "نون ثقیلہ" کہا جاتا ہے۔ معمولی تاکید کے لئے ن پر تشدید کے بجائے صرف جزم دیا جاتا ہے اس حالت کو استعمالِ "نون خفیفہ" کا نام دیا جاتا ہے۔

(۱۱) دیگر افعال مثلاً ماضی احتمالی، ماضی استمراری، مستقبل قریب وغیرہ کے لئے نمونہ کے واسطے دیکھئے نقشہ نمبر ۲ جس میں صرف صیغہ "غائب۔ مذکر۔ واحد" کو ظاہر کیا گیا ہے۔ بقیہ کے لئے قواعد متعلقہ کو استعمال کیا جائے۔ (نقشہ ۲ صفحہ ۲۳۶ پر دیکھئے)

مندرجہ بالا نکات سے یہ ظاہر ہوگیا ہوگا کہ اعراب یعنی سکون و حرکت (ضمّہ، فتحہ، کسرہ، شدّہ) کا اصولی اور معیاری استعمال بہت ہی بامقصد طریقے پر ہوتا ہے۔ اور عموماً کسی آزاد امدادی لفظ مثلاً، "تھا"، "ہوگا"، "ہوچکا"، "تا ئے گا۔ تی ۔ ئے گی ۔ وَں گا ۔ وَں گی" وغیرہ کے استعمال کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ان اصولوں سے یہ ظاہر ہوجاتا ہے کہ اعراب کے ذریعہ عربی میں کس قدر زبردست Economy of Words یعنی "اختصارِ الفاظ" کا حصول کیا جاتا ہے۔ اور زبان عربی کی یہ ایک بہت بڑی خصوصیت ہے۔

لیکن جہاں اختصارِ الفاظ کا فائدہ ہے۔ وہاں یہ خطرہ بھی ہے کہ حرکت و سکون کے استعمال میں معمولی غفلت کے باعث ہم اپنے مفہوم کے اظہار میں بڑی زبردست غلطی کے مرتکب ہوسکتے ہیں۔

مثلاً کَتَبَتْ لکھا (اُس ایک عورت نے) ڈھانچہ = اَ۔ ۲۔ ۳ + تْ

کَتَبْتَ لکھا (تجھ ایک مرد نے) 〃 = اَ۔ ۲۔ ۳ + تَ

ل۱ ایسے نقشے کو (اور ایسے دیگر نقشوں کو جو گرامر کی کتابوں میں ملتے ہیں) گردان کا اصطلاحی نام دیا جاتا ہے۔ یہاں مثال کے لئے "سہ حرفی" (ثلاثی مجرد) 'جلس' کا استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن عموماً صرف و نحو کی کتابوں میں وضاحت اصول و قواعد کے لئے "فعل" کا مجموعہ سہ حرفی بطور معیار کے استعمال ہوتا ہے۔ اس کے تین حروف "ف۔ ع۔ ل" کے حوالہ سے دوسرے سہ حرفی مادّوں سے بحث کی جاتی ہے۔ مثلاً 'جَلَسَ' کے بارے میں یہ کہا جائیگا کہ حرف "ج" کلمہ ف (فَعَلَ کے حرف ۱) کے مطابق ہے۔ حرف "ل" کلمہ ع (فَعَلَ کے حرف نمبر ۲) کے مطابق اور حرف "س" کلمہ "ل" (فَعَلَ کے حرف نمبر ۳) کے مطابق ہے ہم نے اس کتاب میں بعض موقعوں پر بجائے ف۔ ع۔ ل اعداد ۱۔ ۲۔ ۳ کا استعمال کیا ہے۔

(۳) عربی میں ایسے سہ حرفی الفاظ کا ایک وسیع ذخیرہ ہے جن سے چند مقررہ اصول و قواعد کے ذریعہ مختلف زمانہ، فاعل وغیرہ کی نسبت سے فعل بنالئے جاتے ہیں۔ ماضی، حال، مستقبل، نیز حالت معروف، مجہول، امر وغیرہ بھی۔

(۴) ماضی معروف کے ۱۴ صیغے، بمطابق ۱۴ ضمائر جس طرح سے بنائے جاتے ہیں ان کے لئے دیکھئے نقشہ نمبر ا عمودی خانہ ۱ جس سے ظاہر ہوگا کہ یہ سارے صیغے چند حروف (ا، وا، ت، تُمَا، تُمْ، تُنَّ، تِ، نی، نا) وغیرہ کے اضافہ سے بنائے جاتے ہیں۔ (نقشہ ۱ صفحہ ۲۲۵ پر دیکھئے)

(۵) ماضی معروف سے ماضی مجہول بنانے کے لئے پہلے حرف کی حرکت یعنی زبر کو تو عموماً بلا استثنا ضمہ یعنی پیش میں تبدیل کردیا جاتا ہے۔ لیکن دوسرے یا درمیانی بنیادی حرف کے اعراب مختلف افعال پر مختلف ہوتے ہیں۔ مثلاً ضَرَبَ (اس نے مارا) معروف ہے، مگر ضُرِبَ (وہ مارا گیا) مجہول۔ ۱۴ ضمیروں کے لحاظ سے گردان ماضی مجہول کے واسطے دیکھئے نقشہ نمبر ا، عمودی خانہ ۲

(۶) ماضی معروف سے مُضارع معروف بنانے کے لئے چند خاص حروف ماقبل بڑھائے جاتے ہیں۔ یعنی:۔

(i) "ی" = صیغہ نمبر ۱، ۲، ۳۔ غائب مذکر اور نمبر ۶ صیغہ "غائب مؤنث جمع" کے لئے۔

"ت" = صیغہ نمبر ۴، ۵۔ غائب مؤنث واحد و تثنیہ۔ اور صیغہ نمبر ۷ تا ۱۲ حاضر مذکر و مؤنث کے لئے۔

"ا" = صیغہ نمبر ۱۳ متکلم واحد کے لئے۔

"ن" = صیغہ نمبر ۱۴ متکلم جمع کے لئے۔

یہ چار حروف "ی"، "ت"، "ا"، اور "ن" "یتان" علامت مضارع کہلاتے ہیں۔

(ii) چند حروف مابعد کا اضافہ بھی مختلف صیغوں کے لئے کیا جاتا ہے۔ مثلاً "ان"، "ون"، "ین"، وغیرہ۔

(iii) نیز اصل اجزائے سہ حرفی میں اعراب کی تبدیلی اور تنوّع کا عمل کیا جاتا ہے۔ تشریح کے لئے دیکھئے نقشہ نمبر ا عمودی خانہ ۳

(۷) مُضارع معروف سے مُضارع مجہول بنانے کے لئے تقریباً وہی طریقے ہیں جو ماضی معروف سے ماضی مجہول بنانے کے ہیں۔ دیکھئے نقشہ نمبر ا، عمودی خانہ ۴

(۸) فعل امر معروف برائے صیغہ حاضر مذکر و مؤنث، واحد، تثنیہ، جمع یعنی صیغہ ۷ تا ۱۲ کے واسطے دیکھئے نقشہ نمبر ا عمودی خانہ ۵ (صیغہ غائب ۱-۶ و متکلم ۱۳-۱۴ کے لئے تاکید مثبت کی شکل۔ لِ تاکیدی شروع میں بڑھاکر)

"مضارع معروف، غائب، مذکر، واحد" کے علامت مضارع "ی" کو صیغہ نمبر ۷ یعنی حاضر مذکر واحد کے لئے "ا"

(ب) افعال وسہ حرفی

(۱) اکثر زبانوں میں مصدر یا verb. وہ بنیادی کلمہ ہے جس کی مختلف تبدیلیوں سے ماضی، حال، مستقبل، معروف مجہول، امر، نہی وغیرہ کا اظہار کیا جاتا ہے یا فاعل و مفعول وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔ اردو میں کھانا، لکھنا، سیکھنا، پڑھانا، بتانا، وغیرہ کے آخر میں لفظ "نا" علامت مصدر ہے۔ فارسی میں نوشتن، خواندن وغیرہ کے آخر میں لفظ "تن" یا "دن" علامتِ مصدر ہے۔ انگریزی میں to be, to eat to run etc وغیرہ کا پہلا لفظ to علامتِ مصدر ہے۔ ان تینوں زبانوں میں مصدر اپنی اصلی شکل میں بطور اسم کے بھی استعمال ہوتا ہے اور مصدر کے خاص فعل کو ظاہر کرتا ہے۔ زبان عربی میں اسم مصدر کا ایک بالکل آزاد مقام ہے۔ اور عموماً اس کی کوئی خاص شناخت نہیں ہے۔ جیسا کہ اردو، فارسی، وغیرہ میں ہے۔ لیکن مختلف فعل لحاظ زمانہ اور فاعل وغیرہ بنانے کے لئے عموماً ایک خاص سہ حرفی مادہ (اصطلاحاً ثلاثی مجرد) پر انحصار کیا جاتا ہے[۱]۔
مثلاً "الکتاب" اسم مصدر ہے بمعنی "لکھنا"۔ لیکن 'لکھا'۔ 'لکھے گا'۔ 'لکھی تھی'، وغیرہ مختلف زمانہ اور فاعل سے متعلق فعل کی مختلف شکلوں کو وضع کرنے کے لئے سہ حرفی مادہ ک۔ ت۔ ب سے رجوع کرنا پڑتا ہے۔ اس مادہ سے صرف اعراب کے مختلف استعمال سے صیغہ "ماضی معروف، غائب، مذکر، واحد" کا بنیادی فعل بنایا جاتا ہے۔
"یعنی کَتَبَ"۔ پہلے اور تیسرے حروف پر ہمیشہ فتحہ یا زبر کی حرکت ہوتی ہے۔ دوسرے یعنی درمیانی حرف پر حرکتیں بدلتی ہیں کبھی زبر کبھی زیر اور پیش (عموماً ان سے خاص کیفیات کا اظہار ہوتا ہے۔)

کَتَبَ۔ (اس نے لکھا) دوسرے حرف پر زبر (یعنی ۲َ)

سَمِعَ۔ (اس نے سنا) دوسرے حرف پر زیر (یعنی ۲ِ)

کَبُرَ۔ (وہ بڑا ہوا) دوسرے حرف پر پیش (یعنی ۲ُ)

(۲) انگریزی میں یا اردو میں wrote یا 'لکھا' سے آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ لکھنے والا مرد تھا کہ عورت، ایک تھا کہ دو کہ زائد، غائب تھا کہ حاضر یا متکلم وغیرہ جب تک کہ آپ He, She, They, You, We یا 'تم نے'، 'ہم نے'، 'اس نے' وغیرہ کا استعمال نہ کریں۔ لیکن عربی میں صرف کَتَبَ سے لکھنے والے کی جنس (مذکر)، عدد (واحد)، غائب وغیرہ کا احساس ہو جاتا ہے۔ کَتَبَتْ (۱َ۔۲َ۔۳َ + تْ) بمعنی اس ایک عورت نے لکھا یعنی فاعل غائب، مؤنث، واحد ہے۔ گویا ان الفاظ میں ضمیر خود پنہاں ہے یا جیسے انگریزی میں کہیں گے کہ ضمیر built - in حالت میں موجود ہے۔

---

[۱] ایک مجموعہ چار حرفی الفاظ (رباعی) کا بھی ایسے ہی مقاصد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً تَرْجَمَ۔ اَکْمَلَ۔ دَحْرَجَ وغیرہ۔

(۱) ضمائر

(۱) عموماً ہر زبان میں غائب واحد، غائب جمع، حاضر واحد، حاضر جمع، متکلم واحد اور متکلم جمع کے لئے الگ الگ الفاظ مقرر ہیں۔ یعنی ضمائرِ ذات چھ قسم کی ہوتی ہیں۔ انگریزی میں صیغہ واحد غائب میں جنس مذکر و مؤنث کے لئے الگ الگ الفاظ مقرر ہیں۔ اردو میں جنس کا اظہار ضمیر سے تو نہیں ہوتا لیکن فعل کی ساخت سے ہو جاتا ہے اس طرح سے فاعلی حالت میں اردو، فارسی، انگریزی میں حسب ذیل ضمائر ہیں۔

اردو:۔ وہ، تو، تم، آپ، میں، ہم — یعنی چھ عدد

فارسی:۔ او، آناں، تو، شما، من، ما — یعنی چھ عدد

انگریزی:۔ He, She, They, Thou, You, I, We یعنی سات عدد

لیکن عربی میں حسب ذیل خصوصیات کے باعث ضمائر کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

(۱) غائب اور حاضر صیغوں میں عدد کے ذیل میں واحد اور جمع کے علاوہ ایک نیا صیغہ تثنیہ کا بھی ہوتا ہے۔ یعنی وہ الفاظ جن سے صرف دو ہستیوں کا اظہار ہوتا ہے۔ جمع دو سے زائد صیغوں کے لئے استعمال ہوتی ہے۔

(۲) غائب اور حاضر کے صیغوں میں ضمائر کے لئے جنس تذکیر و تانیث کا بھی علٰحدہ اظہار کیا جاتا ہے یعنی مذکر واحد، مؤنث واحد، مذکر تثنیہ، مؤنث تثنیہ، مذکر جمع، مؤنث جمع۔ اس طرح صیغہ غائب میں ۶ اور صیغہ حاضر میں ۶ ضمائر ہوتے ہیں۔ صرف صیغہ متکلم میں نہ تو جنس کا علٰحدہ اظہار کیا جاتا ہے اور نہ تثنیہ کا۔ یعنی اس صیغہ میں صرف متکلم واحد اور متکلم جمع کے لئے الفاظ پائے جاتے ہیں۔ مختصراً کل چودہ ضمیریں ہوئیں (برخلاف ۵ یا ۶ ضمائر کے جو دیگر زبانوں میں پائے جاتے ہیں) یہ یاد رہے کہ ۱۴ ضمیریں حالت فاعل کی اور ۱۴ ضمیریں حالت مفعول یا حالت اضافت میں بھی ہوتی ہیں۔

(۳) اردو میں ضمائر بحالت فاعل، مفعول، مضاف الیہ وغیرہ کا اظہار اکثر موقعوں پر علامات "نے"، "کو"، "کا" سے کیا جاتا ہے الگ الفاظ بھی ہیں مثلاً مجھ، میرا، تجھ، تیرا، ہمارا وغیرہ یہی حال انگریزی میں بھی ہے۔ عربی میں ضمائر بحالت فاعل (یا مبتدا) کو ضمائر منفصل یا ضمائر آزاد کہا جاتا ہے کیونکہ یہ ضمیریں کسی دوسرے لفظ سے نہیں ملائی جاتیں۔ ضمائر بحالت مفعولی یا اضافی یا مجروری کلمہ ماقبل سے ملائی جاتی ہیں اس لئے ان کو ضمائر متصل (یا ملی ہوئی) کہا جاتا ہے۔ ان کی تفصیل فہرست ضمائر صفحہ ۲۵ سے ظاہر ہوگی۔ اس کا مطالعہ بغور کرنا چاہئے اور یاد کر لینا چاہئے۔

دومؔ نفسیاتِ تیقّن وتاکید، اور سومؔ صحیح مفہوم کی precise ادائیگی کے لئے اُصول وقواعد کی کثرت اوراُن کی شدید پابندی
اِن خصوصیات کے علاوہ امتِ مُسلمہ پر یہ فرض بھی عائد کیا گیا کہ وہ قرآن کریم کے الفاظ کو تحریفات اور غلط تاویلات
سے محفوظ رکھے۔ لہٰذا قواعد واصول کی مفصل تشریح اور تعلیم پر زور دینی خدمت کے اہم فرائض میں شمار ہوتے ہیں۔
کسی شخص کے لئے یہ خیال کرنا کہ اس ضمن میں وہ صَرف ونحو کے اصول سے بے نیاز ہو سکتا ہے قطعی نامناسب ہوگا۔ یہاں
Direct Method کا ذکر بھی بے محل نہ ہوگا۔ اس طریق تعلیم کے رواج سے روزمرہ زندگی کی بازاری اور کاروباری
گفتگو میں تو مدد مل سکتی ہے۔ لیکن صرف اسی کو ذریعہ تعلیم بنا کر قرآن پاک کے مفہوم تک پہنچنا ممکن نہ ہوگا اور نہ قرآن فہمی
کی صحیح استعداد پیدا ہو سکے گی۔

۶ - اس حصہ کی ترتیب میں ہماری کوشش یہ ہے کہ ایسے بنیادی اشارے پیش کر دیئے جائیں جن سے آپ کو عربی
زبان کی نفسیات، اُس کے مزاج اور اُس کے اصولوں سے اس حد تک واقفیت ہو جائے اور اُن کا اندازہ آپ
اس طرح کر سکیں کہ انشاء اللہ آپ "قرآناً عربیاً" کو قدرے آسانی سے سمجھتے ہوئے اس کی بلاغت سے اپنے دل و دماغ
کو محظوظ و متاثر کر سکیں۔ یعنی ہمارا بہت ہی محدود اور خاص مقصد یہی ہے کہ ان سطور کو غور و خوض کے ساتھ پڑھنے،
چند لغات واصول کو یاد کرنے اور چند مشقوں پر عمل کرنے سے آپ اِس قابل ہو سکیں کہ جب کبھی آپ متنِ قرآنی کے ساتھ
کوئی ترجمہ پڑھیں تو آپ الفاظِ ترجمہ کا تعلق اصل عربی الفاظ سے محسوس کریں۔ ذہنی اعتبار سے آپ خود عربی متن
سے قربِ محسوس کریں اور اس کے ابدی حقائق سے شعور حاصل کریں۔ پھر کلام الٰہی کا یہ اثر ہو کہ آپ کے اندر عربی زبان کے
حصول کی تڑپ اور لگن پیدا ہو جائے۔

۷ - ہر زبان کی بنیادی غرض وغایت یہی ہے کہ ہم اپنا مفہوم اپنے ہم جنسوں پر ظاہر کر سکیں۔ اس لئے سب سے
پہلے لغتِ زبان میں خود متکلم کی اپنی ہستی کا تعین کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد مخاطب کی ہستی کا، پھر کسی اس غیر موجود ہستی یا شے
کا جو موضوعِ گفتگو ہو۔ یعنی نحو کی اصطلاح میں ضمیر متکلم، ضمیر حاضر اور ضمیر غائب۔ تعیّن ضمیر کے بعد اُن کاموں یا حالتوں کے اظہار
کی کوشش کی جاتی ہے جو ان تعین شدہ ہستیوں کی ذات سے یا اُن کی ذات پر یا اُن کی ذات کی نسبت رونما ہوں، یعنی
باصطلاح گرامر فعل اور مصدر، بقیدِ زمانہ، ماضی، حال، مستقبل وغیرہ کے لئے الفاظ وضع ہوتے ہیں اور ان کے قواعد مرتب
ہوتے ہیں۔ ان موضوعات کے بعد کام اور کام کرنے والوں کے سلسلہ میں جو ربط و تعلق ہو اس کے اظہار کے لئے الفاظ کا
تعین کیا جاتا ہے۔

لہٰذا اس مختصر مضمون میں اسی ترتیب سے بحث ہوگی۔

سے ہے، نہ صرف یہ کہ بڑی مرتب، اصولی اور سائنٹفک زبان ہے بلکہ زبان کی ساخت، مصادر کی تشکیل اور ان سے مشتقات نکالنے کے قواعد ایسے جامع اور اصولی ہیں کہ زبان میں وسعت کی بڑی زبردست صلاحیتیں موجود ہیں اور بلاخوفِ تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ زمانۂ حال یا زمانۂ مستقبل کی ترقیات کے اظہار کے لئے بھی اس زبان میں بڑی صلاحیتیں موجود ہیں۔ زبان کے اصول و قواعد کی کثرت اور سختی سے اکثر یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ غالباً یہ زبان عوام کی روزمرہ بول چال، لین دین، اور بیوہار سے رفتہ رفتہ ترقی کی حالت پر نہیں پہنچی —— جیسا کہ دوسری زبانوں کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے —— بلکہ کسی عالم و علیم ہستی نے بڑی دانائی کے ساتھ، ہر زمانے کے حالات و ضروریات کا لحاظ رکھتے ہوئے، سارے قواعد و ضوابط مرتب کر کے کسی جماعت کو تیار اور ترقی شدہ حالت میں استعمال کی غرض سے عطا کر دی ہے۔ بہت ممکن ہے اس خیال میں بعض لوگوں کو کچھ خوش عقیدگی اور غلو کا احساس ہو لیکن کم از کم ذاتی طور پر میرے دل میں یہ خیال اکثر ابھرتا ہے

۴۔ ہر زبان اپنا خاص مزاج رکھتی ہے اور اُس کا مزاج اور اُس کی نفسیات اُس مزاج اور اُن نفسیات کی آئینہ دار ہوتی ہیں جو اس زبان کو بولنے والی قوم سے مخصوص ہوتی ہیں۔ عربی زبان کا ایک اچھا خطیب یا مقرر الفاظ میں اختصار اور روانی کو بڑی اہمیت دیتا ہے، وہ اپنے خیالات کو تیقّن، تاکید اور زور و اثر کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ چونکہ ہم لوگوں میں اکثر حضرات انگریزی سے بخوبی واقفیت رکھتے ہیں، یہ نامناسب نہ ہوگا کہ دونوں زبانوں اور ان کے بولنے والوں کی مختلف نفسیات کی طرف ایک سرسری اشارہ کر دیا جائے۔ انگریزی زبان اور انگریزی ڈپلومیسی میں اگرچہ ۔ وں کو نرمی اور ذہنی تحفظات mental reservations کے ساتھ لوگوں کو حالت تذبذب میں رکھنے کے لئے 'I should think so' (مجھے ایسا خیال ہونا چاہئے) ، 'Probably' ممکن ہے، 'Perhaps,' شاید 'Not impossible or improbable' غیر ممکن یا غیر اغلب نہیں ہے، 'Rather' وغیرہ کے الفاظ اور فقرے متکلم ایسے موقعوں پر بھی استعمال کرتا ہے جبکہ وہ خود اپنے جی میں کسی بات کا قطعی فیصلہ کر لیتا ہے، تو دوسری جانب عربی بولنے والا اِنَّ۔ اِنَّمَا۔ قد۔ لقد۔ الا۔ لام تاکیدی وغیرہ جیسے کلمات کو بکثرت استعمال کرتا ہے۔ فقروں کی ساخت اور جملوں میں مناسب الفاظ کے استعمال سے کلام میں تیقّن اور اہمیت و زور پیدا کرتا ہے۔ جہاں عربی زبان میں بفرمانِ کلام الٰہی "قولاً سدیداً" پر عمل ہوتا ہے وہاں انگریزی زبان میں اس قول پر عمل ہوتا ہے کہ —— "زبان کا منشا یہ ہے کہ آپ کے اصلی خیالات کو پس پردہ رکھے"

"Language is intended to conceal your thoughts".

۵۔ لہٰذا ایک غیر عربی داں کو جو باتیں خاص طور سے محسوس ہوتی ہیں وہ ہیں اوّل عربی زبان کا اختصار و ایجاز بیان،

مبادیاتِ عربی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

قرآن فہمی کے لئے زبان عربی سے ایک ابتدائی اور ضروری تعارف

(ضمائر — افعال — مشتقات)

"عربی زبان بڑی مشکل زبان ہے . . . درجنوں صیغے، بیسیوں گردانیں۔ بہت رٹنا پڑتا ہے . . . قدم قدم پر زبر زیر کی مشکلات ہیں . . . . ."

"عربی زبان بڑی مرتب اور سائنٹفک زبان ہے۔ اصول بڑے آسان ہیں۔ بنیادی قواعد سمجھنے کے بعد رٹنے کی کوئی ضرورت نہیں . . . . ."

۲ - ظاہر ہے کہ یہ خیالات بڑے متضاد ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ حصولِ علم لغات و صرف و نحو کے بعد ہر منتہی کو ایسا محسوس ہو کہ زبان سائنٹفک اور اصول آسان ہیں۔ لیکن ایک عام آدمی کو تو نظریۂ اول میں ہی زیادہ صداقت محسوس ہو گی۔ غالباً اس لئے کہ عربی گرامر یعنی صرف و نحو کی عام کتابوں میں شروع سے ہی اکثر ایسی مشکل اور نامانوس اصطلاحات کا استعمال کیا جاتا ہے کہ پڑھنے والا بڑی الجھنیں محسوس کرنے لگتا ہے۔ اکثر مؤلف صاحبان یہ فرض کر لیتے ہیں کہ قاری کو ان اصطلاحات سے پوری واقفیت ہے اور اس لئے ان کی ابتدائی تشریح کی بھی چنداں ضرورت نہیں۔ "مرفوع"۔ "منصوب"۔ "مجرور"۔ "نہی"۔ "نفی"۔ "جحد بلن"۔ "نفی جحد بہ لم" "لام تاکید" یا "نون تاکید ثقیلہ" یا "خفیفہ" وغیرہ۔ اور یہ سب کچھ ایسے انداز میں پیش کیا جاتا ہے کہ اگرچہ ہم عربی کے سینکڑوں الفاظ تراکیب اور اکثر پورے پورے فقرے بھی روزمرہ بولتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ تاہم غیر وضاحت شدہ اصطلاحات کا کثیر استعمال، ادق اور مشکل اندازِ بیان ایسی دشواریاں ہیں کہ جن پر ایک عام آدمی قابو پانے کا امکان نہ دیکھ کر عربی زبان سیکھنے کی خواہش سے دستبردار ہو جاتا ہے۔ اس طرح باوجود مذہبی، ثقافتی اور جذباتی تعلقات کے ہم اس زبان کے حصول کے لئے کوئی خاطر خواہ رغبت نہیں پیدا کر سکتے۔ حالانکہ حقیقتاً یہ زبان — اور اُس کا اندازِ فکر — ہماری اجتماعی اور انفرادی فلاح و بہبود کا سرچشمہ ہے۔

۳ - امرِ واقعہ یہی ہے کہ عربی زبان جسے بجا طور پر اُمّ الالسنۃ کہا گیا ہے اور جو دنیا کی قدیم ترین زبانوں میں

عبارتِ عربی و بین السطور ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدینؒ اور بائیں جانب زیرِ نظر ترجمہ کی طباعت کا التزام ہوگا۔ حاشیہ پر مختصر الفاظ میں نفسِ مضمونِ آیت قارئین کی سہولت کے لئے تحریر ہے تاکہ مضامین کو ذہن نشین کرنے میں آسانی رہے اور "تعیل میں ڈوبی ہوئی دنیا" بھی قرآن کی سادہ ہدایت کو مشعلِ راہ بنانے میں دِقت نہ محسوس کرے۔

امید ہے کہ جناب ؎ اِس خاص اور محدود ایڈیشن کا ایک نسخہ بطور ہدیہ قبول فرمائیں گے اور دوسرا بعد ملاحظہ و اصلاحِ مناسب پتہ ذیل پر واپس فرما کر خاکسار کو بھی اپنے ساتھ ثواب میں شریک ہونے کا موقع عنایت فرمائیں گے۔

دستخط

(شاہ) سید محمد اُویس

۱/۵۲ شکارپور کالونی۔ کراچی۔ ۵

۲۷۔ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ مطابق ۹۔ جون ۱۹۶۴ء

؎ اس جگہ اُن علمائے کرام کے نام درج کئے گئے تھے جن کی خدمت میں پہلے پارہ کے اِس محدود ایڈیشن (مطبوعہ ۱۹۶۴ء) کے نسخے بغرض ملاحظہ و مشورہ روانہ کئے گئے تھے۔

(بقیہ صفحہ ۲۴۰)

توفیق نصیب ہوئی اور میں اپنی سعادت سمجھتی ہوں کہ خوب سے خوب ترکی جستجو میں نظرِ ثانی کرتے وقت بعض مقامات پر اُویس صاحب نے میری تجاویز تقدیم و تاخیرِ الفاظ یا مترادفات کو قبول کیا۔ اس کام میں یوں شریک ہوتے ہوئے اس تصور سے ہی مجھ پر ایک عجیب کیفیت اور روحانی جذبہ طاری ہو جاتا ہے کہ قرآن کریم کے اس دلکش اردو ترجمہ کی ابتدا سے لے کر تکمیل تک احمدی باجی مرحومہ کی لگن برابر شامل رہی۔ وہ اپنی فطری نیک طینتی اور جذبۂ قرآن فہمی کے تحت بار بار اپنے محترم شوہر پر اس خواہش کا اظہار کرتی رہیں کہ ترجمہ ایسی سادہ اور آسان زبان میں کیجئے کہ عام عورتیں بھی پڑھ کر سمجھ سکیں۔ یہ محض اللہ تعالےٰ کا کرم ہے کہ اُس نے دنیا کو باجی کا "مُبَلِّغ ھُوَ" نہیں بنایا اور اُویس صاحب کو اس کٹھن راہ میں استقامت بخشی۔

تعلیم الکتاب کے اِس حُسنِ طباعت اور اُس کی افادیت کا تصور جس قدر خوش آیند ہے اُسی قدر یہ حسرت آتی ہے کہ کاش وہ نیک ہستی اپنے محترم شوہر کے ہاتھوں اپنے خواب کی حسین تعبیر دیکھ سکتی جس کے کردار نے مجھے حوصلہ و ہمت اور گرمیِ عمل سے یوں نوازا ہے۔ میں اپنے ان پُرخلوص جذبات کو "مفتاح الکتاب" کی تالیف اور "تعلیم الکتاب عربک سنٹر" کے قیام کی شکل دے رہی ہوں۔ اللہ تعالےٰ ہمارے اس مشترک "نذرِ عبودیت" کو شرفِ قبول عطا فرمائے اور باجی مرحومہ کے لئے یہ سب کچھ صدقۂ جاریہ ثابت ہو آمین ؎ دامانِ نگہ تنگ و گلِ حسنِ تو بسیار ٭ گلچینِ بہارِ تو زِ داماں گلہ دارد

اور بس اِنھیں مذکورہ پابندیوں کے باعث ہے۔ بعض نے یہ فرمایا کہ ترجمہ منظوم معلوم ہوتا ہے۔ یہ بھی صحیح نہیں، نہ تو میں شاعر ہوں، نہ میں نے کوئی نظم کہی اور نہ اس امر کی کوشش کی کہ ترجمہ منظوم ہو۔ اسے اتفاق کہا جائے یا توفیقِ الٰہی کہ سورۂ فاتحہ کا ترجمہ سننے پر ایسا خیال فوراً پیدا ہو جاتا ہے، لیکن میں اس کی وجہ بھی انہیں پابندیوں کو سمجھتا ہوں۔ یعنی اختصارِ الفاظ، لغوی معنی اور ترتیبِ عبارتِ قرآنی۔ بندہ کی کیا ہستی ہے، اللہ تعالیٰ توفیق دے اور شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ . . . .

. . . . اصل مقصود وضاحتِ مفہوم، وجدانی کیفیت اور تاثیر کے عناصر ہونے چاہئیں۔ اگر نتیجۃً نظمیہ نثر وجود میں آجائے تو غالباً کوئی حرج بھی نہیں۔

"...... پہلے پارہ کا ترجمہ آپ حضرات کے سامنے پیش ہے۔ کام اس قدر اہم اور مشکل بلکہ تقریباً ناممکن ہے کہ میں ہر جانب سے استفادہ اور امداد کا طالب ہوں علی الخصوص میں اس اندیشہ کو رفع کرنا چاہتا ہوں کہ آیا کسی مقام پر لفظی اور لغوی ترجمہ کی کوشش اور ترتیبِ عبارتِ قرآنی کی پابندی، مفہوم کو غیر واضح کرنے کا سبب تو نہیں بن گئی ہے۔ یا بصورتِ دیگر کسی جگہ وضاحتِ مفہوم یا حصولِ صوتی اثر کی کوشش سے عبارتِ ترجمہ لغوی معنی کے منافی تو نہیں ہو گئی ہے۔

میری درخواست ہے کہ علمائے کرام و بزرگانِ دین جن کی خدمت میں یہ نسخہ ترجمہ ارسال ہے اپنے تبحرِ علمی اور بالغ نظری سے میری اِعانت فرمائیں۔ حضرت شاہ رفیع الدینؒ[1] کے مستند ترجمہ اور مذکورہ بالا اصول کو نظر میں رکھتے ہوئے اِس کارِ خیر میں میرا ہاتھ بٹائیں۔ اگر کوئی غلطی یا ابہام نظر آئے تو اس کی اصلاح فرمائیں۔ یہ ترجمہ صرف جذبۂ خدمتِ دین کے تحت شروع کیا گیا ہے۔ کوئی ماڈرن یا سائنٹیفک قرآن نہیں پیش کرنا ہے۔ اس لئے گذارش ہے کہ آپ اپنا قیمتی وقت اس ترجمہ کے ملاحظہ اور اصلاح میں صرف کریں اور اپنے مشورہ سے مجھے مستفید فرمائیں۔ . . . . .

آپ کی سہولت کے لئے داہنی طرف کا صفحہ سادہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ ترجمہ کو منظرِ عام پر لاتے وقت انشاء اللہ اصل

---

[1] حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے جو زبان اپنے ترجمہ کے لئے استعمال کی اس کا طرزِ بیان اردو داں طبقہ میں مفہومِ قرآن کی ادائیگی کے واسطے مخصوص ہو گیا۔ بدقسمتی سے اردو نثر کی ارتقاء کا سرچشمہ دہلی کے ولی اللٰہی مکتبۂ فکر کے بجائے کلکتہ کا گلکرائسٹ کالج بن چکا تھا۔ انگریزوں کی بالادستی اور مغلوں کے انحطاط کا زمانہ تھا۔ ان وجوہات سے یہ طرزِ بیان اردو نثر پر اثر انداز نہ ہو سکا۔ کاش ایسا ہوتا تو شاید اردو زبان اس مذہبی وسیلے سے برصغیر کے مسلمانوں کی عوامی زبان ہوتی اور ملتِ اسلامیہ کی تعمیرِ احسن میں اہم کردار ادا کرتی۔ لیکن اس سے بڑھ کر اس قوم اور اس زبان کی کیا بدقسمتی ہوگی کہ نہ محض قرآنی تعلیم کے زرّین اصول ہمارے معاشرے سے معدوم ہونے لگے بلکہ غریب ملّا کا نام لے کر گلابی اردو وغیرہ کے پیرایہ میں ایسے طرزِ بیان کا مذاق اڑایا گیا جو لغوی ترجمہ قرآن سے مخصوص ہو چکا تھا۔ اس کا ایک نتیجہ یہ نکلا کہ ذہنوں پر قرآنی تعلیمات اور طرزِ فکر کے خلاف ایک غیر محسوس قسم کا جذبۂ تضحیک و تمسخر پیدا ہو گیا۔ شاید میری اس کوشش سے کچھ حد تک یہ ثابت ہو سکے کہ لغوی ترجمہ قرآن مجید دلوں میں اثر اور گداز پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔

سے پہنچتا ہے۔ جو چیز دماغی اور منطقی استدلال یا طرزِ بیان کے ذریعہ پہنچائی جائے گی اُس کے نتیجہ میں تشکّک اور بے یقینی کا ردِّ عمل لازمی ہے۔ ایمان اور تیقّن سے کہی جانے والی چیز اپنے مخصوص اندازِ تقریر سے بلا واسطہ دِلوں تک پہنچتی ہے۔ اور ہر قلبِ سلیم میں لازماً ایمان اور تیقّن پیدا کرتی ہے۔

(۴) عبارتِ ترجمہ صوتی اثر اور اس فطری خطابت کی حامل ہو جو قرآن پاک کی عظیم خصوصیت ہے۔

"۔۔۔۔۔۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ مثالی ترجمہ پیش کرنے میں میرے مقاصد کس حد تک حاصل ہوئے۔ بہر حال جو کامیابی نظر آئے محض اللہ تعالیٰ کی رحمت اور توفیق سے ہے، جو کمی معلوم ہو اُس کا سبب میری کم مائیگی ہے۔ مگر یہ ایک امرِ واقعہ ہے کہ جب میں نے ترجمہ کے ان سخت اصولوں کا ذکر اپنے اکثر احباب اور بزرگوں سے کیا تو اُن کا پہلا ردِّ عمل یہی تھا کہ ایسا ترجمہ ناممکن الحصول معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جب ترجمہ ہٰذا کو پیش کرنے کا موقع ملا تو ایک جانب علمائے کرام اور بزرگانِ دین نے اِس کو سراہا اور ہمّت افزائی کی، دوسری جانب مغربی تعلیم یافتہ اور مغربی تمدن و ماحول میں رچے ہوئے لیکن اسلام کی تڑپ رکھنے والے اصحاب نے بھی پسند فرمایا۔ ایسے اصحاب میں وزرا مملکت، سی۔ ایس۔ پی اور فوج کے سینیر افسران۔ ہائی کورٹ کے جج صاحبان اور نامورانِ طب و قانون اور تجارت وغیرہ ہر شعبے کے اصحاب شامل ہیں۔ ساتھ ہی جب یہ ترجمہ بعض نیم خواندہ اور ناخواندہ مگر عقیدت مند مسلمانوں نے سُنا تو اُن کے دلوں پر بھی اثر ہوا اور مفہوم بھی دماغوں میں بس گیا۔ مگر سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہوئی کہ جب مشرقی پاکستان کے بعض سربرآوردہ اور صاحبِ فہم حضرات یعنی مولانا تمیز الدین خاں صاحب مرحوم، جناب ظہیر الدین لال میاں صاحب (مرحوم)، مسٹر میزان الرحمٰن صاحب سابق چیرمین ٹیرف کمیشن وغیرہ کے سامنے یہ ترجمہ پیش ہوا تو اُنھوں نے بلا تامل یہ خیال ظاہر کیا کہ ایسا ترجمہ تو بنگال کے مسلم عوام بھی بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔

"ان حوصلہ افزائیوں نے میرے دِل میں یہ خیال پیدا کیا کہ انشاءاللہ ترجمہ کا ایک ایسا ایڈیشن بھی شائع کیا جائے جس میں عبارتِ قرآنی کے ساتھ یہ ترجمہ بنگلہ رسم الخط میں پیش ہو۔ اِس طور سے مشرقی پاکستان کا ایک عام عقیدت مند مسلمان غالباً تھوڑی کاوش سے قرآن پاک کا مفہوم بھی سمجھ لے گا اور اپنے مغربی پاکستانی بھائیوں تک اپنے خیالات کی ترجمانی میں دِقّت نہ محسوس کرے گا۔

"۔۔۔۔۔ اکثر بزرگوں نے فرمایا کہ یہ محض قرآنِ پاک کا اعجاز معلوم ہوتا ہے کہ باوجود لفظی اور لغوی ترجمہ، پابندیِ ترتیبِ عبارتِ قرآنی اور تقریری اندازِ بیان کے اس ترجمہ میں بڑی حد تک وہ اثر اور وجدانی کیفیت محسوس ہو جاتی ہے جو قرآنِ پاک کے لئے مخصوص ہے۔ میں تو یہی عرض کروں گا کہ یہ ساری کیفیت محض اعانت ایزدی ہے،

تمہید "تعلیم کتاب" مطبوعہ ۱۹۶۴ء سے چند اقتباسات

"..... قرآن پاک کی اصل عبارت میں وہ سادگی اور وجدانی کیفیت ہے، وہ شدتِ جوش و اثر ہے جو بے ساختہ ہر عربی داں سننے والے کو یہ کہنے پر مجبور کر دیتی ہے کہ یہ ارشادات انسان سے بالاتر ہستی کے ارشادات ہیں، یہ کلام اللہ کا کلام ہے۔ ایسی عبارت جس میں سادگی اور اثر، عملی ہدایت اور وجدان کا عجیب امتزاج ہے بھلا دوسری زبان میں کیسے منتقل ہو سکتی ہے۔ ایمان کی شدت اور عقیدہ کا خلوص اس بات کا طالب ہے کہ اصل عبارت کے مفہوم کو دوسری زبان میں منتقل کرتے وقت مکمل لفظی اور لغوی صحت کا التزام رکھا جائے۔ مگر بیشتر پڑھنے والوں کو ایسا ترجمہ بے جان اور گنجلک نظر آتا ہے عہدِ حاضر میں حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے جو اہم خدمات تفسیر اور ترجمانیِ قرآن کے سلسلہ میں انجام دی ہیں اُن سے کسے انکار ہو سکتا ہے۔ ان کے ارشاد میں بڑی حد تک صحت ہے کہ ' ایسے ترجمہ میں روانی عبارت، زورِ بیان، بلاغتِ زبان اور تاثیر کلام کا فقدان ہے..... اس بے جان عبارت سے نہ روح وجد میں آتی ہے نہ رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں، نہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں۔ یہ وہ عبارت نہیں "جس نے بجلی کے کڑکے کی طرح عرب کی ساری دنیا ہلا دی"۔

" دوسری جانب اس سے بھی اِنکار نہیں ہو سکتا کہ عام راسخ العقیدہ مسلمان کے لئے تعلیماتِ قرآنی کو ترجمانی یا تفہیم کے لباس میں دیکھ کر بعض اوقات کچھ اُلجھنیں بھی پیدا ہوتی ہیں یہ خلش رہتی ہے کہ کہیں ارشاداتِ الٰہی میں انفرادی خیالات تو داخل نہیں ہو گئے۔ حالانکہ ہر ترجمہ میں کسی نہ کسی حد تک ایسا ہونا ناگزیر ہے مگر اس کی گنجائش جتنی کم ہو اتنا ہی اچھا۔

" مذکورہ بالا خیالات و نظریات کے زیرِ اثر میں نے قرآنِ کریم کا مطالعہ اور اس کے سمجھنے کی کوشش شروع کی۔ بہت غور و خوض کے بعد کچھ حقیقتیں روشن ہوئیں جن سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ قرآن پاک کے مثالی ترجمہ میں حسبِ ذیل اصولوں کو ملحوظ رکھنا قطعی ضروری ہے۔

(۱) ترجمہ لفظی اور لُغوی پابندیوں کے ساتھ ہو۔ حتی الوسع وہی ترتیب ہو جو عبارتِ قرآنی کی ترتیب ہے۔

(۲) مفہوم واضح اور صاف ہو۔ کسی طرح گنجلک نہ ہونے پائے۔

(۳) ترجمہ میں حسبِ موقع وہی تقریری طرز استعمال ہو جو قرآن پاک میں موجود ہے۔ تحریری طرز میں جو بندشیں اور آرائشیں لازمی ہیں ان کے باعث پیغامِ ربانی بلا واسطہ دلوں پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ بلکہ دماغ کی وساطت

عاری ہیں۔ یہ صرف انسان کی خصوصیات ہیں۔ لیکن غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ مسلمان نے اپنے کو فرشتہ بنانے کی تو کوشش ضرور کی ہے کہ وہ تسبیح و تقدیس میں لگا رہتا ہے، یا اکثر صرف تسبیح و تقدیس کی تبلیغ کرتا ہے۔ جبکہ دوسری قومیں علم اشیاء کے حصول اور اس کے طریقوں پر کاربند ہیں۔ وہ تو انسانی صفات پر عمل کر رہی ہیں اور مسلمان قومیں اُن سے فرار حاصل کرتی ہیں۔ لیکن چونکہ اِن غیر مسلم اقوام کے یہاں ایمانِ بالغیب، عملِ صالح، تلقینِ حق و صبر نہیں ہے اس لئے نتیجہ وہی خونریزی اور سفاکی، بذریعہ ترقیِ وسائلِ مادی۔ لیکن ان چار بنیادی چیزوں پر عمل کئے بغیر علم اشیاء کا حصول انسان کو قرآنی ارشادات کے مطابق صرف خسارہ ہی میں رکھے گا۔ یہ اُس کی تاریخ سے ثابت ہے۔ مسلمان کا کردار ایسے اہم موقع پر کیا ہونا چاہیئے، اس پر غور کیجئے مختلف عارضی "ازموں" کی جانب دوڑنا صرف فرار ہے سعی نہیں۔

۲۸۔ حقیقت تو یہ ہے کہ علم اشیاء سے حاصل شدہ لا انتہا معلومات اور بے پناہ طاقت کی بنا پر انسانی صلاحیت و قوتِ خیر و شر میں بھی اضافہ ناگزیر ہے۔ اور اس بیس فیصد عقلیت اور اسّی فیصد جذبات والی انسانی ہستی کے لئے کچھ اور زیادہ ہلاکت و بربادی کا باعث ہو سکتا ہے۔ لہٰذا مختصراً یہ کہنا مناسب ہوگا کہ اس جذبات سے مغلوب الغضب "ظلوماً جهولاً" انسان کو اُس کے نفس کی گمراہی اور اُس کے شرِ نفس کے فساد و سفاکی کے نتیجہ میں غضب سے بچنے کے لئے مافوق البشر ہدایتِ ربّانی کا راستہ اختیار کرنا بقائے انسانی کے لئے ازبس ضروری ہے۔ یعنی علمِ اشیاء کا حصول اور ہدایتِ ربّانی پر عمل دونوں ہی لازمی ہیں۔ محض ایک دوسرے کا عارضی جوڑ اور پیوند کافی نہیں بلکہ ان دونوں کے باہمی اور ہمہ وقت امتزاج کے نتیجہ میں ہی انسان اُس "خیرِ کثیر" سے فیضیاب ہو سکتا ہے جسے وحیِ الٰہی نے "حکمت" قرار دیا ہے۔ لہٰذا اختصار پسند اور غرقِ تعجیل دنیا کے لئے ریاضی کا حسبِ ذیل فارمولا شاید کچھ غور و فکر کا باعث ہو:

تحصیلِ علومِ اشیاء × تعمیلِ ہدایتِ ربّانی = تکمیلِ حکمت = خیرِ کثیر = فلاحِ دارین

مہ مسلمانانِ عالم کے لئے یہ معلوم کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ ساکنانِ ارض کی جانب سے جو پیغامات امریکی خلا باز اپنے ساتھ لے گئے تھے اُن میں (صدر امریکہ اور دنیا کے ۷۲ دیگر سربراہانِ مملکت کے علاوہ) پوپ پال ششم کی جانب سے بائیبل کی آٹھویں حمد بھی روانہ کی گئی تھی۔

کاش پوپ پال کی طرح عالمِ اسلام کی نمائندگی کرنے والا کوئی فردِ واحد ہوتا۔ "چاک کر دی ترکِ ناداں نے خلافت کی قبا۔" جس کی جانب سے کلامِ الٰہی کی آیات بابت تخلیقِ آدم۔ خلیفۃ اللہ فی الارض۔ عطائے علوم اشیاء و تسخیرِ اشیا و اسرارِ ارض و سما وغیرہ بھی اِن پیغامات میں شامل ہوتیں اور اس طرح اس بلند اسلامی نظریہ کا اظہار ہو سکتا کہ اللہ کی اس آخری کتاب نے انسان کو اس کی ودیعت کردہ قوتوں کے ذریعہ تسخیرِ کائنات کا اہل قرار دیا ہے۔

غلاظت اور فرارِ حقیقت سے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کے بغیر تسخیرِ خلا و شمس و قمر کی کوشش، ستاروں پر کمندیں پھینکنے کی کوشش میں اربوں روپیہ کا اسراف، اور جنگ و جدال کی تیاریوں میں سارے ذرائع کا استعمال، صرف ہلاکتِ انسانی کی غرض سے محض ایک طنز کا مستحق ہو سکتا ہے کہ بقولِ شاعر

تو کارِ زمیں را نکو ساختی ؛ کہ با آسماں نیز پرداختی

لیکن پروازِ خلا اور تسخیرِ قمر کے سلسلہ میں بیسویں صدی کے انسان نے جو کارنامہ انجام دیئے ہیں ان کا تو گمان بھی شیخ سعدیؒ کو نہ رہا ہوگا۔ اس ضمن میں مشہور امریکی رسالہ "ٹائم" اپنی ۲۵ جولائی ۱۹۶۹ء کی اشاعت (صفحہ ۱۹ کالم ۳ آخری سطور) میں خلا باز نیل آرمسٹرانگ اور اس کے ساتھیوں کے عظیم تاریخی کارنامہ کا ذکر کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہے۔

"غبارہ نما جامۂ پُر ہیبت پہنے ہوئے خلا بازانِ اپالو ۱۱ نے یہ ثابت کردیا کہ انسان باوجود اپنے خونی اور مہلک، سفاک اور پُر فساد ماضی کے شانِ فضل و توفیق، حاصل کر سکتا ہے۔"

In their balloon - shaped, ungainly suits, the Apollo 11 astronauts have demonstrated that man, despite his murderous and chaotic past, can still achieve a state of grace.

لیکن قرآنِ پاک کا مطالعہ کرنے والوں سے یہ پوشیدہ نہیں کہ نہ تو اس تسخیرِ قمر پر کسی اظہارِ تعجب کی ضرورت ہے نہ انسان کے "خونی اور مہلک ماضی" پر۔ لیکن یہ سمجھنا کہ چاند پر صرف قدم رکھ دینے سے grace یعنی شانِ فضل و توفیق حاصل ہو سکتی ہے' کافی نہیں۔

۲۷۔ ارشاداتِ قرآنی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ 'خلیفہ' کے معنی پر غور کیجیے تو یہی معلوم ہوگا کہ وہ ایسا نائب ہے جس کو اصل یعنی پرنسپل کے سارے اختیارات حاصل ہوں (ظاہر ہے کہ پرنسپل کی مرضی کے دوران ہی) اور یہ خلافت کسی خاص انسان، کسی خاص قوم، کسی خاص طبقہ، کسی خاص زمانہ کے لوگوں کے لئے نہیں بلکہ بنی نوعِ انسان کے لئے ہے۔ پھر 'ٹائم' جب خون بہانے اور فساد کا ذکر کرتا ہے تو ہر مسلمان کو قرآنِ پاک کی وہی آیاتِ خلیفۃ اللہ یاد آنی چاہیے جن میں فرشتوں نے انسان کے متعلق ایسے خطرات کا پہلے ہی اظہار کیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ ـــــ خلاقِ علیم ـــــ کو انسان کی اِس فطرت اور اُن ہونے والے اعمال سے پوری آگاہی تھی مگر اُس نے فرمایا کہ "میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور میں جانتا ہوں رازِ آسمانوں اور زمین کے"۔ تو آسمان و زمین کے راز جاننے والے کے نائب با اختیارِ کُل کو بھی یہ راز معلوم ہو جائیں تو کوئی امرِ تعجب نہیں۔ کیونکہ اس خلاقِ علیم نے انسان کو اس راز کے معلوم کرنے کا طریقہ ـــــ "علمِ اشیاء" یعنی اشیا کی ماہیت و حقیقت معلوم کرنے کے لئے تجسس انسان کی فطرت میں ودیعت کر دیا ہے۔ فرشتے تو صرف تسبیح و تقدیس کے لئے ہیں۔ وہ تجسس اور علم سے

ے سورۂ بقر۔ آیات ۳۰-۳۳۔

سلامتی! زندہ رکھ ہمیں سلامتی کے ساتھ! اے ہمارے رب! اور داخل کر ہم کو سلامتی والے

گھر میں! برکت اور بزرگی تجھ کو، اے ہمارے رب! اعلیٰ رتبہ، اونچی شان تجھ کو! اے

صاحبِ ہیبت اور اکرام!

جوانانِ اسلام بلکہ جوانانِ عالم کا مقصود یہ ہو کہ دنیا کے لئے سلامتی کا ذریعہ بنیں اور ساتھ ہی ساتھ اِس پر ایمان رہے کہ حصولِ حق کے لئے جہاد سے گریز ممکن نہیں۔ اقوام متحدہ UNO کی ناکامیابی کی وجہ یہی تو ہے کہ اصول تو بڑے اچھے ہیں مگر ان اصولوں کے عمل درآمد کے لئے جہاد کا جذبہ نہیں ہے۔ وہ ایمان سے پیدا ہوتا ہے اور ایمان افراد کے دلوں میں پرورش پاتا ہے اور افراد کے کردار سے اُبھرتا ہے۔ بے جان اداروں میں جذبات نہیں ہوا کرتے۔ وہ صرف افراد کے لئے محرّکِ عمل ہو سکتے ہیں۔ ویت نام ہو یا رھوڈیشیا۔ جنوبی افریقہ ہو یا فلسطین۔ جونا گڈھ ہو یا کشمیر۔ حق کا صرف اظہار کرنا اس کے لئے جہاد کی نیت اور جذبہ نہ ہونا کشمکش کو طول دے سکتا ہے۔ مگر نہ اعلائے کلمۃ الحق ہوگا نہ سلامتی کا حصول۔ مختصراً اقوامِ عالم کا بنیادی مقصد "الفلاح لِلْانسان" اور "جہاد فی سبیل اللہ" لازم ملزوم ہیں۔

۲۶۔ آج کی اس ایٹم اور ہائیڈروجن بم والی دنیا میں انسان نے خود اپنی تباہی و بربادی کے درجنوں مہلک ذرائع پیدا کرلئے ہیں اور روزانہ ان کے اضافہ کے لئے اندھا دھند کوششیں کررہا ہے۔ مادّی ترقی اور مادّی معیارِ ترقی، صرف مادّی کشمکش کی پرورش کرسکتا ہے۔ انسان کو اپنے شُرورِ نفس اور اس کی بے راہ روی سے بچنے کے لئے کسی ضابطۂ ہدایت و سلامتی کو اختیار کرنا پڑے گا۔ یہ راستہ اُس کو اِس کتابِ عظیم میں ملے گا جس میں کائنات کی تخلیق۔ اِنسان کی فطرت۔ اور اُس کی راہِ فلاح و بہبود اتنے سادہ لیکن مؤثر پیرایہ میں بیان کی گئی ہے کہ ہر طبعِ سلیم پر یقین و ایمان کے دروازے کُھل جاتے ہیں۔ ان ابدی حقائق کے لئے کتابی تفسیر و تشریح کی چنداں حاجت نہیں، ضرورت ہے تو اس کی کہ اس کلامِ ربّانی کو اپنے قلب و ضمیر پر طاری کیا جائے۔ اسے بار بار پڑھا جائے اور اس انداز میں کہ بقول حکیم الاُمّت پڑھنے والے کے ضمیر پر خود نزولِ کتاب ہونے لگے۔ اور پھر مسلمان اپنے انفرادی کردار اور اجتماعی و معاشرتی اداروں سے پیغامِ ربّانی کی یوں جیتی جاگتی تفسیر بن سکیں کہ وہ حکمِ قرآنی کے مطابق اُمّتِ وسطیٰ کا حقیقی مقام اختیار کرتے ہوئے، دوسری قوموں کے لئے شہادتِ حق و ہدایت مہیّا کریں۔ اور یہ آئیڈیل ایسا بلند آئیڈیل ہے کہ اگر نوجوانوں اور آئندہ نسلوں کو اس کی طرف صحیح طریقہ سے راغب کیا جائے تو ہم کہہ سکیں گے کہ مسلمان نے اپنے رب کی ہدایت پر عمل کیا۔ مسلم ہوتے ہوئے۔ یعنی پیغامِ ربّانی کی عملی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہوئے صرف ایسے ہی آئیڈیل کے حصول کی کوشش سے دنیا سے جہالت۔ عصبیّت۔ ضلالت و گمراہی۔ جسم و جان کی بیماری،

نئے جسم کی تمنا میں خودکشی کرلی

یا

تمہارے جسم میں کیوں دوسرے کی جان آئے

کچھ خیالات اس قسم کی کتاب تیار کرنے کے لئے میرے ذہن میں محفوظ ہیں۔ خدا نے چاہا تو شاید کبھی تکمیل ہو جائے۔

۲۵۔ اکثر حلقوں میں نوجوان طبقہ کی بے راہ روی کی بڑی شکایتیں کی جاتی ہیں۔ لیکن ان کے والدین اور اساتذہ جن پر اُن کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری تھی کیا انھوں نے اپنے عائد کردہ فرائض بخیر و خوبی انجام دیئے۔ اس کا محاسبہ اس عمر رسیدہ نسل پر فرض ہے جو ابھی بقید حیات ہے۔

لیکن سب سے بڑی بات جو اس سلسلہ میں یاد رکھنی چاہئے وہ یہ ہے کہ آجکل دنیا کے ہر ملک میں نوجوانوں میں کہیں اضطراب اور بے چینی ہے، کہیں بغاوت اور سرکشی، کہیں فرار و مایوسی۔ کہیں تشدّد، بلکہ وحشیانہ تشدّد و فساد کے ناقابل فہم مظاہرے۔ کہیں منشیات یا خواب آور چیزوں کے استعمال سے زندگی سے فرار، ہپّیوں یا "خوش کاروں" کی غلاظت و گندگی، ضابطۂ اخلاق سے بے زاری۔ جنسی بے راہ روی اور علانیہ فواحش کی نمائش سے تلذّذ۔ یہ سب کیا ہیں؟ ان کا بنیادی سبب کیا ہے اور ان کا ظاہرا علاج اسلام میں کچھ ہے کہ نہیں —— میرے نزدیک وجہ صاف ہے۔ انسان یہ محسوس کرنے لگا ہے کہ مادّی دنیا کے سارے دشوار گذار مراحل وہ طے کر چکا ہے۔ اب اس کے جذبۂ سبقت اور جوش کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے۔ یا تو وہ خلاؤں میں پرواز کرے یا مایوسی اور گراوٹ سے نسلی خودکشی کر لے۔ اصل میں نوجوانوں میں جب کوئی مثبت آئڈیل نہ ہوگا تو یہ ساری خرابیاں پیدا ہوں گی۔ مسلمان، بقول علامہ اقبالؒ، کے خاص طور سے "دِلے دارند" والے لوگ ہیں۔ ان کے لئے "محبوب" کا تعیُّن ہونا ضروری ہے اور بہترین "محبوب" یہ نصب العین ہے کہ دینِ اسلام پر ایمان رکھتے ہوئے اسلام کے بتائے ہوئے معاشرہ کو عملاً وجود میں لانے کے لئے جہاد کیا جائے۔ یہ سب سے بڑا جہاد ہوگا۔ اس جہاد کے لئے ایمانِ محکم۔ عملِ پیہم۔ تلقینِ حق و صبر اور محبت، فاتح عالم کی ضرورت ہے۔ امن، سلامتی جس کی آج سارے عالم کو تلاش ہے وہی اسلام کا پیغام ہے۔ ہر مسلمان ایک دوسرے سے ملتے وقت، سلامتی اور امن کا ہی اِدّعا کرتا ہے۔ نماز کے بعد مشہور ترین دعا جو پڑھی جاتی ہے وہ ہے۔ "اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَیْكَ یَرْجِعُ السَّلَامُ حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ"

یعنی اے اللہ! تو ہے سلامتی کُل! تیری جانب سے ہے سلامتی! اور تیری جانب واپس ہوئے

اور بتاؤں کہ میرے دل میں اُن کی کتنی عزت ہے۔ اگر میرے ضمیر کے خلاف نہ ہوتا کہ قرآن پاک کے ترجمہ کو بھی کسی انسان کے نام سے (خواہ وہ کتنا ہی بڑا آدمی کیوں نہ ہو) معنون کروں[ؔ] تو میں ضرور مولانا ابوالکلام آزاد کی تقلید کرتا اور اس ترجمہ کا انتساب اُن پٹھان مولوی صاحب کے نام سے کرتا جس طرح مولانا مرحوم نے اس غیر معروف، گمنام طالبِ حق دیہاتی کے نام اپنا ترجمہ معنون کیا تھا جو صرف چند آیات کا مطلب سمجھنے کے لئے قبائلی علاقہ سے رانچی، صوبہ بہار (انڈیا) مولانا آزاد کی جائے نظر بندی تک سینکڑوں مصیبتیں اٹھاتے ہوئے پا پیادہ سفر کرکے پہونچا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ایسے سلیم الفطرت، صحیح الدماغ افراد ہماری ملت میں اسلام کی خدمت کے لئے اس طبقہ میں پیدا ہوتے رہیں کہ جن کی کثرت میں ہی ہمارے ملّت کی فلاح و بہبود کا انحصار ہے۔

۴۲ - ۱۹۵۹ء یا ۱۹۶۰ء میں لاہور ریلوے اسٹیشن کے بک اسٹال سے ایک جدید نفسیاتی قسم کی کتاب "Confident Living" از پادری ونسٹنٹ پیل خریدی۔ میں نے دیکھا کہ اس کتاب میں مثبت طریقہ زندگی کے لئے جو طریقے اور باتیں درج کی گئی ہیں ان کا ماخذ بائبل کی آیات اور حضرت عیسٰی کے مقولات ہیں۔ اس قسم کی کتابیں اکثر انگریزی داں نوجوان خریدتے ہیں اور اب تو نفسیاتی قسم کی مغربی کتابوں کے بہتیرے ترجمے اردو پاکٹ بکس میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اور بعض کی کافی بکری ہوتی ہے۔ لڑکے۔ جوان۔ عورت۔ مرد۔ بوڑھے۔ ادھیڑ سب ہی اثر لیتے ہیں۔ اور ان کے ذریعے مسیحی تعلیم اور جدید مغربی خیالات خاموشی سے سرایت ہو جاتے ہیں۔

طبیعتوں پہ اثر ہے ہوائے مغرب کا

اس وقت تک کے محدود مطالعہ قرآن پاک کی روشنی میں بھی میرے دل میں یہ خیال آیا کہ جن آیاتِ انجیل سے شخصیت کی تعمیر۔ شک و گمان کا ازالہ۔ بُغض و حسد کا علاج۔ مثبت، فعّال اور قادرانہ نظریہ حیات کو پیش کیا جاتا ہے، وہ سب قرآن پاک کی آیتوں کے ذریعہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اور کہیں زیادہ پُر اثر طریقہ سے اور ہمارے مزاج اور روایات کی مطابقت کے ساتھ۔ اپنی انفرادی حیاتِ نو کے سلسلہ میں اس طرح سے ہم اُس خودکشی سے بچ جائیں گے جس کے بارے میں حضرت اکبر نے فرمایا تھا۔

ؔ یہ بھی ایک عجیب اتفاق ہے کہ ۱۹۶۵ء میں ہماری یونیورسٹی کے ایک پرانے عیسائی ساتھی مسٹر ریوس Mr. Revis نے جو کراچی میں وائی۔ ایم۔ سی۔ اے کے سیکریٹری تھے میرے ترجمہ قرآن پاک کا ذکر سن کر بہت طنزیہ انداز میں یہ جملہ کہا تھا۔ "ہاں اُویس صاحب آپ ترجمہ کر رہے ہیں اور دین کی خدمت اس طرح سے کریں گے کہ اس کو صدر ایوب کے نام dedicate کر دیں گے۔ مسٹر ریوس میرے دوست تھے لیکن ان کے اس جملے میں ہم مسلمانوں یا پاکستانیوں کے کردار اور زاویۂ نگاہ کے بارہ میں جو جذبۂ تحقیر تھا، اس سے مجھے سخت تکلیف تو ضرور ہوئی مگر میں نے سوچا کہ بجائے کسی زبانی احتجاج کے میں کوئی عملی ثبوت اس قسم کے خیالات کی تردید کے لئے پیش کردوں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

کہا وہ قابلِ ذکر ہے۔

سامنے کرسی پر دو فٹ کے فاصلہ پر بیٹھے ہوئے اپنی انگشت شہادت بار بار میرے سینہ کے قریب لائے (میں پھر ڈرا) اور بڑے جوش سے بولے۔ نہیں ایسا نہیں۔ ترجمہ آپ سُنائیے گا۔ آپ کا دل میں "سوزیش" (سوزش) ہے آپ ہی اچھے طریقے سے سُنا سکتا ہے۔ اور اسی کا اثر بھی ہوگا۔ نمازی لوگ کچھ نہیں بولے گا۔ ہم آپ کی حفاظت اپنی جان سے کرے گا۔ پھر کہا۔ یہی تو بڑی خرابی آگئی ہے۔ دراصل آپ کو تو خود جمعہ کی نماز پڑھانا چاہیے۔ اس لئے کہ آپ حاکمِ شہر ہیں! اسلام میں یہی قاعدہ تھا کہ قاضی یا حاکم نماز باجماعت پڑھایا کرتے تھے۔ بہرحال، میں نے وعدہ کر لیا کہ اچھا میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ ان کے جانے کے بعد میں بڑی دیر تک غور کرتا رہا کہ دیکھئے ہماری قوم میں ایسے وسیع النظر لوگ موجود ہیں جن کو بہ ظاہر عام لوگ بھی کٹھ مُلّا یا مُلّا سمجھیں گے۔ نہ تو مغربی تعلیم یافتہ طبقہ اُن کے لئے کسی خاص احترام کا اظہار کرے گا۔ نہ غالباً عام مولوی صاحبان۔ اور اس کے باوجود ان کے بنیادی خیالات کتنے صحیح۔ کتنے پختہ اور کتنے تعمیری ہیں۔

پھر میں یہ سوچتا رہا کہ ہندوستان میں تو ۱۹۴۷ء میں مجھ پر غلط الزام لگایا گیا تھا کہ میں نے بہ حیثیت حاکم علاقہ (تحصیل اکبرپور ضلع کانپور یوپی) مسلمانوں کے نماز جمعہ کی امامت کی اور اشتعال انگیز تقریر کی[ؔ] اور یہاں پاکستان جیسے اسلامی ملک میں مجھ سے امامت کے لئے کہا جاتا ہے اور مجھے تامّل ہوتا ہے۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

بہرحال، عجیب اتفاق یہ ہوا کہ دو ہی دن بعد لاہور سے چیف سکریٹری کا حکم آگیا کہ میرا فوری تبادلہ کراچی بہ حیثیت اسسٹنٹ ٹو کمشنر کیا جاتا ہے۔ میں اپنی اہلیہ مرحومہ کی صحت کی جانب سے بہت فکرمند رہا کرتا تھا۔ وہ برابر لکھتی تھیں کہ آپ اتنی دور نہ رہیں۔ تقریباً چار سال کراچی سے باہر بیوی بچوں سے جُدا رہ چکا تھا۔ ملک میں رشتہ دوانیوں کی فراوانی تھی۔ احکام کے بدلنے میں دیر نہیں لگتی۔ اس لئے میں دوسرے ہی دن بمشکل تمام چارج دے کر فوراً کراچی کے لئے روانہ ہوا۔ اور اس وجہ سے مولوی صاحب کے حکم کی تعمیل اور اپنے وعدہ کا ایفا نہ کرسکا۔ نہ جلدی میں اُن سے مل سکا۔ ایک صاحب کے ذریعہ معذرت کروادی تھی۔ اس وقت سے برابر دل میں یہ خواہش ہے کہ حیدرآباد جا کر اُن مولوی صاحب سے خود ملوں اور اب موجودہ تازہ ترین حالات سے ان کو آگاہ کروں

ؔ غالباً ستمبر ۱۹۴۷ء کا زمانہ تھا۔ آزادی ہند کے تھوڑے ہی دنوں بعد میں معائنہ تحصیل کے سلسلہ میں قصبہ بارہ ضلع کانپور کے ڈاک بنگلہ میں مقیم تھا۔ جمعہ کی نماز اپنے مسلمان اہلکاروں کے ساتھ مسجد میں ادا کی۔ کچھ دنوں بعد کانپور کے کسی ہندی اور ایک انگریزی اخبار میں خبر شائع ہوئی کہ اُویس صاحب حاکم پرگنہ اکبرپور نے قصبہ بارہ میں نماز جمعہ کی امامت کی اور ایک "اُتے جن جنک بھاشن" (اشتعال انگیز تقریر) دیا اور مسلمانوں کو اُکسایا کہ ہندوؤں پر حملہ کر دیں۔ بعد میں میرے شدید احتجاج اور اصرار پر کلکٹر ضلع مسٹر کشن چند نے اس جھوٹی خبر کی تردید کے لئے ایک پریس نوٹ جاری کیا۔

۲۳۔ غالباً ۱۵ یا ۱۶ جنوری ۱۹۶۳ء کا واقعہ ہے۔ میں حیدرآباد میں سٹی مجسٹریٹ تھا۔ اہل و عیال کراچی میں تھے۔ میں اکیلا ریٹائرنگ روم میں بود و باش اختیار کئے ہوئے تھا۔ چپراسی کھانا پکا دیتا تھا۔ تین چار دن قبل حیدرآباد میں قرآن کانفرنس کے اجلاس ختم ہوئے تھے۔ اس موقع پر میں نے اپنا اردو ترجمہ اور مرحوم مولوی ادریس صاحب (شعبۂ اسلامیات پشاور یونیورسٹی) نے اپنا پشتو ترجمہ پیش کیا تھا۔ چھٹی کا دن ہونے کے باعث میں اپنے کمرہ میں ہی پلنگ پر بیٹھے بیٹھے کچھ ترجمہ کا ہی کام کر رہا تھا کہ چپراسی نے کہا ایک مولوی صاحب ملنے آئے ہیں۔ میں نے کہا بلا لو۔ تھوڑی دیر بعد کمرہ میں ایک مولوی صاحب داخل ہوئے۔ گٹھا ہوا جسم، پستہ قد، باریش، آنکھوں میں سرخ ڈورے اور کچھ ڈرانے انداز والے، عمر تقریباً ۳۵ سال۔ سلام مسنون کے بعد میں نے کہا تشریف رکھیئے۔ کیسے آنا ہوا۔ وہ کھڑے ہی کھڑے بولے "ہم سنا ہے آپ قرآن شریف کا تفسیر لکھ رہا ہے"۔ سچ پوچھئے تو یہ سوال کچھ ایسے انداز سے کیا گیا تھا کہ میرے دل میں معاً یہ گمان آیا اور ذرا کچھ خوف بھی محسوس ہوا کہ کہیں یہ صاحب کوئی متعصب قسم کے مُلّا نہ ہوں اور کوئی چُھرا لے کر آئے ہوں اور اب شاید میرے اوپر حملہ کر دیں گے۔ میں تنہا، کمزور جسم کا آدمی، بیوی بچے کراچی میں۔ بہر حال میں نے اپنے حواس مجتمع رکھے اور کہا نہیں مولوی صاحب آپ نے غلط سُنا ہے۔ میں تفسیر نہیں لکھ رہا ہوں (اور یہ واقعہ بھی تھا) میں تو صرف بالکل لفظی ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدینؒ کی پیروی میں، مرتب کر رہا ہوں۔ انھوں نے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔ جی ہاں، ہم نے تعریف سُنا ہے اس لئے آپ سے وہ ترجمہ سننے کے لئے آیا ہوں، میری جان میں جان آئی اور میں نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔ بڑی خوشی کی بات ہے۔ میں ابھی آپ کو ترجمے کے کچھ حصے سناتا ہوں۔ غرضیکہ انھوں نے بڑی توجہ اور غور سے ترجمہ سُنا۔ بادی النظر میں وہ ایک عام قسم کے مولوی معلوم ہوتے تھے۔ ان سے دینی معلومات کی توقع تو مجھے ضرور ہوئی لیکن کسی خاص وسیع النظری کے حامل ہونے کا خیال بھی نہ گزرا۔ مگر بعد کی گفتگو نے مجھے سخت متحیّر کیا۔ اور میں نے کہا کہ اپنی ملّت میں ایسے جذبہ والے لوگ اس "ظاہری دقیانوسی" وضع قطع میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اور غالباً ان کو یہ حیرت ہوئی ہو گی کہ مجھ جیسا انگریزی تعلیم زدہ سرکاری افسر قسم کا آدمی بھی دین کی خدمت کا کچھ جذبہ رکھتا ہے۔ بہر حال وہ خوش ہوئے اور مجھ سے کہا کہ میں چھوٹی گِٹّی والی مسجد کا پیش امام ہوں اور آپ اس جمعہ کو ہماری مسجد میں آکر یہ ترجمہ سُنائیں۔ میں نے عرض کیا۔ مولوی صاحب کہیں یہ بدعت نہ سمجھی جائے۔ اور مجھ ایسے وضع قطع کے آدمی سے ظاہر بیں حضرات بھڑک جائیں (یا بھڑکا دیئے جائیں) اور آپ اور ہم کسی "ان سمجھے" (یا بہکائے ہوئے) جذباتی مجمع کی وقتی اور ہنگامی غلط فہمی کے باعث کسی مصیبت میں پڑ جائیں۔ اس لئے میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں کہ میں موجود تو رہوں لیکن ترجمہ آپ خود سنائیں۔ اب جو کچھ اُنھوں نے

اور باعث تعجب تھا۔ تنہائی ہونے کے بعد بھی ان کے مزاج میں کافی گرمی باقی تھی۔ کہنے لگے میں چٹوپادھیا فیملی کا آدمی ہوں۔ میں ظلم کے آگے سر نہیں جھکاؤں گا۔ میرا تعجب بڑھتا گیا کہ یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے، چٹوپادھیا تو ہندو ہوتے ہیں۔ اب اس کے بعد پتہ چلا کہ وہ حضرت (مولوی نور محمد صاحب، انگلش ٹیچر جامعہ اسلامیہ عباسیہ بہاولپور) کشمیر میں مہاراجہ کے یہاں لڑکوں کو انگریزی پڑھاتے تھے۔ اس خدمت کے عوض کچھ زمین مل گئی تھی جس کے لئے اُنھوں نے پاکستان میں "کلیم" داخل کیا تھا۔ میں نے پوچھا اگر آپ چٹوپادھیا فیملی کے آدمی ہیں تو کیا آپ نے خود اسلام قبول کیا۔ کہنے لگے۔ "جی ہاں! ہم کلکتہ میں پڑھتا تھا۔ "عبداللہ یوسف علی کا قرآن" ہم انگریزی میں پڑھا۔ ہمارا اوپر بہت اثر ہوا اور ہم مسلمان ہوگیا"۔ لیجئے میں نے اپنے جی میں کہا کہ ہم پیدائشی مسلمان قرآن کی تعلیم سے اثر نہیں لیتے اور یہ صاحب ترجمہ سے مسلمان ہو گئے اور قطعی اسلامی جذبۂ جہاد سے سرشار معلوم ہوتے ہیں۔ اس واقعہ نے مجھ پر کافی اثر کیا۔

۲۲۔ تھوڑے ہی دنوں بعد جب مجھے قرآن پاک کی آیتوں کے حاشیہ اور سرخیِ مضامین دینے کا خیال آیا تو انھیں مذکورہ بالا مولوی نور محمد صاحب نے ایک صاحب مولوی دین محمد کو اس کام میں میری مدد کے واسطے بھیجا۔ نوجوان آدمی ساکن پنجاب، شرعی وضع قطع کے حامل۔ ایک مسجد کے پیش امام تھے اور ایک مدرسہ میں درس قرآن دیتے تھے۔ باتوں باتوں میں ایک دن میں نے پوچھا، آپ کا وطن کہاں ہے اور آپ کے ماں باپ کیا کرتے ہیں، کہنے لگے میں کروڑ پکا ضلع ملتان کا رہنے والا ہوں۔ ماں باپ، بھائی بہن پاکستان بننے کے بعد ہندوستان چلے گئے۔ میں اکیلا یہاں رہ گیا ہوں۔ مجھے تعجب ہوا اور میں نے کہا کہ صاحب پاکستان بننے کے بعد تو مسلمان ہندوستان سے پاکستان آرہے ہیں اور آپ کے والدین پاکستان سے ہندوستان چلے گئے۔ بات کچھ سمجھ میں نہیں آئی، کہنے لگے۔ میرے ماں باپ تو ہندو تھے۔ میں خود مسلمان ہوگیا، اس لئے وہ لوگ چلے گئے۔ میں رہ گیا۔ اس دریافت پر کہ کیسے مسلمان ہوئے۔ کہنے لگے کہ میں نے اپنے اسکول کے زمانہ میں کچھ مسلمان لڑکوں سے قرآن پاک کی کچھ سورتوں کے ترجمے پڑھے اور ان کے پڑھنے سے مجھ پر ایسا اثر ہوا کہ میں مسلمان ہوگیا۔

میں نے اپنے جی میں کہا کہ قرآن عظیم کی تعلیم کا ایک طرف ایک بنگالی ہندو پر انقلابی اثر پڑتا ہے اور دوسری طرف ایک پنجابی ہندو پر اور وہ دونوں ایک ہی ملت کے فرد بن جاتے ہیں۔ اور ہم پیدائشی مسلمان ہیں کہ ایک طرف صرف بنگالی ہو جاتے ہیں تو دوسری طرف محض پنجابی یا سندھی۔ مسلمان اور اسلام ----؟
یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے؟

کی نمازوں میں کم از کم دو سو آدمیوں کو چالیس مرتبہ باری تعالیٰ کے حضور سجدۂ خاص میں لے جاتے ہیں لیکن قرآن پاک کے اصل مفہوم سے یہ کس حد تک ناواقف ہیں۔ جب امام اور قائد کا یہ حال ہے تو پھر مقتدی اور پیرو سے کیا توقع کی جاسکتی ہے۔ تراویح جو عام مسلمانوں کی تہذیبِ نفس و اخلاق کے لئے ایک سالانہ ریفریشر کورس کا درجہ رکھتی ہے، اس کے ذریعہ ہم بنیادی مقاصد کے حصول میں کس حد تک کامیابی حاصل کر رہے ہیں اور آخر کیا طریقہ اختیار کیا جائے کہ اس مشکل کا حل ہو اور اصل مقصد کا حصول ؟

نعوذ باللہ میرا مقصد یہ ہرگز نہیں ہے کہ اصل عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں تراویح یا نماز پڑھائی جائے، جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ لیکن کوئی نہ کوئی حل ضرور نکالا جاسکتا ہے اور ناممکن نہیں ہے۔ تاکہ نمازیانِ مسجد کی یہ جماعت جو آج بھی تعداد میں سب سے بڑی جماعت ہونے کے باوجود سب سے زیادہ کمزور، بے کس اور بے اثر جماعت ہے۔ وہ اپنے خالق کے پیغام کو براہ راست سمجھے۔ وہ پیغام اس کے لئے خشیۃ اللہ اور خدا ترسی کا باعث ہو اور اپنے جیسے دیگر انسانوں کے ساتھ صحیح تعلقات کا طریقہ بھی سیکھے۔ اور اسلامی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے فلاح و ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔

۲۱۔ جولائی ۱۹۶۱ء کا زمانہ تھا۔ میں نے بہاولپور میں اڈیشنل کمشنر آبادکاری کی حیثیت سے پندرہ روز قبل چارج لیا تھا۔ ایک دن ڈپٹی کمشنر آبادکاری (یعنی ڈپٹی کمشنر ضلع) کے احکام کے خلاف اپیلوں کی سماعت میں مصروف تھا۔ میں عدالت کا احترام بڑی سختی سے نافذ کرتا تھا۔ وکیل صاحبان سنجیدہ بحثیں پیش کر رہے تھے کہ اچانک ایک شیروانی پوش، باریش، پستہ قد، منحنی جسم والے صاحب کمرۂ عدالت میں داخل ہوئے اور بآواز بلند اور جوش و خروش سے کہنے لگے "آپ لوگ کیا انصاف کرتا ہے ؟۔ ہمارے ساتھ ڈپٹی کمشنر نے کتنا "ظُلُم" کیا ہے۔ ہمارا اپیل سال بھر سے پڑا ہوا ہے آپ لوگ کچھ نہیں دیکھتا"۔ عدالت میں سنّاٹا چھا گیا۔ پہلے تو مجھے یہ مداخلت بہت بُری معلوم ہوئی اور غالباً شدید غصے کا غلبہ ہوتا اور میں کوئی قانونی کارروائی کرتا، لیکن اِن صاحب کے ایک ایک جملہ سے اُن کی مظلومیت کا اظہار ہو رہا تھا۔ میں نے بہت ضبط کیا اور زیر بحث اپیل کو چھوڑ کر وکلاء صاحبان سے معذرت کرتے ہوئے میں نے ان کو تسکین دینے کی کوشش کی اور حالات دریافت کئے۔ انھوں نے اپنی داستان سُنائی اور میں نے اس مقدمہ کی قریبی تاریخ مقرر کر کے نوٹس جاری کرنے کا حکم دیا۔ اور ان سے کہا کہ آپ رُک جائیں تاکہ میں آپ سے ختم عدالت کے بعد کچھ باتیں کروں۔ وہ رُکے رہے۔ وکلاء اور دوسرے اہلِ مقدمہ کے جانے کے بعد میں نے ان کے حالات دریافت کرنے سے پیشتر یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ صاحب یو۔پی، سی۔پی، بہار یا بمبئی وغیرہ کے مہاجر نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کے لب و لہجہ اور اندازِ گفتگو سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ یہ بنگالی ہیں۔ بنگالی صاحبان کا کسی قسم کا "کلیم" مغربی پاکستان میں ہونا غیر معمولی

۱۸۔ مسائل امروز و فردا عمل کے متقاضی، ماضی کی یادیں اور غمِ جاں گداز۔ اِس حالت میں محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تھا کہ اُس نے حدیثِ مہر و وفا کو ایک نیا پیکر عطا فرمایا۔ علامہ خلیل عرب مرحوم اور اُن کے خاندان، نیز مولانا سید امیر علی ملیح آبادی صاحبِ تفسیر "مواہب الرحمٰن" کی گرانقدر علمی و دینی خدمات برّصغیر میں محتاجِ تعارف نہیں۔ نومبر ۱۹۶۰ء میں علامہ صاحب مرحوم کی صاحبزادی (یعنی صاحبِ تفسیر کی نواسی) عطیہ میرے ساتھ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئیں۔ عام روایات کے پس منظر میں اُن کے لئے یہ واقعی مقامِ امتحان تھا لیکن انسانیت نواز اسلامی تعلیم و تربیت اور اُن کی سلیم فطرت اور دینی مزاج کا نتیجہ ہے کہ وہ میرے اور میرے متعلقین کے لئے سکون و طمانیت کا باعث ہیں۔ میری شریکِ "قیدِ حیات" و "بندِ غم" ہوتے ہوئے اُنہیں اپنی "باجی" مرحومہ سے جو خاص روحانی وابستگی اور اُن کے کردار سے جو عقیدت ہے اُسی کا نتیجہ ہے کہ وہ مرحومہ کی خواہشات کے احترام میں اور ہم تینوں کے درمیان قدرِ مشترک یعنی جذبۂ خدمت قرآنی کے تحت "قرآن بذریعہ عربی۔ عربی بذریعہ قرآن" کے اصول پر "تعلیم الکتاب عربک سینٹر" قائم کرنا چاہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ کلامِ الٰہی کی برکت سے ہمارے عزم و عمل کے اس جذبہ کو شرفِ قبول عطا ہو۔

۱۹۔ ان محرکات و پس منظر کے علاوہ جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، مجھے اپنی روزمرہ زندگی میں کچھ ایسے واقعات سے بھی دوچار ہونا پڑا اور ایسے مشاہدات سے مجبوراً متاثر ہوا جن کے باعث اس کام کی لگن میں اضافہ بھی ہوا اور اس کی ضرورت و اہمیت کا شدید احساس بھی۔

۲۰۔ فروری یا مارچ ۱۹۶۲ء کا مہینہ تھا۔ اس مبارک کام کا زمانۂ آغاز تھا۔ میں نے اپنے دفتر کمشنر بہاولپور کے آفس سپرنٹینڈنٹ صاحب سے کہا کہ چونکہ میں نے اپنے مسودات میں بہت کاٹ چھانٹ کی ہے اِس لئے میں چاہتا ہوں کہ کوئی سمجھدار، اُردو کی اچھی استعداد رکھنے والے خوشخط کلرک کو میرے پاس بھیجدیں کہ میں اُن کو املا بول دوں اور وہ صاف تحریر کر لیں۔ اُنہوں نے کہا کہ جناب ایک بہت ہی سمجھ دار آدمی ہیں۔ قاری اور حافظ بھی ہیں، اور آجکل رمضان میں تراویح کی نمازیں بھی پڑھاتے ہیں۔ خوشنویس بھی ہیں۔ میں نے کہا بڑی اچھی بات ہے، سرکٹ ہاؤس بھیجدیجئے تاکہ دفتری اوقات کے بعد یا چھٹیوں کے دن میں اُن سے کوئی کام لے سکوں۔ چنانچہ ایک صاحب (بدقسمتی سے نام یاد نہیں آئے)، میں سورۂ بقر کی آیات کا ترجمہ اُن کو بول رہا تھا۔ ایک آیت (غالباً آیت ۱۰۲ تھی) کا ترجمہ لکھتے وقت اکدم سے اُنھوں نے جُھرجُھری لی اور بہت خوفزدہ ہو کر کانپتے ہوئے بولے۔ "صاحب! کیا یہ سب چیزیں قرآن شریف میں ہیں؟" اُن کی اس حیرت اور خوف کو دیکھ کر اب میرے اوپر عجیب قسم کی حیرت اور ایک عجیب خوف اور رنج و غم کی حالت طاری ہوئی۔ میں نے اُن سے کہا بھائی یہ قرآن شریف کے الفاظ کا لفظی ترجمہ ہے۔ خدانخواستہ اپنی طرف سے اضافہ تھوڑا ہی کر رہا ہوں۔ وہ خاموش ہوگئے، اور میں بھی کچھ دیر تک خاموش بڑی گہری سوچ میں پڑ گیا اور اپنے جی میں کہا کہ یہ صاحب حافظ اور قاری ہیں۔ عام مسلمانوں کی نگاہ میں ان کا احترام ہے۔ آج کل تراویح

سے دوچار ہونا پڑا۔ میری اہلیہ مرحومہ سیدہ احمدی بیگم ۳ اگست ۱۹۶۶ء کو آناً فاناً اس دارِ فانی سے رحلت کر کے اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملیں۔ میرے لئے یہ ایسا زبردست سانحہ تھا کہ میں کافی دنوں تک خود کو کسی کام کا اہل نہ پاتا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ اس عظیم کام کو جاری رکھنے میں مرحومہ کی جانب سے اگر مجھ کو ابتداء میں سہارا نہ ملتا تو میں یقیناً ایسی لگن سے کام نہ کر سکتا۔ مجھ کو اس کام میں زیادہ سے زیادہ وقت دینے کے خیال سے وہ گھر کے معاملات میں کم زحمت دیتیں۔ بعض اوقات ہم دونوں اتوار کی صبح کو اپنے سب بچوں کے ساتھ قرآن پاک کی کسی سورت کی تلاوت کرتے اور ہم میں سے ہر ایک باری باری مختلف بزرگوں کے ترجموں کو پڑھ کر سناتا۔[ؒ] اس طرح سے ایک ہی سورت کے ترجمے مختلف بزرگوں کی کاوش کے مطابق اور مختلف پڑھنے والوں کی پڑھائی کو سن کر مطلب ذہن نشین کرنے میں بڑی آسانی ہوتی، اثر ہوتا اور غور و فکر کا موقع ملتا۔ کم از کم اس طرح سے ہر ایک بچے کو قرآن پاک کے کچھ حصّہ کی تلاوت بامعنی کا موقع رہتا۔ یہ صورت فرداً فرداً روزانہ تلاوت سے مختلف تھی لیکن "ذکرِ قرآنی" کا یہ طریقہ اجتماعی فہم قرآنی کے لئے زیادہ مفید تھا۔ مرحومہ کو بڑی خواہش تھی کہ زبان حد درجہ سادہ اور آسان ہو تاکہ خواتین کو سمجھنے میں اور بچوں کو سمجھانے میں آسانی ہو۔ انتقال سے چار دن قبل اتوار ۳۱ جولائی کو اپنے چھوٹے بچے عادل سلمہٗ کی زبانی بچوں کے پروگرام میں ریڈیو پاکستان کراچی سے سورۂ فاتحہ اور میرے تیار کردہ ترجمے کو بڑے شوق سے سنا۔ ۲۔ اگست کو اسپتال جانے سے قبل طباعت کے سلسلہ میں رنگوں کے انتخاب اور امتزاج کے بارے میں مشورے دیئے۔ تاج کمپنی کے شائع کردہ ایک خاص نسخہ کو حسنِ طباعت کے لحاظ سے انتخاب کرنے کی رائے دی۔ اُس دن میں نے سورۂ "الضحیٰ" کو کتابت کے واسطے دینے کے لئے صاف تحریر کیا تھا اور پانچ دن بعد، اگست کو یہی سورہ مولانا احتشام الحق تھانوی صاحب نے ان کے فاتحہ سوئم پر تلاوت فرمائی۔ بہر حال مشیت ایزدی ایسی ہی تھی۔ صبر و رضا کا سبق ملتا تھا۔ چنانچہ ان کی یاد میں اپنے چند دوستوں اور کرم فرماؤں کے تعاون سے اُن کے دینی جذبات اور قرآن کریم سے گہری محبت کے احترام میں اشاعتِ قرآن و تعلیماتِ قرآن کے لئے میں نے ایک ٹرسٹ بنام "احمدی بیگم تعلیم الکتاب ٹرسٹ" قائم کر دیا ہے۔ اور آج یہ پارہ متن کلام ربّانی، ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ اور ترجمۂ ہٰذا کے ساتھ اِسی ٹرسٹ کے تحت شائع کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ میری اس پُرخلوص کوشش اور مرحومہ کی نیک خواہشوں کو قبول فرمائے۔ اُن کی مغفرت فرمائے اور اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا کرے۔ اور ترجمہ ہٰذا لوگوں کے لئے (خصوصاً جیسا اُن کی خواہش تھی، خواتین اور بچوں کے لئے) خیر و فلاح کا ذریعہ بن سکے تاکہ وہ تعلیمات قرآنی سے مستفید ہوں۔ آمین

ؒ حال ہی میں حضرت شاہ ولی اللہ کا دیباچہ ترجمۂ قرآنِ پاک نظر سے گذرا۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ شاہ صاحب نے فہم قرآنی کے لئے ایسے ہی طریقے کے اختیار کرنے کا ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ مجھے اپنے اہل و عیال میں از خود رائج کرنے کی سعادت کئی سال قبل نصیب ہوئی۔

کے نصب العین کو اپنے سامنے رکھا۔ ع

"ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں"

سورۂ فاتحہ، ترجمہ ۱۹۶۴ء اور موجودہ ترجمہ آمنے سامنے ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

۱۹۶۴ء	۱۹۷۰ء
نام سے اللہ کے، ہے جو رحمان و رحیم	نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم
۱۔ تعریف سب اللہ کو،	۱۔ تعریفیں سب اللہ کو ہیں
پروردگارِ ہر جہاں	رب وہ سارے جہانوں کا، پالن ہار وہ سب سنساروں کا!
۲۔ ہے جو رحمان و رحیم۔	۲۔ وہ رحمان، وہ رحیم۔ وہ رحمتِ کُل، وہ رحمت کار!
۳۔ مالکِ روزِ جزا۔	۳۔ مالک روزِ قیامت کا۔ روزِ حساب، انصاف کا!
۴۔ تیری ہی کرتے ہیں ہم سب بندگی،	۴۔ تیری ہی عبادت ہم سب کرتے ہیں،
اور مانگتے ہیں بس تجھی سے ہم مدد۔	اور تجھ سے ہی مدد ہم مانگتے ہیں!
۵۔ دے ہدایت ہم کو سیدھی راہ کی۔	۵۔ دے ہم کو ہدایت سیدھے رستہ کی،
۶۔ راہ اُن کی جن کو بخشیں نعمتیں۔	۶۔ رستہ ان کا تو نے بخشے ہیں اِنعام جنہیں!
۷۔ جن پر نہیں تیرا غضب،	۷۔ جن پہ غضب تیرا نہ ہوا
اور جو نہیں بھٹکے رہے۔	اور جو گُمراہ نہیں!

۱۶۔ جیسا میں نے عرض کیا ترجمہ کا کام تو تقریباً پانچ سال قبل مکمل ہو چکا تھا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اکثر بزرگان کرام اور احبائے پُرخلوص کا یہ مشورہ اور اصرار تھا کہ اس کی اشاعت کا انتظام جلد سے جلد کیا جائے۔ دل میں کچھ ایسی لگن تھی کہ اس احسن الکلام کو احسن الصُّور حالت میں پیش کرنے کی حتی الوسع کوشش کروں۔ مختلف حالات کے پیشِ نظر میں نے یہ صورت قابلِ عمل سمجھی کہ ابتداءً صرف پارۂ عم کا ترجمہ مع متن عربی و ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدینؒ منظرِ عام پر لایا جائے۔ چنانچہ اس پارہ کے ترجمہ کو متعدد بار دہرایا اور تبدیلیاں کیں۔ میری درخواست پر جناب مفتی محمد شفیع صاحب، مولانا محمد یوسف بنوری صاحب اور مولانا محمد متین خطیب صاحب نے حرفاً حرفاً اِس پارہ کے ترجمہ کو ملاحظہ کر کے اپنے اطمینان سے بھی زیادہ میرے قلب کو اطمینان پہنچایا۔

۱۷۔ ابھی اس کی اشاعت کی تفصیلات پر مناسب اقدامات زیرِ غور ہی تھے کہ اچانک مجھے ایک صدمۂ جانکاہ

بکثرت افراد کے ذہنوں کو متاثر کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ اکثر دوستوں کا اصرار ہوا کہ اس کو منظرِ عام پر لانے میں تامّل نہ کرنا چاہیئے۔

لہٰذا جون ۱۹۶۴ء میں (جب کہ تقریباً ۲۰ پاروں کا ترجمہ مکمل ہو چکا تھا) جناب محمد ذکی صاحب کے خاص تعاون سے میں نے پہلے پارے کا ترجمہ "تعلیمِ کتاب" کے نام سے نہایت محدود تعداد میں شائع کیا۔ کل تین سو کاپیاں۔ ہر کاپی پر نمبر ڈالے گئے اور صرف علمائے کرام یا خاص دوستوں اور کرم فرماؤں کی خدمت میں ہدیۃً پیش کی گئیں۔ طباعت اس طرح کی گئی تھی کہ بائیں جانب اردو ترجمہ، داہنی طرف سادہ صفحہ تھا کہ حضرات علمائے کرام مناسب ترمیم اور مشورے آیت کے بالمقابل درج فرما سکیں۔ ان بزرگوں کی خدمت میں دو دو نسخے پیش کرتے ہوئے ایک علیحدہ خط کے ذریعہ یہ خصوصی درخواست کی گئی کہ از راہ مہربانی و جذبۂ دینی ایک نسخہ ہدیۃً قبول فرمائیں اور دوسرے پر اپنی ترمیمات اور مشورے داہنی جانب کے سادہ صفحہ پر درج فرمائیں۔ اور پھر وہ نسخہ مزید استفادہ کے لئے مجھے واپس بھیجدیں۔

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے علمائے گرامی قدر مثلاً حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتیِ پاکستان، مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب، مولانا احتشام الحق تھانوی صاحب، مولانا محمد یوسف بنوری صاحب، مولانا عبدالحامد بدایونی صاحب، مولانا عبیداللہ صاحب بہاولپوری، مولانا متین خطیب صاحب، مولانا محمد مصطفیٰ جوہر صاحب، نواب خادم حسین صاحب گدڑی شاہی اجمیری مرحوم وغیرہ نے پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور اپنے ترمیمات اور مشوروں سے مجھ خاکسار کو نوازتے رہے۔

۱۴۔ ترجمہ مکمل ہونے تک اور اس کے بعد سے آج تک میں نے اپنے ترجمہ کی کوششوں کو درجنوں بار دُہرایا ہے۔ صرف کلامِ الٰہی کے الفاظ میں تبدیلی ممکن نہیں، ورنہ دنیا کی ساری کتابوں میں بہتری اور تبدیلی کی گنجائش موجود ہے۔ کوئی بھی ترجمۂ قرآن پاک خواہ کسی بھی زبان میں ہو کبھی ناقابل ترمیم نہیں سمجھا جا سکتا۔ اگر سوءِ ادب نہ سمجھا جائے تو میں یہ کہنے کی جسارت کروں گا کہ بسا اوقات ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بزرگانِ سلف جنھوں نے اپنے تراجم سے ہم لوگوں پر احسانات عظیم کئے ہیں اگر وہ پھر آج کی دنیا میں اپنے تراجم پر غور فرما سکتے تو غالباً اکثر مقامات پر تبدیلی سے احتراز نہ کرتے۔

۱۵۔ مثلاً میں نے سورۂ فاتحہ کے ترجمہ میں کم از کم سو مرتبہ تبدیلیاں کی ہوں گی جب کبھی کسی لفظ کے انتخاب یا اُس کی نشست میں بہتری کی صورت نظر آئی میں نے اختیار کیا۔ اور ہر مرتبہ متذکرہ بالا اُصولوں کے حصول اور امتزاج

میں حاضر ہوا اور ان سے اپنے ترجمہ اور اس کے سابقہ پس منظر کا ذکر کیا۔ سب کچھ سننے کے بعد مفتی صاحب قبلہ نے بفضلہ تعالیٰ میری کوشش کو پسند فرمایا اور احتیاط کی داد دی۔ بزرگانِ سلف نے ترجمہ میں جو کاوشیں کی تھیں اور جس خوفِ الٰہی کو اپنے اوپر طاری کیا تھا اس کا ذکر فرمایا۔ کام کی اہمیت، عظمت، ذمّہ داری اور اللہ کے سامنے جوابدہی کی طرف اشارہ کیا۔ میرے ان شکوک پر کہ میں کہیں کسی غلط راستہ پر تو نہیں جا رہا ہوں، میری تسکین فرمائی اور آخر میں یہ تاکید فرمائی کہ میں "اِس کام کو چھوڑ کر بھاگ نہ جاؤں"۔ اِس ہمت افزائی اور تاکید کے بعد جب میری زبان سے غیر ارادی طور پر یہ جملہ ادا ہوا کہ مجھے افسوس ہے میری سابقہ زندگی کے پچاس سال علومِ الٰہی کے ان بے پناہ خزانوں سے دوری میں گذرے تو حضرت مفتی صاحب نے یہ کہکر مجھے تسلّی دی کہ "ایسا نہ کہئے اُویس صاحب، اللہ تبارک و تعالیٰ کی مصلحت تھی کہ یہ ساری مُدت اسی کام کی تیاری میں گذرے"۔ میں کیا عرض کروں کہ ان الفاظ نے میری کیسی حوصلہ افزائی کی اور مجھ میں کیسی لگن پیدا کر دی۔ اس موقعہ پر مجھے حضرت اکبر الہ آبادی کے اس مصرع کی صداقت کا احساس ہوا۔

"دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا"

۱۲۔ باری تعالیٰ کا شکر ہے کہ علمائے کرام اور بزرگانِ دین نے صحتِ ترجمہ کی تصدیق کرتے ہوئے اندازِ بیان کو بھی بنظرِ استحسان دیکھا۔ تاہم چونکہ بنیادی خیال یہ تھا کہ مفہومِ ربانی کو اپنی قومی زبان میں اس طرح پیش کرنے کی سعادت نصیب ہو کہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے عام اور متوسط طبقوں کے ذہن و قلب بھی متاثر ہو سکیں، لہٰذا میں یہ تجربہ بھی کرتا رہا کہ سوسائٹی کے مختلف طبقہ کے لوگوں مثلاً سیاسی لیڈر اور سرکاری افسر، ادیب اور شاعر، وکیل اور زمیندار، تاجر اور مزدور، کلرک اور چپراسی وغیرہ وغیرہ، نیز اپنے اُن ہم وطن بھائیوں کو جن کی مادری زبان اردو نہیں ہے لیکن روزمرہ کی زندگی میں کچھ سابقہ اس قومی زبان سے پڑتا ہے اُن سب کو بھی اپنے کئے ہوئے ترجمہ کے مختلف حصّے مناسب موقعوں پر سناتا اور اُن کے ردِّ عمل، تاثر اور فہمِ مضمون کے متعلق رائے قائم کرتا رہا۔ ایسا محسوس ہوا کہ اس ترجمۂ بلاتشریح و تفسیر میں ۹۵ فیصد نہیں تو ۹۰ فیصد مفہوم قرآن پاک حاصل ہو جاتا ہے اور اسے ملک کے مختلف طبقوں کے

عہ غالباً اس عجیب و غریب مشاہدہ سے اکثر لوگوں کو اتفاق ہوگا کہ جب قرآن پاک اپنا مفہوم کسی کے قلب پر انشراح کر دیتا ہے تو اس پر ایک زبردست خواہش اس امر کی طاری ہوتی ہے کہ خود بھی اس پیغامِ عظیم کو اپنے ہم زبانوں اور ہم وطنوں تک پہنچانے کے لئے اپنی ساری کوششیں صرف کرنے سے دریغ نہ کرے۔ چنانچہ اس خاکسار کو قرآن پاک کے مفہوم کو عربی زبان میں سمجھنے اور اپنی مادری زبان میں ذرا موثر اور عام فہم انداز میں منتقل کرنے کی توفیق الٰہی کا نتیجہ کچھ ایسا ہوا کہ میں بھی اس پیغام کو اپنے ہم وطنوں اور ہم زبانوں تک پہنچانے کی سعادت حاصل کروں۔ چنانچہ جو کام صرف اپنی فہم کے لئے شروع ہوا تھا، اس کا دائرہ غیر ارادی طور سے وسیع ہوتا چلا گیا۔

۹۔ میں نے بہت غور وفکر، بڑے خوف وبیم سے گذرتے ہوئے اور بہت ہی خشوع وخضوع سے بارگاہِ الٰہی میں امداد واِعانت کی درخواست پیش کی۔ بہترین درخواست سورۂ فاتحہ کے ذریعہ سکھائی گئی ہے۔ وہ معبودؑ وہ مستعان جو صراطِ مستقیم پر چلانے والا ہے، غضب اور گمراہی سے بچانے والا ہے۔ اُس کی بارگاہ میں یہ التجا کی کہ اِس ناچیز کو ہدایت نصیب ہو اُس کتاب سے جس میں نہ کوئی شک ہے، نہ قیاس، نہ اٹکل۔ جو برائی سے ڈرنے والوں کو ہدایت عطا کرتی ہے اُس راستہ کی جس کے لوازمات ہیں ـــ انفرادی زندگی کے لئے ایمان بالغیب، معاشرتی زندگی کے لئے صلوٰۃ بالتّنظیم اور معاشی زندگی کے لئے صَرفِ رزقِ الٰہی، خاتم النّبیین پر نازل شدہ پیغامِ ربّانی پر ایمان، روزِ آخرت پر یقینِ کامل ـــ کہ ان سب کا نتیجہ ہے انفرادی واِجتماعی فلاح اس دنیا میں اور دوسری دنیا میں۔ سب سے بڑی ہستی سے سب سے اچھی دعا مانگنے کے بعد اُس کے وعدۂ قبولیت کی اُمید پر میں اِس بڑے اور اچھے کام میں ہمہ تن مصروف ہوگیا۔

۱۰۔ یکم فروری ۱۹۶۲ء مطابق شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ بمقام سرکٹ ہاؤس بہاولپور اس نیک کام کا آغاز ہوا۔ میری نیت اب بھی یہی تھی کہ میں یہ سارا کام صرف اپنے فہمِ قرآنی کے لئے انجام دوں۔ جیسا حضرتِ اکبر الٰہ آبادی نے اُستاد مرحوم مرزا محمد ہادی عزیز لکھنوی کے ایک مصرعہ کو اپناتے ہوئے فرمایا ہے۔

بہت خوب ہے قولِ ہادی عزیز کہ میں شعر کہتا ہوں اپنے لئے

۱۱۔ الغرض لفظی پابندی کے پیشِ نظر میں نے حضرت شاہ رفیع الدینؒ کے ترجمہ کی زمین اختیار کی۔ تاہم یہ خیال بھی غالب رہا کہ اندازِ بیان حتی الوسع سلیس اور عام فہم رہے۔ کافی دنوں بعد یہ خیال آیا کہ صوتی اثر وآہنگ کے حصول کے لئے بھی سعی کرنا مناسب ہوگا۔ سب سے پہلے میں نے اپنے ترجمہ کا کچھ حصّہ نمونے کے طور پر مولانا عبیداللہ صاحب مرحوم، سابق شیخ الجامعہ مدرسہ عالیہ عبّاسیہ بہاولپور کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت مولانا بکمال مہربانی میری درخواست پر سرکٹ ہاؤس تشریف لائے اور اُنھوں نے تقریبًا دو گھنٹہ میرے ترجمہ کو دیکھنے اور دوسرے تراجم سے مقابلہ کرنے میں صَرف کئے۔ پھر بحمداللہ خوش ہو کر اپنے شاگرد مولوی دین محمد صاحب سے فرمایا "ترجمہ توسُٹھو آھے" (ترجمہ تو اچھا ہے)۔ میری ہمّت افزائی کی اور اپنے مکمّل تعاون کا یقین دلایا۔ کراچی میں میں نے علمائے کرام مولانا احتشام الحق صاحب، مولانا محمد یوسف بنوری صاحب، مولانا عبدالحامد بدایونی صاحب، مولانا عبدالجبار صاحب سے رجوع کیا۔ اِن بزرگوں نے ترجمہ دیکھا، پسند فرمایا اور ہر طرح کے تعاون کے لئے آمادگی ظاہر کی۔ آخر میں اپنے دوست حاجی محمد ذکی صاحب مالک ایجوکیشنل پرینٹنگ پریس کے ساتھ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی خدمت

کوشش کے، ساری دفعاتِ قانون شروع سے آخر تک پڑھتے چلے جائیں تو یقیناً آپ کو بے ربطی بھی محسوس ہوگی، جھٹکا بھی لگے گا اور سمجھنے میں بڑی اُلجھنیں ہوں گی۔ آپ کا جی لگنا مشکل ہوگا، اور شاید آپ کتاب بند کر کے الگ رکھ دیں گے۔

۶۔ غرضیکہ اس تجربہ کے بعد میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ حضرت شاہ عبدالقادرؒ کا ترجمۂ قرآن پاک، آیت بہ آیت، مع مختصر حواشی بابت نفسِ مضمون، صرف اپنی فہم کے واسطے مرتّب کروں۔ ستمبر ۱۹۶۱ء میں میں نے قرآن پاک کے مختلف تراجم و تفاسیر کا گہرا مطالعہ اس نظر سے شروع کیا کہ ہر آیت کا نفسِ مضمون اُس کی پوری وسعت اور تنوّع کے ساتھ، لیکن مختصر ترین الفاظ میں تیار کروں۔ کام بڑا مشکل تھا۔ دفتر سے عموماً ڈھائی بجے چھٹی ہو جاتی تھی اس کے بعد اہم دفتری کاموں کے علاوہ بقیہ وقت، تقریباً ایک، دو بجے رات تک میں اسی نیک کام میں صرف کرتا تھا۔ ایک عجیب اور شدید اندرونی جذبہ تھا جس کے تحت میں اس کام میں لگا رہا۔

۷۔ مطالعہ اور کام کی اس منزل میں میں نے یہ محسوس کرنا شروع کیا کہ ترجمہ تو ضرور لفظی ترتیب اور لغوی پابندی کے ساتھ ہو لیکن عام فہم بھی ہو۔ زبان صاف اور واضح ہو۔ کچھ حد تک وہ اثر اور زور بھی حاصل ہو سکے جو اصل کتابِ الٰہی کی عظیم خصوصیت ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خود بخود یہ خیال آنے لگا کہ زبانِ ترجمہ غالباً کچھ زیادہ بہتر اور صاف ہو سکتی ہے۔ نشست اور ترتیب الفاظ میں کچھ تھوڑی تبدیلی سے اثر آفرینی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ چند الفاظ ربط و تاکید وغیرہ کے بڑھانے سے (خواہ قوسین میں ہوں) بے ربطی اور ابہام کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ اب بڑا کٹھن سوال یہ آن پڑا کہ ترتیبِ حواشی تک تو خیر مضائقہ نہیں لیکن میں کیسے بزرگانِ سلف کے ترجمہ کو تبدیل کرنے کی جرأت کروں۔ نہ دینی معلومات کا وسیع ذخیرہ، نہ طویل مذہبی مطالعہ ۔ لیکن نیت اور جذبہ میں خلوص تھا۔ کوئی اندرونی طاقت یہ احساس دلاتی کہ شاید یہ خدمت میں انجام دے سکتا ہوں۔ تاہم اتنی بڑی ذمہ داری سنبھالتے ہوئے ڈر معلوم ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں جواب دہی کا خوف طاری تھا۔

۸۔ میں اسی کشمکش و پیچ میں تھا کہ ایک دن میرے ایک رفیقِ کار سید محمد زیدی صاحب مرحوم (سابق ڈپٹی کمشنر، السبیلہ و مکران) سے اس موضوع پر باتیں ہونے لگیں ۔ بڑے شریف اور نیک مسلمان تھے۔ بڑے صاحبِ ذوق شعر و ادب ۔ انھوں نے فرمایا کہ اُویس صاحب ترجمۂ سابقہ کے حاشیوں کا مرتب کرنا ہرگز کافی نہ ہوگا۔ "مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ" کے معنیٰ و مضمرات پر غور کیجئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو کچھ صلاحیت عطا فرمائی ہے اس کو "صَرف میں لائیے" ورنہ یہ کُفرانِ نعمت ہوگا۔ اُن کے اس جملہ کا مجھ پر عجیب اثر ہوا۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ

آسماں بارِ امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند

سلاست زبان میں ایسی غیر معمولی اور معجزانہ کامیابی حاصل ہوئی کہ اس ترجمہ کا مطالعہ آج بھی ہر طرح سے مفید ہے۔
تفسیر میں شاہ صاحبؒ نے بہت ہی سادہ اور ضروری تشریحات پر اکتفا فرمایا کہ عام انسانوں پر بار نہ ہو۔ لیکن بعد کے تراجم و تفاسیر میں کہیں تو محاورات اور ٹکسالی زبان کے استعمال پر زور دیا گیا۔ کہیں خطابت اور ادبیت کا اظہار، کہیں تفصیلی تشریحات اور دقیق نکات کا جائزہ، کہیں مخصوص فرقوں کے عقائد و خیالات کی اشاعت اپنے مخصوص انداز میں، کہیں جدید تصادم مذہب و سائنس میں مختلف امور پر سیر حاصل مباحثہ وغیرہ۔

یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا، لیکن جن شکوک کا ذکر میں نے پہلے کیا ہے ان کو رفع کرنے کے لئے میں نے یہ تجربہ کیا کہ قرآن پاک کو بالکل at random یعنی اتفاقیہ طور سے کسی صفحہ پر کھولوں اور اس صفحہ کی آیات پر پوری توجہ سے غور کروں۔ لہٰذا جس طرح سے بعض صاحبان فال نکالنے کے لئے قرآن مجید کو کسی مقام سے کھول کر دیکھنے لگتے ہیں، میں نے بھی ایسا ہی کیا۔ اتفاق سے وہ صفحہ کھلا جہاں سے سورۂ آل عمران شروع ہوتی ہے۔ میں نے عربی عبارت بغور پڑھی۔ ترجمہ بھی غور سے پڑھا۔ کچھ بے ربطی محسوس ہوئی اور مطلب سمجھنے میں بھی کچھ دِقّت۔ ذہن میں خیال آیا کہ ان آیات کے ترجمۂ شاہ عبدالقادرؒ کو آیت بہ آیت الگ الگ خود اپنے ہاتھ سے ایک کاپی پر لکھوں۔ میں نے دیکھا کہ اس عمل کے بعد مطلب کچھ زیادہ سمجھ میں آیا۔ بے ربطی میں کمی محسوس ہوئی۔ پھر معلوم نہیں کیوں یہ خیال آیا کہ ان آیات کا مختصر ترین نفسِ مضمون اخذ کرکے حاشیہ پر درج کروں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان سرخیوں کے پڑھنے کے بعد آیت بہ آیت مضمون پڑھنے سے مطلب بہت ہی صاف اور واضح طریقہ سے سمجھ میں آیا۔ نیز مختلف آیات کے ایک دوسرے سے ربط و تسلسل کا بہتر احساس ہوا۔ چنانچہ میرے دل میں از خود یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ عام انسان کی قرآن فہمی / ترجمہ فہمی میں بڑا نمایاں فرق محسوس ہوگا اگر آیتیں الگ الگ تحریر کی جائیں اور نفسِ مضمون کی مختصر سرخیاں دیدی جائیں۔

۵۔ قرآنِ عظیم کی اکثر و بیشتر آیات نوعِ انسانی کے لئے ابدی ہدایت و قانون کا درجہ رکھتی ہیں۔ مختلف شقیں نظر آتی ہیں، جس طرح کسی قانون کی مختلف دفعات ہوں۔ جن لوگوں کو قانون کی کتابوں سے سابقہ پڑا ہے وہ اِس بات کو فوراً محسوس کرلیں گے کہ اگر کسی ایکٹ کے مختلف ابواب اور دفعات میں سرخیاں اور حاشیے نہ دیئے جائیں اور پوری عبارت مسلسل (خصوصاً بغیر فصل و تفریقِ دفعات کے) لکھتے چلے جائیں تو ان کے لئے مفہوم کا سمجھنا بہت ہی مشکل ہو جائے گا۔ واقعہ یہ ہے کہ حاشیہ کی سرخیوں کے باعث (گو یہ سرخیاں اصل قانون کا حصّہ نہیں سمجھی جاتیں) ذہن اصل مضمون کو سمجھنے کے لئے بآسانی تیار ہو جاتا ہے اور اس کو بے ربطی کا احساس نہیں ہوتا۔ کسی قانون کی مختلف دفعات میں سے ہر ایک دفعہ عموماً ایک مختلف مضمون یا طریقۂ کار کے بارے میں ہوتی ہے۔ اگر آپ مسلسل، بغیر آمادگیِ ذہن کی کسی

کہ وہ قرآنِ پاک کی اَبدی اور آفاقی تعلیم وحقائق کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ قرآن پاک صرف ایک خاص علاقہ یا خاص زمانہ کے واسطے قابلِ عمل تھا۔ اکثر ان تعلیمات کو مسخ کرکے پیش کرتے ہیں اور بسا اوقات اسلامی تعلیمات اور مسلمانانِ عالم کی سیاسی' اخلاقی یا ذہنی پستی (کچھ واقعی' کچھ مبالغہ آمیز' کچھ مفروضہ) مختلف اسلامی فرقوں کے حالات اور ان کا ایک دوسرے پر عمل اور ردِّ عمل کا ذکر بھی اس پیرایہ میں کیا جاتا ہے کہ اُس نوجوان مسلم" کو "عقلِ حاضر" کی روشنی میں ثالث اور جج بنایا جائے' جسے خود اپنے حکیم الامت کی بصیرت کی روشنی میں کسی "تدبُّر" کا موقع ہی نہیں نصیب ہوا۔ اور پھر اُسی کی زبان سے یہ فیصلہ کروایا جائے کہ یہ کتاب اَبدی نہیں بلکہ خاص زمانہ اور خاص علاقہ کے لئے تھی۔ اور نتیجۃً اس کتابِ عظیم اور اُس کی ہدایات سے رغبت اور لگاؤ کے بجائے اُس کے دل میں بیزاری اور دوری کے جذبات پیدا کیے جائیں۔

۴۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس قسم کی غلط اور گمراہ کن تاویلات وتشریحات کے اثر سے بچنے اور کتابِ الٰہی سے ہدایت کی سعادت اُسی وقت نصیب ہوگی کہ جب آپ یا تو اس کی تعلیم پر ایمان لاتے ہوئے صدقِ دل سے اپنی روزمرہ زندگی میں اخلاقِ اسلامی کا مظاہرہ کریں اور شعائرِ دین پر عمل پیرا ہوں' یا شک اور وسوسے کی حالت میں "قرآناً عربیاً" کو اُسی زبان میں پڑھیں اور اُس سے براہ راست استفادہ کریں۔ اصل کتاب کے بجائے مناظراتی یا معاندانہ تاویلات وتشریحات کی بنا پر کوئی صحیح فیصلہ ممکن نہیں۔ اس تاریخی حقیقت سے انکار ناممکن ہے کہ مسلمانوں کے فکروعمل میں تقویٰ' رضائے الٰہی فی سبیل اللہ اور خشیۃ اللہ کے محرکات اسی وقت تک بدرجہ اتم کارفرما رہے جب تک وہ عجمی تاویلات اور متکلمین کی نکتہ آرائیوں سے محفوظ رہے اور قرآناً عربیاً کے الفاظ ربّانی سے براہ راست استفادہ کرتے رہے۔

بہرحال بعض مسلم وغیر مسلم مترجمین وشارحین کی تالیفات سے جو مندرجہ بالا تأثر عام تعلیم یافتہ طبقہ پر مرتّب ہوتا ہے اس سے قطع نظر لفظی ترجمہ کے سلسلہ میں جیسا کہ مذکور ہوچکا ہے بے ربطی' ابہام اور بے اثری میرے ذہن کے لئے خاص "فکروتردد" کا باعث بنی۔ چنانچہ جیسے جیسے میرا انہماک اس کام میں بڑھتا گیا اور میں تراجم وتفاسیر کا بغور مطالعہ کرنے لگا' مجھے یہ محسوس ہوا کہ اردو کے اوّلین ترجمہ نگار حضرت شاہ رفیع الدینؒ اور اُن کے برادر محترم حضرت شاہ عبدالقادرؒ کے تراجم کا بنیادی مقصد غالباً یہی تھا کہ کلام الٰہی مختصر ترین الفاظ میں اصل سے قریب ترین مفہوم اور حتی الوسع پابندئ لفظی کے ساتھ اُس زمانہ کے ایک عام راسخ العقیدہ ہندوستانی مسلمان کے دل ودماغ تک پہنچ جائے' اور وہ اس کے صحتِ اعتقاد اور نیکئ عمل کا محرک بنے۔ حضرت شاہ عبدالقادرؒ کو

اکثر دورہ پر رہنا ہوتا تھا۔ ملتان میں ۱۳ بلوچ کمپنی کے فوجی میس (mess) میں کھانے کا انتظام تھا۔ لہٰذا فوج کے چند میجر اور کیپٹن صاحبان سے اکثر ملاقاتیں رہتیں۔ کچھ مذہب اور اسلام کا ذکر آجاتا اور یہ حضرات مجھ کو ایک قسم کا مولوی سمجھتے ہوئے بعض باتوں کی وضاحت چاہتے۔ میں نے قرآن پاک کا معرّا ترجمہ زیادہ انہماک سے پڑھنا شروع کر دیا۔ سفر و حضر میں ساتھ رکھنے کی آسانی تھی۔ ابھی تک عموماً انگریزی ادب، اردو و فارسی شاعری، تصوف، تاریخ، سائنس، سیاست، قانون اور معلومات عامّہ وغیرہ کی کتابوں کا مطالعہ رہا کرتا تھا، خصوصاً اس لئے کہ ابتدا میں امتحاناتِ مقابلہ آئی۔ سی۔ ایس وغیرہ کی تیاری کے باعث ہر قسم کے مضامین سے کچھ نہ کچھ دلچسپی پیدا ہو گئی تھی، لیکن نئے حالات، کچھ ذاتی تجربہ، کچھ ماحول، کچھ ملکی کوائف کا اثر ایسا ہوا کہ مذہبی کتب کا مطالعہ زیادہ ہو گیا۔ خصوصاً قرآنِ پاک کا۔ صرف والدین کے ایصالِ ثواب کے لئے تلاوت، یا حصولِ ہدایت کے لئے چند متفرق دلنشیں آیات کا نوٹ کر لینا[ؔ] کافی نہ معلوم ہوا۔ الہامی کتاب کے مفہوم و مضمون کو پورے طور سے سمجھنے اور اپنے فہم و ادراک میں جذب کرنے کی خواہش بڑھتی گئی۔ لیکن اس بات سے سخت حیرت ہوئی کہ نفسِ مضمون میں نہ ربط محسوس ہوتا تھا نہ وہ اثر اور زور جو اصل عبارت میں پایا جاتا تھا۔ بقول مولانا مودودی صاحب کے "اس بے جان عبارت سے نہ روح وجد میں آتی ہے نہ رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں، نہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں۔ یہ وہ عبارت نہیں جس نے بجلی کے کڑکے کی طرح عرب کی ساری دنیا ہلا دی"۔

۳۔ اس خلش کی وجہ سے ایک طرف تو یہ کوشش ہوئی کہ اصل عبارت " قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا " کو سرتاسر اُسی زبانِ مبارک میں سمجھوں، اور دوسری طرف یہ کہ زیادہ سے زیادہ تراجم و تفاسیر کا مطالعہ کروں کہ پس منظر اور مفہوم کو احادیث اور بزرگانِ سلف کے خیالات کی روشنی میں سمجھ سکوں۔ ان ترجموں اور تفسیر کے مطالعہ سے کچھ اور اہم حقیقتیں منکشف ہوئیں۔ جو تکلیف دہ بھی معلوم ہوئیں اور غور طلب بھی۔ میں نے یہ دیکھا کہ اکثر مسلمان مترجمین اور مفسّرین تو قرآنِ پاک کو عموماً اس طرح سے پیش کرتے ہیں کہ گویا یہ کتابِ عظیم صرف مسلمانوں کے لئے نازل ہوئی ہے، نہ یہ کہ پوری انسانیت کے لئے۔ بلکہ اکثر مختلف اسلامی فرقوں کے تیار کردہ تراجم و تفاسیر اس انداز میں پیش کئے جاتے ہیں جس سے یہ معلوم ہو کہ قرآنِ پاک صرف اُسی ایک فرقہ کے لئے نازل ہوا ہے۔ نہ دوسروں سے اس کا خطاب ہے، نہ باوجود کوشش کے دوسرے اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ دوسری طرف غیر مسلم مترجمین کا نظریہ کچھ اس قسم کا ہوتا ہے

ؔ یہ طریقہ میں نے بہت پہلے شروع کر دیا تھا جب ۱۹۴۲ء کی "بھارت چھوڑ" تحریک کے بعد میری تعیناتی بحیثیت ڈپٹی کلکٹر مرزاپور کے ہوئی تھی۔

"محرّکات وواردات"

اُس چرواہے کی طرح جو حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے زمانہ میں اپنے ربِ کریم کے لئے خلوص اور جذبہ کا اظہار اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان میں کررہا تھا' شاید مجھے بھی یہ اجازت مِل سکے کہ اُس رحیم وکریم کے کلامِ اَبدی کو اپنے فہم وادراک میں اپنانے کے لئے اپنی لگن اور اس کے اِرتقا کا ذکر کروں تاکہ آپ کو اُن سارے محرّکات سے آگاہی رہے جو اس کا ظاہری سبب معلوم ہوتے ہیں۔ اور اُن واردات سے بھی واقفیت رہے جو اس عرصہ میں وقتاً فوقتاً میرے قلب وذہن پر صادر ہوئے۔

۲ ۔ مارچ / اپریل ۱۹۵۹ء کا زمانہ تھا۔ میں نے بہ حیثیت اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ 'کراچی ایک سرکاری فرض کی انجام دہی کے سلسلہ میں شہر کے مختلف ناشرینِ کتب کے نام نوٹس برائے اظہارِ وجوہ جاری کرنے کی ہدایت دی کہ اُن کی شائع کردہ کتابوں کے ایک ایک نسخہ کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے دفتر میں نہ داخل کرنے کی بِنا پر اُن کے خلاف قانونی کارروائی کیوں نہ کی جائے۔ اب تک عدمِ تعمیل کرنے والوں نے تعمیل کی۔ اور اکثر نے معقول عذر پیش کئے۔ چونکہ اس حکم کی خلاف ورزی تقسیمِ ملک کے بعد سے کافی عام ہو چکی تھی' اس لئے سابقہ فروگذاشت پر کوئی تادیبی کارروائی نہ کی گئی۔ اس سلسلہ میں تاج کمپنی کے مقامی منیجر صاحب کو غالباً کسی طرح سے میرے مذہبی اور اَدبی رُجحان کا احساس ہوا اور انھوں نے اپنے یہاں کے شائع کردہ قرآن پاک کے چند نسخے خود مجھے ہدیۃً عنایت فرمائے۔ ان نسخوں میں ایک مُعرّا ترجمہ اردو بغیر متن کے بھی تھا۔

بہ ظاہر یہ واقعہ کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا' لیکن جس لائحہ عمل کی توفیق مجھے آئندہ سالوں میں ہوئی' یا خود بخود مرتّب ہوتی چلی گئی' وہ سب اِسی واقعہ کی بدولت۔ اور اِسی لئے میں اس کو منجانب اللہ سمجھتا ہوں۔ ہوا یوں کہ تھوڑے ہی دنوں بعد جولائی ۱۹۵۹ء میں میرا تبادلہ ملتان بہ حیثیت اڈیشنل کمشنر آبادکاری وسیٹلمنٹ کے ہوگیا۔ میں اُس قرآن پاک عربی کو جس سے تِلاوت کیا کرتا تھا اپنے ساتھ لیتا گیا۔ اور علاوہ دوسری کتابوں کے وہ معرّا ترجمہ قرآن کریم بھی' کیونکہ میرے ذہن میں یہ خیال آچکا تھا کہ میں اس ترجمہ کے ذریعہ شروع سے آخر تک پورے قرآن پاک کا مفہوم حاصل کروں ۔ تسلسل' ترتیب اور پابندی کے ساتھ ۔ اگر ضرورت ہو تو یادداشت یا رفعِ شبہات کے لئے حاشیہ پر نوٹ لکھتا جاؤں ۔ بیوی ۔ بچّے کراچی میں تھے

۱۱؍ (صفحہ ۱۲۷، سورۃ ۸۹۔ آیت ۹) قومِ ثمود وادی القریٰ کے پہاڑوں میں چٹانیں تراش کرکے مضبوط مکان اور محل تیار کرتے تھے۔

۱۲؍ (صفحہ ۱۲۷، سورۃ ۸۹۔ آیت ۱۰) فوجی ساز و سامان کے باعث فرعون کے پاس میخوں کی کثرت تھی۔ یا یہ کہ وہ سزا ئے لوگوں کو میخوں سے جڑ دیتا تھا۔

۱۳؍ (صفحہ ۱۴۵ سورۃ ۹۳۔ آیات ۱۔ ۱۱) آغازِ نبوت میں ایک زمانہ ایسا تھا کہ کچھ دنوں کے لئے حضرتؐ کو وحی کی آمد بند رہی۔ طبیعت مکدر رہی۔ بعض کافروں نے طنزاً کہنا شروع کیا کہ محمدؐ کے رب نے اُن کو چھوڑ دیا جواباً اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ سورہ نازل ہوئی۔ روشن دھوپ اور اندھیری رات کی قسم کھا کر یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ جس طرح ظاہر میں اللہ نے یہ دو متقابل قوتیں پیدا کی ہیں اُسی طرح باطن میں بھی کبھی اُجالا ہے کبھی اندھیرا۔ لیکن اس بات سے اللہ کی دوری یا بیزاری نہیں مُراد لی جا سکتی۔ (۱۔ ۳)

حضورؐ کی ولادت سے قبل آپ کے والد حضرت عبداللہ کی وفات ہوگئی تھی۔ لیکن حضرتؐ کے دادا اور چچا نے آپ کی پرورش فرمائی (۶؍)؛ زمانۂ شباب میں قوم کے طور و طریق سے بیزار تھے۔ کوئی راہ نہیں دکھائی دیتی تھی۔ کچھ مدت سرگردانی رہی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کی صراطِ مستقیم دکھلائی (۷؍)؛ حضرت خدیجہؓ سے نکاح کے بعد حضرتؐ کے لئے مال و دولت کی بھی کوئی کمی نہ رہی تھی (۸؍)؛ ان نعمتوں کے ذکر کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک طرف تو حضرتؐ کو یہ یقین دلایا گیا کہ آپ کی پچھلی حالت پہلی حالت سے ہر طرح بہتر ہوگی، اور آپ کو اللہ تعالیٰ ابھی اور بہت کچھ نعمتیں عطا فرمائے گا، تو دوسری طرف یہ نصیحت بھی فرمائی کہ یتیم سے اچھا برتاؤ ہو، سائل کو جھڑکی نہ دی جائے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کو بیان فرماتے رہیں۔

۱۴؍ (صفحہ ۱۶۹ سورۃ ۱۰۳۔ آیات ۱۔ ۳) امام رازی اپنی تفسیر کبیر میں اس سورۃ کی تشریح فرماتے ہوئے صاف طور پر فرماتے ہیں۔

"اس میں وعید سخت ہے۔ اس لئے کہ خدا تعالےٰ نے خسارہ کا حکم لگایا ہے تمام لوگوں پر سوائے اُس کے جو اِن چار چیزوں پر کاربند ہو۔ اور وہ ایمان، عملِ صالح، تواصی بالحق و تواصی بالصبر ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نجات ان چاروں کے مجموعہ پر منحصر ہے۔ اور یہ کہ جس طرح ہر ایک مکلف شخص کو ان چیزوں کا حاصل کرنا ضروری ہے جو اس کے نفس کے لئے خاص ہیں۔ اُسی طرح وہ اُمور بھی ضروری ہیں جو غیروں سے تعلق رکھتے ہیں۔ منجملہ اِن کے مذہب کی طرف دعوت دینا۔ اور خیر خواہی کرنا۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا۔ اور تواصی کو مکرر لائے ہیں۔ تاکہ پہلا لفظ دعوت الی اللہ پر دلالت کرے۔ اور دوسرا لفظ اس پر ثابت قدم رہنے پر۔ یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ حق ایک بھاری چیز ہے۔ اور بہت سی تکلیفیں اس کے لئے لازمی ہیں۔ اس لئے تواصی بالصبر کا حکم دیا گیا ہے۔"

میں اشارہ ہوا۔ پھر بقیہ آیات میں براہ راست خطاب ہوا کہ شاید اس نابینا کو نصیحت ملتی تو اس کے لئے مفید ہوتا (آیت ۳-۴) رہے وہ متکبر سردارانِ قریش جن کو دعوتِ حق کی پروا نہیں (آیت ۵) تو اُن کے واسطے فکر و تردّد (آیت ۶) بیجا ہے کیونکہ اُن کے عدم تطہیر کی ذمہ داری رسولؐ پر نہیں (آیت ۷) اور وہ (ابن اُم مکتومؓ) جو تمہارے پاس دوڑا آتا ہے، اور اُسے ڈر ہے (آیت ۸-۹) کہ آپ سے ملاقات ہو یا نہ ہو، یا ٹھوکر لگ جائے یا کُفار ستانے لگیں تو اے پیغمبرؐ! ایسے شخص سے غفلت کرنا مناسب نہیں!

۶ (صفحہ ۱۰۷، سورۃ ۸۵۔ آیت ۳) اکثر بزرگوں نے "شاہد و مشہود" کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ "وہ جو حاضر ہے اور وہ جو حاضر کیا جائے۔" اور مجازاً بالترتیب روز جمعہ اور روز عرفہ سے مراد لی ہے۔

۷ (صفحہ ۱۰۷، سورۃ ۸۵۔ آیت ۴-۸) روایت ہے کہ ایک بادشاہ کا ایک لے پالک بیٹا تھا، وہ اُسے جادو سیکھنے کے لئے ایک ساحر کے پاس بھیجتا تھا۔ مگر وہ اس زمانہ کے ایک خدا رسیدہ بزرگ سے دینِ حق سیکھنے لگا اور اللہ تعالیٰ نے اُسے صاحبِ کرامت کا درجہ عطا فرمایا جس کے باعث بہتیری خلقت ایمان لائی۔ بادشاہ ناراض ہوا، اور ایمان والوں کو ستانے اور اُن سے بدلہ لینے کے لئے اُنھیں آگ بھری خندقوں میں ڈال کر شہید کرنے کا بندوبست کیا، لیکن اللہ کا غضب اُسی پر آیا۔ اور وہ بادشاہ اور اُس کے امیر خود ہی تباہ ہوئے۔

۸ (صفحہ ۱۱۳ سورۃ ۸۶۔ آیت ۶) انسانی جان کے وجود میں آنے کے لئے مرد اور عورت کے جسم سے نکلے ہوئے مادّوں کا امتزاج ضروری ہے۔ اِس کے بعد ہی رحمِ مادر میں بچّہ کی پرورش ہوتی رہتی ہے۔ اِن آیات میں اِس فطری حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۹ (صفحہ ۱۲۷، سورۃ ۸۹۔ آیات ۱-۴) حضرت شاہ صاحبؒ نے 'فجر' سے یومِ حج کی صبح مُراد لی ہے۔ دس راتوں سے مراد اُس سے پہلے کی دس راتیں ہیں۔ اور جُفت سے اور طاق سے اِشارہ رمضان کے آخری عشرہ سے ہے۔ اور اخیر میں اُس رات کی طرف اِشارہ ہے جب حضرت رسول اللہؐ معراج کے لئے روانہ ہوئے۔ علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں یہاں مختلف چیزوں کا تقابل دِکھایا گیا ہے۔ صبح کے مقابلہ میں جاتی ہوئی رات کا، جُفت کے مقابلہ میں طاق کا، اور دس راتوں کا تقابل یوں ہے کہ قمری مہینہ کی شروع کی دس راتیں اوّل روشن ہوتی ہیں اور پھر تاریک اور آخری راتیں اوّل تاریک ہوتی ہیں اور بعدہٗ روشن۔ گویا اس اختلاف اور تقابل سے مقصود ہے کہ آدمی کو عیش و آرام اور تنگی و فراخی کے حالات بدل بدل کر آتے رہتے ہیں۔ حق تعالیٰ خالقِ اضداد ہے۔ یہ آفاقی نشانیوں سے بھی ظاہر ہے اور انسان کے بدلتے ہوئے حالات سے بھی۔

۱۰ (صفحہ ۱۲۷، سورۃ ۸۹۔ آیات ۶-۸) یہ قوم عاد نامی شخص سے منسوب تھی۔ ان میں ایک قبیلہ 'ارم' بھی تھا۔ بڑی ستونوں والے یعنی ستونوں پر اونچی اونچی عمارتیں کھڑی کرنے والے، یا ڈیل ڈول میں ایسے اونچے جیسے ستون

پاک ہو خواہ وہ رنگ و نسل کی بنیاد پر ہوں یا زبان و ملک کے اختلاف کے باعث۔

۳۔ معاشی نظام میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ان ساری انفرادی و اجتماعی ذہنی و جسمانی اور مادی و روحانی صلاحیتوں اور نعمتوں کا "اِنفاق" یعنی صحیح، مناسب، بامقصد اور بھرپور استعمال۔ اس اُصول کا اہم ترین اور بنیادی مظہر زکوٰۃ کے طور پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں مال و دولت کے علاوہ دوسری شکلوں مثلاً علم و اخلاق، صحت و فراغ کی صورت میں بھی انسان کو عطا کی گئی ہیں۔ ان ساری نعمتوں کا "اِنفاق" فی سبیل اللہ ہو یعنی اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں پر اور نسلِ انسانی کی اجتماعی فلاح و بہبود کی خاطر۔

یہ باتیں اُسی وقت ممکن ہیں جبکہ آخرت اور یومِ حساب پر یقین کامل ہو کہ اس دن ہم پر اعمال کی جواب دہی لازم ہوگی ـــــ اپنے رب کی ان ہدایات پر عمل کرنے والے ہی دنیا اور آخرت میں کامران و سرسبز ہوں گے۔

۳۔ صفحہ ۶۹، سورۃ ۷۹۔ آیات ۱۔۵) مختلف کام کرنے والے فرشتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ فرشتے[۱] جو بوقتِ مرگ کافر کی رگوں میں ڈوب کر اُس کی جان سختی سے گھسیٹ نکالتے ہیں۔ وہ فرشتے[۲] جو مومن کی جان کی گرہ نرمی سے کھول دیں اور اُس کی روح خوشی خوشی عالمِ پاک کی طرف دوڑے۔ وہ فرشتے[۳] جو نیک و بد روحوں کو لئے یوں تیزی سے جائیں جیسے تیرتے ہوں، پھر وہ فرشتے[۴] جو تیزی سے آگے بڑھیں، اور پھر وہ فرشتے[۵] جو ارواح کے ثواب و عذاب اور تکوینی نظام پر مامور ہوں۔

۴۔ (صفحہ ۷۱ سورۃ ۷۹۔ آیات ۱۵ ـ ۲۶) اِشارہ بہ قصۂ موسیٰؑ و فرعون۔ وادیِ طُویٰ کے مقام پر اللہ تعالیٰ کا حکم موسیٰؑ کو، فرعون کو سنوارنے اور ہدایت دینے کی کوشش، بڑی نشانی یعنی عصائے موسیٰ کا اژدہے میں تبدیل ہونا، فرعون کا جُھٹلانا اور نہ ماننا، سرکشی، خود کو سب سے بڑا رب کہنا ـــ نتیجہ دوسرے عالم میں عذابِ دوزخ، اِس دنیا میں غرقِ آب، یعنی اللہ تعالیٰ کی ڈانٹ کی ایک مثال جو فرعون جیسے جابر اور طاقتور بادشاہ کو پیش آئی، پھر کیسی ہوگی قیامت کی وہ ڈانٹ جس کی طرف اشارہ ہے آیات ۱۳ و ۱۴ میں ۔ مگر اس قصہ سے سبق اور عبرت وہی لوگ حاصل کریں گے جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔

۵۔ (صفحہ ۷۷ سورۃ ۸۰۔ آیات ۱ ـ ۱۰) رسولِ اکرمؐ چند سردارانِ قریش کے سامنے تبلیغ اسلام فرما رہے تھے اور قدرتاً دل میں یہ خیال تھا کہ اِن بااثر لوگوں کے دلوں میں دعوتِ اسلام گھر کر گئی تو اشاعتِ اسلام میں بڑا مفید اضافہ ہوگا۔ اسی اثنا میں ایک نابینا صحابی (آیت ۲) حضرت ابن مکتومؓ آگئے اور رسول اکرمؐ کی اہم مصروفیت کو نہ سمجھتے ہوئے رسول اللہ سے کچھ سوالات کرنے لگے، قدرتاً رسول اکرم کو یہ مداخلت ناگوار گزری، پیشانی پر شکن آئی اور دوسری جانب رُخ کرلیا (آیت ۱) فوراً ہی سورۃ نازل ہوئی اور پہلی دو آیتوں میں رسولِ اکرم کے اِنقباض کی طرف نرم انداز میں صیغۂ غائب

ضمیمۂ تشریحات

"رحمان ورحیم" دونوں صیغۂ مبالغہ ہیں، از مصدر "اَلرَّحْمہ" = پاک وہند کے اُردو داں مسلمانوں میں یہ دونوں الفاظ عام ہیں۔ اِن الفاظ کا کوئی ایسا ترجمہ جو مفہوم کو مکمّل طور پر ادا کر سکے کسی زبان میں بھی تقریبًا ناممکن ہے۔ لفظ "رحمان" صرف اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ بقول امام راغبؒ "رحمان کا اطلاق اُس ذات پر ہوتا ہے جس نے رحمت کی وسعت میں ہر چیز کو سمو لیا ہے"۔ یعنی "رحمِ کل" یا "رحمتِ کُل"۔ "رحیم" وہ ہستی جس کا کام یہی ہے کہ اس کی جانب سے کائنات کے لئے رحم یا رحمت کا بہیم نزول ہوتا رہے۔ چنانچہ بعض مترجمین نے اس کا ترجمہ "بار بار رحم کرنے والا" کے الفاظ سے کیا ہے۔ اگر اُردو زبان میں تخلیقِ الفاظ کی اجازت مِل سکے تو میں 'رحمتِ کل' کی مناسبت سے 'رحیم' کا ترجمہ 'رحمت کار' کی ترکیب جدید سے کرنے کی جرارت کروں گا۔ خصوصًا امام الہندرحؒ کی تقلید میں کہ موصوف نے اپنے فارسی ترجمۂ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ 'حکیم' کے لئے "استوار کار" کا لفظ استعمال کیا ہے جو غالبًا کُتبِ لُغت یا شعرائے کلام میں نہ مِل سکے گا۔ شاہ صاحبؒ کے عظیم اِمتیازی کارناموں میں سے یہ بھی ہے کہ اُنہوں نے قرآنی اصطلاحات وصفاتِ الٰہی کی مختصر ترین وضاحت بہ طرزِ ترجمہ کے لئے اکثر بہت ہی بلیغ تراکیب اختراع کی ہیں = (لفظ 'کار' کی معنی خیزی کے لئے ملاحظہ ہو نور اللُّغات) 'رحمان' و 'رحیم' کے وسیع مفہوم نیز اختصار اور صوتی آہنگ کا خیال کرتے ہوئے میں نے جن سورتوں کا انگریزی ترجمہ کیا ہے وہاں "بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم" کا ترجمہ

In the name of Allah,
The All-Gracious, The Ever-Merciful.

کے الفاظ سے کیا ہے۔ اسی طرح ہندی میں 'رحمان' و 'رحیم' کا ترجمہ —— پُورن دَیالو — کِرپا کار —— مناسب معلوم ہوتا ہے۔ (اور غالبًا بنگلہ کے لئے بھی)۔

ان خیالات کے تحت شاید علمائے کرام اور زباں داں حضرات 'رحمان' و 'رحیم' کے اردو ترجمہ کے لئے مجوزہ تراکیب 'رحمتِ کل' اور 'رحمت کار' کو پسند فرمائیں۔ (غالبًا یہ اندیشہ بیجا ہو گا کہ صرف بعض جدید تراکیب مثلاً 'صنعت کار' 'قلم کار' وغیرہ کی قُربت کی وجہ سے لفظ 'رحمت کار' کو 'رحیم' کی وضاحت کے لئے قبول کرنے میں تامّل کیا جائے گا)

۲ سورۂ بقر کی ابتدائی ۵ آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے نسلِ انسانی کی ہدایت کے واسطے چند بنیادی شرطیں بیان فرمائی ہیں۔

اِنفرادی طور پر قلب وروح میں ایمانِ محکم' تاکہ ہر فرد اپنے اعمال میں ایک مثبت نظریہ رکھے اور صحیح راستہ پر بغیر کسی وسوسہ اور بدگمانی کے 'پورے تیقّن کے ساتھ گامزن رہے۔

معاشرتی زندگی میں پابندی وتنظیم سے قیامِ عبادت اور پیہم نیک عمل جو انسانوں میں اخوّت اور باہمی تعاون کے جذبات پیدا کرے۔ پوری انسانی برادری میں وحدت کا احساس بیدار ہو اور انسانی معاشرہ ہر قسم کے تعصّبات سے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تفصیل رموزِ اوقافِ قرآن مجید

قرآنِ کریم کی عبارت گفتگو کے انداز میں ہے۔ اکثر مقامات پر صحیح مفہوم کی ادائیگی کے لئے ٹھہرنا پڑتا ہے کہیں کم کہیں زیادہ۔ اکثر کہیں ٹھہر جانے سے مطلب میں فرق واقع ہوتا ہے۔ گفتگو کے ایسے مختلف مقامات کو تحریر میں واضح کرنے کے لئے چند اشارات مقرر ہیں انھیں کو "رموزِ اوقاف" کا نام دیا گیا ہے مختصر اشارے متن قرآنی کے نیچے ہر صفحہ پر دے دئے گئے ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

ۃ نشانِ آیت۔ یہ گول ت (ۃ) وقف تام کی علامت ہے۔ یہاں بات پوری ہو جاتی ہے۔ ٹھہرنا لازمی ہے۔

م نشانِ وقف لازم۔ یہاں ٹھہرنا ضروری ہے ورنہ مفہوم بدل جانے کا احتمال ہے۔ مثلاً "اُٹھو۔ مت بیٹھو" میں اُٹھنے کا حکم اور بیٹھنے کی ممانعت ہے۔ لیکن اگر آپ لکھیں "اُٹھو مت۔ بیٹھو" تو اس میں اٹھنے کی ممانعت اور بیٹھنے کا حکم ہے جو خلاف منشائے قائل ہوگا۔

ط وقف مطلق۔ ٹھہرنا چاہئے۔ لیکن یہاں کہنے والے کا مطلب تمام نہیں ہوتا کیونکہ وہ کچھ اور کہنا چاہتا ہے۔

ج 〃 جائز۔ ٹھہرنا بہتر۔ نہ ٹھہرنا جائز۔

ز 〃 مجوز۔ نہ ٹھہرنا بہتر۔

ص 〃 مرخص۔ یہاں مِلا کر پڑھنا چاہئے۔ لیکن اگر تھک جاؤ تو ٹھہرنے کی رخصت یا اجازت ہے۔

صلے یہاں مِلا کر پڑھنا بہتر ہے۔ (الوصل اولیٰ کا اختصار)

ق یہاں نہ ٹھہرنا چاہئے۔ (قیل علیہ الوقف کا اختصار)

صل کبھی ٹھہرا جاتا ہے کبھی نہیں۔ لیکن ٹھہرنا بہتر ہے۔ (علامت قد یوصل)

قف یعنی ٹھہر جاؤ۔ یہ علامت خاص طور سے وہاں استعمال ہوتی ہے جہاں پڑھنے والے کے لئے مِلا کر پڑھنے کا احتمال ہوتا ہے۔

سکتہ کسی قدر ٹھہرنا چاہئے مگر سانس نہ ٹوٹے۔

وقفہ لمبے سکتہ کی علامت۔ سکتہ کے مقابلہ میں زیادہ ٹھہرئیے۔ مگر سانس نہ ٹوٹے۔

لا بمعنی "نہیں"۔ اگر عبارت کے اندر ہو تو ہرگز نہ ٹھہرے اگر آیت کے اوپر ہو تو بعض علما کے نزدیک ٹھہرنا چاہئے بعض کے نزدیک نہیں۔ لیکن مطلب میں فرق نہ پڑے گا۔

نشانات حصہ ترجمہ "تعلیم الکتاب"

	عربی خط میں الفاظ رابط یا الفاظ توضیحی	=	ختم مطلب دورانِ آیت۔	!	استعجاب، ندائیہ
،	ہلکا وقفہ	— —	توضیحی گریز، فقرۂ معترضہ	:	آغاز گفتگو
—	زائد وقفہ	؟	سوالیہ نشان		

النّاس ۱۱۴ - مدنی آیات ۶ رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ بولو: پناہ اُس کی، رب ہے جو اِنسانوں کا!

۲ شاہنشاہ جو ہے اِنسانوں کا!!

۳ معبود جو ہے اِنسانوں کا!!!

۴ — پناہ بدی سے شک شبہہ، وسوسہ ڈالنے والے کی،

— وہ جو ہے چھُپنے والا، ہٹنے والا!

۵ وہ جو ڈالے شک شبہے، وسوسے،

سینوں میں اِنسانوں کے،

۶ خواہ وہ ہو جِنّاتوں سے، خواہ وہ ہو اِنسانوں سے! ع

۴) "شیطان گناہ پر سنکارے، آپ نظر نہ آئے" (م-ق)۔ خارجی عناصر مثل تاریکی اور حسد انسان کے لئے باعثِ پریشانی و انتشار ہیں۔ داخلی عناصر میں انسان کی اپنی بدگمانیاں اور وسوسے اُس کے لئے انتشار و احساسِ کمتری کا باعث ہیں جو خیالات اُس کی قوتِ عمل کو مفلوج، اُس کی منزل کو اوجھل اور اُس کو راہ سے بے راہ کر دیتے ہیں۔ وہ مختلف نفسیاتی امراض کا شکار ہو جاتا ہے۔ سورۂ فلق و ناس کی دعاؤں پر ایمان، اِن کا وِرد اور ان پر عمل مثبت شخصیت کی تشکیل کا باعث ہوتی ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اِن سے بڑھ کر پناہ کی کوئی دُعا نہیں۔

م-ق = مصحف القرآن: ف-۵-۵ از محمود الحسن

سُوۡرَةُ النَّاسِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ سِتُّ اٰيَاتٍ بِرُكُوْعِهَا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

١ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ
٢ مَلِكِ النَّاسِ ۙ
٣ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ
٤ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۙ۬ الۡخَنَّاسِ ۙ
٥ الَّذِىۡ يُوَسۡوِسُ فِىۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۙ
٦ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱۔ کہہ پناہ پکڑتا ہوں میں ساتھ پروردگار لوگوں کے۔ ۲۔ بادشاہ لوگوں کے۔ ۳۔ معبود لوگوں کے۔ ۴۔ بُرائی وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کی سے۔ ۵۔ وہ جو وسوسہ ڈالتا ہے بیچ سینے لوگوں کے۔ ۶۔ جنوں میں سے اور انسانوں میں سے

آیت: ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ٹھہرنا چاہیے: ٹھہرنا بہتر:
کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: نہ ٹھہرو: کہیں ٹھہرنا کبھی نہیں:

سورۂ فلق ۱۱۳ - مدنی آیات ۵ رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ بولو: پناہ اُس کی، جو رب ہے نور کے تڑکے کا!
۲ — پناہ بَدی سے اُن ساری چیزوں کی جو اُس نے کی پیدا!
۳ اور بدی سے اندھیرا اندھیرا پھیلانے والے کی،
جب چھائے اندھیرا گھُپ!
۴ اور بدی سے اُن کی، جو پھونکیں ماریں گرہوں میں!
۵ اور بدی سے حاسِد کی، جب وہ کرے حَسَد! ع

۱) "الفلق" - پھاڑنا، ایک ٹکڑے کو دوسرے سے الگ کرنا۔ "تڑکنا" اُردو مصدر۔ "نور کا تڑکا" وہ وقت جب رات کی تاریکی چھٹے اور نورِ صبح ظاہر ہو۔ ۲) ہر مخلوق جس میں بدی ہو اُس کی بدی سے پناہ (عثمانیؒ) ۳) "سب تاریکیاں ظاہر و باطن کی، اور تنگدستی پریشانی گمراہی" (ع-ق)، الظُّلمُ ظُلُمٰتٌ یومَ القیامۃ (حدیث شریف) ظُلم روزِ قیامت کے اندھیرے ہیں۔ گویا اُردو محاورہ میں "اندھیر کو تم سمجھو قیامت کے اندھیرے" ظالم اندھیر کرتا ہے اندھیرا پھیلاتا ہے۔ اُس کے شر سے پناہ ملے گی تو اُس رب کے پاس جو "رات کی ظلمت پھاڑ کر صبح کی روشنی نمودار کرتا ہے" (عثمانیؒ) ۵) جب حاسد کا حسد اتنا بڑھے کہ محسود کے درپے آزار ہو جائے۔ حاسد کی نفسیات اس کے لئے بھی مضر اور دوسروں کے لئے بھی۔

ع-ق = عمدۃ القرآن [illegible]

سُوْرَةُ الفَلَقِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

۱ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (لا)
۲ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (لا)
۳ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ
اِذَا وَقَبَ (لا)
۴ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الْعُقَدِ (لا)
۵ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ ع

ترجمہ شاہ رفیع الدین

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱۔ کہہ پناہ پکڑتا ہوں میں ساتھ پروردگار صبح کے۔ ۲۔ برائی اس چیز کی سے کہ پیدا کیا ہے۔ ۳۔ اور برائی اندھیرا کرنے والی کی سے جس وقت چھپ جاوے۔ ۴۔ اور برائی پھونکنے والیوں کی سے بیچ گرہوں کے۔ ۵۔ اور برائی حسد کرنے والے کی سے جب حسد کرے

رموز اوقاف

آیت: ۝ ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیے: ج ٹھہرنا بہتر
کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: (لا) کسی ٹھہرنا کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ۱۹۲

سورۂ اخلاص ۱۱۲ - مکی آیات ۴ رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ بولو؛ وہ اللہ، ہے وہ ایک!
۲ اللہ ــــــ نرادھار، بے نیاز!
۳ نہ اُس نے کی اولاد کوئی پیدا،
اور نہ کسی سے وہ پیدا!
۴ اور نہیں ہے اُس کے برابر والا کوئی ایک! ع

تشریحات

۱) توحیدِ الٰہی کے اِس اِقرار سے مجوسیوں اور اہلِ ہنود کے عقائد کی تردید ہوتی ہے، جن کے نزدیک دو خدا ہیں یا بائیس کروڑ دیوتا ہیں۔ ترجمہ شاہ عبدالقادرؒ ۔ "اللہ نرادھار (بے نیاز) ہے"۔ ۲) اللہ کسی کا محتاج نہیں، سب اُس کے محتاج ہیں۔ وہ ساری خواہشات سے پاک ہے۔ اِس آیت سے اُن عقاید کی تردید ہوتی ہے جن کے مطابق تخلیقِ کائنات کے واسطے خالق کے علاوہ مادّہ اور روح کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔
۳) اِس آیت سے مسیحیوں، یہودیوں اور دیگر مذاہب کے عقاید کی تردید ہوتی ہے جن میں خدا کو کسی کی اولاد یا کسی کو خدا کی اولاد ہونے یا اُس کی جورو یا ہمسر کے وجود کی ترویج کی جاتی ہے۔

م-ق = موضح القرآن: ف-م = ترجمہ محمود حسن

سُوْرَةُ الْإِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ أَرْبَعُ آيَاتٍ رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ج
۲ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ج
۳ لَمْ يَلِدْ
وَلَمْ يُوْلَدْ لا
۴ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ ع

ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱۔ کہہ اے محمدؐ وہ اللہ ایک ہے۔ ۲۔ اللہ بے احتیاج ہے۔ ۳۔ نہیں جنا اس نے اور نہ جنا گیا۔ ۴۔ اور نہیں ہے واسطے اس کے برابری کرنے والا کوئی

تفصیل صفحہ ۱۹۲

رموز اوقاف

آیت: ۃ مـ قف ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیے: ج ٹھہرنا بہتر:
ؔ کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ص صلے ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں:

سورۂ لہب ۱۱۱ - مکی　　　آیات ۵　　　رکوع ۱

نامِ سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ ٹوٹے ابو لہب کے ہاتھ — اور ٹوٹا وہ بھی آپ!

۲ کام نہ آیا اُس کے کچھ بھی اُس کا مال،
اور نہ جو کچھ اُس نے کمایا تھا!

۳ جلد پڑے گا آگ میں — شعلہ والی آگ میں!

۴ اور جُورُو اُس کی — لادنے والی سر پر گٹھے لکڑی کے!

۵ اُس کی گردن میں ہے رسّی، کھجور کے ریشوں کی!! ع

ابولہب حضرتؐ کا سگا چچا تھا۔ کفر کے باعث حضرتؐ کی ضد میں رہتا۔ آپ پر پتھر پھینکتا، دیوانہ کہتا اور ہاتھ جھٹک کر بددعائیں دیتا اور بدکلامی کرتا۔ اُس کی جورو بھی سخت عداوت کرتی۔ کنجوسی کی وجہ سے جنگل سے لکڑیاں سر پر لاتی اور کانٹے حضرت کی راہ میں ڈال دیتی۔ دونوں کا انجام بُرا ہوا۔ غزوۂ بدر کے بعد ابولہب کے جسم پر ایک زہریلا دانہ نکلا۔ گھر والوں نے الگ ڈال دیا۔ وہیں مرا۔ اُس کی عورت کی موت یوں ہوئی کہ اس کے گلے میں خود اس کی رسّی پھنس گئی۔ ابولہب کا مال دولت کچھ اُس کے کام نہ آیا۔

سُوْرَةُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱ تَبَّتْ يَدَاۤ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ

۲ مَاۤ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ

وَمَا كَسَبَ

۳ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۚ لا

۴ وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ

۵ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ع

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱۔ ہلاک ہوجیو ہاتھ ابی لہب کے اور ہلاک ہو وہ۔ ۲۔ نہ کفایت کیا اس کو مال اس کے نے اور جو کچھ کمایا تھا۔
۳۔ شتاب داخل ہوگا آگ شعلہ والی میں۔ ۴۔ اور جورو اس کی اٹھانے والی ہے لکڑیوں کی۔ ۵۔ بیچ گردن
اس کی کے رسّی ہے پوست کھجور کی سے

ترجمہ شاہ رفیع الدین

رموز اوقاف

آیت ⓘ م وقف ٹھہرو: (اظہارِ رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیے ج ٹھہرنا بہتر
سکتہ کم ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: صلے ۔ صلی ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ۱۵۲

سورۂ نصر ۱۱۰ - مدنی — آیات ۳ — رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ اے پیغمبر! جب آئے مدد اللہ کی، اور جب ہو مکّہ فتح!
۲ اور تم دیکھو لوگوں کو داخل ہوتے اللہ کے دین میں کثرت سے!
۳ پس، بولو پاکی اپنے رب کی —— ساتھ ساری خوبی کے،
اور مانگتے رہنا اُس کی بخشش!
بیشک ہے وہ معافی دینے والا، توبہ سُننے والا! ع

۱-۳) حضرتؐ کی اخیر عمر میں مکہ فتح ہوا۔ باشندگانِ عرب جوق در جوق کثرت سے اللہ کے دین میں داخل ہونے لگے، حضورؐ کا کام دُنیا میں پورا ہوا اور اللہ کا وعدہ سچا ہوا۔ یہ سورہ نازل ہوئی کہ حضرتؐ اُمّت کے گنا بخشوائیں، اُمّت کے لئے دُعا فرمائیں۔ حضورؐ نے جان لیا کہ اب دنیاوی کام پورا ہوا اور آخرت کا سفر درپیش ہے۔

م-ق = موضح القرآن: ف-م = ترجمۂ محمود الحسن

سُوْرَۃُ النَّصْرِ مَدَنِیَّۃٌ — وَھِیَ ثَلٰثُ اٰیٰتٍ — رُکُوْعُھَا ١

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

١ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَ الْفَتْحُ ۝
٢ وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا ۝
٣ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ
وَ اسْتَغْفِرْہُ ط
اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ۝

ترجمہ شاہ رفیع الدین

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

١۔ جب آوے مدد خدا کی اور فتح ہو کہ۔ ٢۔ اور دیکھے تو لوگوں کو داخل ہوتے ہیں بیچ دین اللہ کے فوج فوج
٣۔ پس پاکی بیان کر ساتھ تعریف پروردگار اپنے کے اور بخشش مانگ اس سے تحقیق وہ ہے پھر آنے والا۔

رموز اوقاف

آیت: ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیے: م ٹھہرنا بہتر
کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: صل ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں

سورۂ کافرون - مکی — آیات ۶ — رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ اے پیغمبر! تُم کہہ دو: سُن لو، اے کافرو!
۲ میں تو کرتا نہیں عِبادت جِس کی تم سب پُوجا کرتے ہو!
۳ اور نہیں تم کرنے والے عبادت اُس کی،
جس کی عبادت میں خود کرتا ہوں!
۴ اور، میں نہ بنوں پُجاری اُس کا،
جِس کی تم سب پوجا کرتے ہو!
۵ اور نہ ہوگے تم عبادت کرنے والے اُس کی
جس کی عبادت میں خود کرتا ہوں!
۶ تُمھارے ساتھ تمھارا دین، تمھاری راہ! اور میرے ساتھ ہے میرا دین، میری راہ!

ع

۱-۶) کُفار کی ضِد کا جواب دیا گیا ہے۔ توحید کے بنیادی مسئلہ پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔ مومن اور کافر کے راستے الگ الگ ہیں۔

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ — وَهِيَ سِتُّ اٰيَاتٍ — رُكُوْعُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ (لا)

۲ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ (لا)

۳ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ

مَآ اَعْبُدُ

۴ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ

مَّا عَبَدْتُّمْ (لا)

۵ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ

مَآ اَعْبُدُ

۶ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ع

ترجمہ شاہ رفیع الدین

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱۔ کہہ اے کافرو۔ ۲۔ نہیں عبادت کرتا میں اس چیز کو کہ عبادت کرتے ہو تم۔ ۳۔ اور نہیں تم عبادت کرنے والے اس چیز کی کہ عبادت کرتا ہوں میں۔ ۴۔ اور نہیں میں عبادت کرنے والا اس چیز کو کہ عبادت کرتے ہو تم۔ ۵۔ اور نہیں تم عبادت کرنے والے اس چیز کو کہ عبادت کرتا ہوں میں۔ ۶۔ واسطے تمہارے دین تمہارا اور واسطے میرے دین میرا

رموز اوقاف

آیت: ٹھہرو (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیے: ج ٹھہرنا بہتر: سکتہ کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: صلی قلے ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کبھی ٹھہر، کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ۱۹۲

سورۂ کوثر ۱۰۸ - مکی آیات ۳ رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ اے پیغمبر! بیشک ہم نے، ہاں ہم نے عطا کی تم کو، کوثر اور بڑی کثرت!

۲ سو، تم پڑھو نمازیں اپنے رب کے لیئے، اور کرو قربانی!

۳ ہاں، وہ تمہارا دشمن! بیشک وہ تو رہا بے نام نشان!! ع

۱) "کوثر" کے معنی خیرِ کثیر، اور مُراد ہر قسم کی دینی و دنیوی دولتوں سے ہے۔ "اِن نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت وہ "حوضِ کوثر" بھی ہے۔ . . . جس کے پانی سے آپؐ اپنی اُمّت کو محشر میں سیراب فرمائیں گے" (تفسیر عثمانی) اِس کا پانی، شہد سے زیادہ شیریں اور دودھ سے زیادہ سفید۔ میدانِ حشر میں جس نے اِس کو پیا وہ پھر پیاس نہ محسوس کرے گا۔ ۳) "ابتر" بہ معنی 'دُم کٹا، بے نسل، بے نام و نشان۔ کافر رسولؐ اللہ کو کہتے تھے کہ ان کی اولادِ نرینہ نہیں ہے۔ بعد میں کون اِن کا نام لیوا ہوگا۔ آج وہ کُفّار بے نام و نشان ہیں۔ حضورؐ کی اولادِ روحانی و جسمانی۔ اُن کے نام لیوا۔ سارے عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔

سورۃ الکوثر مکیۃ وھی ثلث آیات رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۱ اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ
۲ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انۡحَرۡ
۳ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الۡاَبۡتَرُ

ترجمہ شاہ رفیع الدین

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱. تحقیق دی ہم نے تجھ کو کوثر۔ ۲. پس نماز پڑھ واسطے پروردگار اپنے کے اور قربانی کر۔ ۳. تحقیق دشمن تیرا وہی ہے بے نسل

رموز اوقاف

آیت: ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ٹھہرنا چاہیے: ٹھہرنا بہتر:
کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں:

تفصیل صفحہ ۱۶۱

سورۂ ماعونؔ ۱۰۱ - مکّی — آیات ۷ — رکوع ۱

نامِ سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ کیا دیکھا تم نے اُس کو، جو جُھٹلائے دین کے رستہ کو، اُس کی منزل کو؟

۲ سو، یہ تو وہی ہے جو دھکّا دیوے یتیم کو!

۳ اور نہ کرے وہ لوگوں کو تاکید مسکین کو کھانا دینے پر!

۴ پس، ہائے خرابی ایسی نمازیں پڑھنے والوں کی!

۵ وہ جو اپنی نمازوں سے غفلت کرتے ہیں،

۶ ہاں، وہ جو ریاکاری اور دِکھاوے کرتے ہیں!

۷ اور کرتے ہیں انکار برتنے والی چیزوں تک کو مانگے پر بھی دینے سے! ع

۱-۷) ظاہرداری کی نمازیں پڑھنے والے اپنی نماز کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ اگر مکارمِ اخلاق کو عمل میں نہیں لاتے، مثلاً یتیموں کی تحقیر کرتے ہیں، یا محتاجوں کو کھانا دینے سے گریز کرتے ہیں، حتّٰی کہ معمولی استعمال کی چیزوں کو بھی عاریتاً دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے، تو ایسے لوگ اپنی اِن حرکتوں اور حقیقتِ عبادت کی بے خبری سے 'دین' کو اور 'روزِ جزا' کو جُھٹلاتے رہتے ہیں۔ ؎

عبادت بجز خدمتِ خلق نیست — بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست — سعدیؒ

یہی ہے عبادت، یہی اصلِ ایماں — کہ دُنیا میں کام آئے انساں کے انساں! — حالیؒ

ص-ق = مرج القرآن: ص-ع = ترجمۂ محمود الحسن

سُوْرَةُ المَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعُ اٰيَاتٍ رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ
۲ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۙ
۳ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ
۴ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۙ
۵ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۙ
۶ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۙ
۷ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ع

ترجمہ شاہ رفیع الدین

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱۔ کیا دیکھا تو نے اس شخص کو کہ جھٹلاتا ہے دن جزا کو۔ ۲۔ پس یہ وہ شخص ہے جو دھکے دیتا ہے یتیم کو۔ ۳۔ اور نہیں رغبت دِلاتا اوپر کھانا دینے فقیر کے۔ ۴۔ پس وائے ہے واسطے ان نماز پڑھنے والوں کے۔ ۵۔ وہ جو نماز اپنی سے بے خبر ہیں۔ ۶۔ وہ جو دکھلاتے ہیں لوگوں کو۔ ۷۔ اور منع کرتے ہیں برتنے کی چیز سے۔

رموز اوقاف

آیت: ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف' بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیے: ج ٹھہرنا بہتر
سکتہ کچھ ٹھہرو' سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو' سانس نہ ٹوٹے: صلے ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کبھی ٹھہرنا' کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ۱۵۲

سورۂ قریش ۱۰۶ - مکی آیات ۴ رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ اہلِ قریش کی اُس اُلفت، چاہت کی خاطر،

۲ ہاں، وہ اُلفت، چاہت اِن کی سیر سفر کی سردی میں اور گرمی میں!!

۳ ایسی اُلفت، چاہت! پس، چاہیئے اِن کو کریں عبادت اِس خانۂ کعبہ والے رب کی،

۴ جس نے کھلایا اِن کو یوں کہ بھوک سے سیری دی!

اور بخشا اِن کو اَمن و امان خوف و خطر سے بھی! ع

۱-۴) قریشِ مکہ خدمتِ کعبہ کے فرائض انجام دیتے تھے۔ دیگر قبائلِ عرب حج کے موقع پر اہلِ قریش کی اِس حیثیت کو دیکھا کرتے تھے اور جب کبھی اُن کے یہاں قریش کا جانا ہوتا۔ جاڑوں میں یمن کی جانب، گرمیوں میں شام کی طرف۔ تو وہ لوگ قریش کی بڑی عزت کرتے۔ خود آپس میں لڑتے، مگر قریش سے پاسِ حرم کے باعث کچھ تعرض نہ کرتے۔ اس طرح قریش کو اپنے سفرِ تجارت سے روزی میسر تھی اور عزت و تکریم کے باعث امن و سلامتی سے بسر کرتے تھے۔ یہ سب خانۂ کعبہ کی بدولت تھا۔ کم از کم اِس دنیاوی آسائش و امن کا لحاظ کرتے ہوئے اہلِ قریش کے لئے لازم تھا کہ ربِّ کعبہ کی بندگی کرتے جس کے باعث وہ فاقہ کشی سے بچے رہتے اور چین سے سفر کیا کرتے۔

م-ف = منبع القرآن: ف-ع = عمر زادہ محمد علی کھیسن

سُوْرَةُ الْقُرَیْشِ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ اَرْبَعُ اٰیٰتٍ رُکُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

۱ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۝ لا
۲ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ۝
۳ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ ۝ لا
۴ الَّذِیْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ۬
وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝ ع

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱۔ واسطے الفت دلانے قریش کے۔ ۲۔ واسطے الفت دلانے اُن کے کے آتے ہیں بیچ سفر جاڑے کے اور گرمی کے۔
۳۔ پس چاہیے کہ عبادت کریں پروردگار اس گھر کے کو۔ ۴۔ جس نے کھلایا ان کو بھوک سے اور امن دیا ان کو ڈر سے

ترجمہ شاہ رفیع الدین

رموز اوقاف: آیت: ۝ ۝ ۝ ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیے: ج ٹھہرنا بہتر: ز کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ص صلے ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں:

تفصیل صفحہ ۱۹۲

سورۂ فیل ۱۰۵۔ مکی آیات ۵ رکوع ۱

نامِ سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ کیا نہ دیکھا تم نے کیا حال کیا، تمھارے رب نے، ہاتھی والوں کا؟

۲ کیا نہ کر دی اُس نے اُن کی ساری چال غلط؟

۳ اور بھیجیں اُن پر اُڑتی چڑیاں، جھُنڈ کے جھُنڈ!

۴ جِن سب نے ماریں اُن پر کنکریاں پکی مٹی کی!

۵ پس کر ڈالا اُن کو جیسے بھوسہ، چارہ، ہو جو کھایا ہوا!! ع

(۱-۵) اِس سورہ کا تاریخی پس منظر یہ ہے کہ بادشاہِ حبشہ کے گورنر حاکمِ یمن، اَبْرَہَہ کی جانب سے ۵۷۰ء (سالِ ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) میں کوشِش کی گئی تھی کہ قبائلِ عرب، مکہ میں کعبہ کی زیارت کے بجائے صنعا میں ایک نو تعمیر عظیم الشّان گرجے کی زیارت کی طرف راغب ہو جائیں، مگر یہ اسکیم بار آور نہ ہوئی، آخر لوگوں کی عدم توجّہی اور قریش کی مخالفت سے گھبرا کر اَبْرَہَہ نے خانۂ کعبہ کو منہدم کرنے کا منصوبہ بنایا۔ ہاتھیوں کی بڑی فوج لے کر چڑھائی کی، مگر ننھی مُنی اور حقیر چڑیوں کے ذریعہ اُس کی فوج پر جو سنگریزے برسائے گئے اس کے باعث پورا لشکر منتشر ہو گیا اور اَبْرَہَہ بھاگ کھڑا ہوا۔

سُوۡرَةُ الفِيلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمۡسُ اٰيٰتٍ رُكُوۡعُهَا ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

۱ اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِيۡلِ
۲ اَلَمۡ يَجۡعَلۡ كَيۡدَهُمۡ فِىۡ تَضۡلِيۡلٍ
۳ وَّ اَرۡسَلَ عَلَيۡهِمۡ طَيۡرًا اَبَابِيۡلَ
۴ تَرۡمِيۡهِمۡ بِحِجَارَةٍ مِّنۡ سِجِّيۡلٍ
۵ فَجَعَلَهُمۡ كَعَصۡفٍ مَّاۡكُوۡلٍ ع

ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱۔ کیا نہ دیکھا تونے کیونکر کیا پروردگار تیرے نے ساتھ ہاتھیوں والوں کے۔ ۲۔ کیا نہ کردیا مکر اُن کا بیچ گمراہی کے۔ ۳۔ اور بھیجے اُوپران کے پرند جانور جماعت جماعت۔ ۴۔ پھینکتے تھے پتھر کنکر سے۔ ۵۔ پس کردیا ان کو مانند بُھس کھائے ہوئے کے

رموز اوقاف

آیت: ○ ٹھہرو: (اظہارِ رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیے: ج ٹھہرنا بہتر: کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: صلے / قلے ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں

سورۂ ھُمزہ ۱۰۴ - مکی — آیات ۹ — رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ ہے خرابی واسطے ہر بُرائی کرنے والے، غیبت کرنے والے کے!
۲ جس نے جوڑا مال، اور گِن گِن رکھا اُس کو!
۳ سمجھے ہے وہ کہ اُس کا مال ہمیشہ اُس کو رکھے گا!
۴ مگر نہیں! وہ تو ڈالا جائے گا حُطمہ میں — روندنے والی دوزخ میں!
۵ اور تم کیا سمجھے؟ کیا ہے حُطمہ — روندنے والی دوزخ؟
۶ آگ ہے وہ اللہ کی دہکائی ہوئی!
۷ وہ جو اوپر چڑھتی جائے دِلوں تک لوگوں کے!
۸ بیشک وہ اُن لوگوں پر چُن ڈالی گئی!
۹ لمبے لمبے ستونوں بیچ!!! ع

تشریحات

۷) دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے مختلف ہے — وہ تو اللہ کی سُلگائی ہوئی ہے، اور وہ ہر انسان کے دل کو پرکھے گی، اور اس کی اصلیت سے باخبر ہوگی — جس دل میں ایمان ہے وہ اس آگ سے بچا رہے گا۔ کافر کو وہ آگ ہمیشہ جلاتی رہے گی۔

سُوۡرَةُ الهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ | وَهِيَ تِسۡعُ اٰيَاتٍ | رُكُوۡعُهَا ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ
۲ الَّذِىۡ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۙ
۳ يَحۡسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخۡلَدَهٗ ۚ
۴ كَلَّا لَيُنۡۢبَذَنَّ فِى الۡحُطَمَةِ ۖ
۵ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا الۡحُطَمَةُ ؕ
۶ نَارُ اللّٰهِ الۡمُوۡقَدَةُ ۙ
۷ الَّتِىۡ تَطَّلِعُ عَلَى الۡاَفۡـِٕدَةِ ؕ
۸ اِنَّهَا عَلَيۡهِمۡ مُّؤۡصَدَةٌ ۙ
۹ فِىۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝ ع

ترجمہ شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱۔ ویل ہے واسطے ہر عیب کرنے والے غیبت کرنے والے کے۔ ۲۔ جس نے اکٹھا کیا مال اور گنا کیا اس کو۔ ۳۔ جانتا ہے یہ کہ مال اس کا ہمیشہ رکھے گا اس کو۔ ۴۔ ہرگز نہیں یوں البتہ ڈالا جاوے گا بیچ حطمہ کے۔ ۵۔ اور کیا جانے تو کیا ہے حطمہ۔ ۶۔ آگ ہے اللہ کی سلگائی ہوئی۔ ۷۔ وہ جو چڑھ آتی ہے اوپر دلوں کے۔ ۸۔ تحقیق وہ اوپر ان کے دروازے بند کی ہوئی۔
۹۔ بیچ ستونوں لمبے ہوؤں کے

رموز اوقاف

آیت: ۝ ۝ ۝ ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف بغیر دائرہ) ٹھہرنا چاہیے: ٹھہرنا بہتر: کم ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقف زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں:

تفصیل رموز ۱۰۲

سورۂ عصر ۱۰۳ - مکی — آیات ۳ — رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ قسم زمانہ کی!

۲ بیشک انسان ہے ٹوٹے گھاٹے میں!

۳ لیکن، اُن کے سوا، جو لائے ہیں ایمان، اور کرتے رہیں وہ اچھے کام،
اور باہم وہ تلقین کریں، پرچار کریں سچائی کا،
اور باہم وہ تلقین کریں، پرچار کریں صبر سہارے کا! ع

انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے انجام کی بابت اللہ تعالیٰ کی جانب سے "عصر" یعنی "زمانہ" کی گواہی۔ تاریخ شاہد ہے کہ نسلِ انسانی میں، فرد یا جماعت، ہر ایک کے لئے ٹوٹا گھاٹا ہے۔ سوا اس حالت کے کہ لوگ چار بنیادی اُصولوں پر عمل پیرا ہوں یعنی ایمان[۱]، عملِ صالح[۲] (ایمان کی روشنی میں)، باہمی تلقین صبر اور سہارے کی۔ قول و فعل سے ایک دوسرے کو سچے دین کی نصیحت اور شخصی و قومی اصلاح کے راستہ میں سختیوں کا مقابلہ صبر و برداشت سے۔ بقول امام شافعیؒ صرف اسی ایک سورہ کا نزول پوری انسانیت کی ھدایت کے لئے کافی تھا۔ قرونِ اولیٰ میں مسلمان عموماً وقت ملاقات و رخصت اس سورہ کی تلاوت کرتے اور ان اُصولوں کی باہم تلقین کرتے۔

(دیکھئے ضمیمہ تشریحات ۱۰۳)

سُورَةُ العَصرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ رُكُوْعُهَا ١

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

١ وَالۡعَصۡرِ ۙ (لا)
٢ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِىۡ خُسۡرٍ ۙ (لا)
٣ اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۙ
ع وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ۝

ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

١. قسم ہے عصر کی ۔ ٢. تحقیق آدمی البتہ بیچ زیان کے ہے ۔ ٣. مگر جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں ساتھ حق کے اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں ساتھ صبر کے

تفصیل صفحہ ١٩٢

رموز اوقاف

آیت ۝ ط ج ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف بغیر دائرہ) ز ٹھہرنا چاہیئے: ص ٹھہرنا بہتر: سکتہ کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: صلے، قلے ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں۔

سورۃ تکاثر ۱۰۲ - مکی آیات ۸ رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ رکھا تم کو غافل بڑھتی اور بڑھنے کی اِس چاہت نے،

۲ حتّٰی کہ لگے تم گور کنارے !

۳ لیکن ہاں، تم جلدی جانو گے !

۴ پھر ہاں، تم جلدی جانو گے !

۵ مگر نہیں، کاش کہ تم یقین سے جانو اب،

۶ ہاں، تم تو دیکھو گے ہی دوزخ والی آگ !

۷ پھر تم دیکھو گے ہی اُس کو، یقین کی آنکھوں سے!

۸ پھر پوچھا جائے گا تم سے اُس دِن، نعمت اور عیش آرام کی نسبت! ع

۱-۸) دولت اور سبقت کی حرص لوگوں کو دنیا میں غافل رکھتی ہے۔ نہ اُس کے فانی ہونے کا خیال، نہ انجام کی خبر۔ اپنے اعمال کے جو نتائج اِنسان قیامت کے دن دیکھے گا، کاش اُن کا علم وہ اِس دنیا میں ہی یقین اور ایمان کے ذریعہ اپنے دلوں پر مسلط کر لے۔ قیامت کے دن تو آنکھوں سے دیکھ کر یقین لانا پڑے گا۔ اور وہی وقت ہو گا کہ اس دنیا کی عطا کردہ نعمتوں کے بارے میں اُس سے سوال کیا جائے گا۔

سورۃ التکاثر مکیۃ | وھی ثمانی ایات | رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۱ اَلۡھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ۙ

۲ حَتّٰی زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ؕ

۳ کَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۙ

۴ ثُمَّ کَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ؕ

۵ کَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡیَقِیۡنِ ؕ

۶ لَتَرَوُنَّ الۡجَحِیۡمَ ۙ

۷ ثُمَّ لَتَرَوُنَّھَا عَیۡنَ الۡیَقِیۡنِ ۙ

۸ ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ یَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِیۡمِ ۝ ع

ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱۔ غافل کیا تم کو چاہ بہتایت کی نے۔ ۲۔ یہاں تک کہ ملو تم قبروں سے۔ ۳۔ ہرگز نہ یوں البتہ جانو گے تم۔ ۴۔ پھر ہرگز نہ یوں شتاب جانو گے تم۔ ۵۔ ہرگز نہ یوں کاش کہ جانو تم جاننا الیقین کا۔ ۶۔ البتہ دیکھو گے تم دوزخ کو۔ ۷۔ پھر البتہ دیکھو گے تم اُس کو دیکھنا یقین کا۔ ۸۔ پھر البتہ پوچھے جاؤ گے تم اس دن نعمتوں سے۔

رموز اوقاف

آیت: ؀ ٹھہرو: م ط (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ٹھہرنا چاہیے: ج ٹھہرنا بہتر: ز کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ص صلے ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں۔

تفصیل صفحہ ۱۶۲

سورۃ قارعۃ ۱۰۱ ۔ مکی آیات ۱۱ رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ وہ سب کو کھڑکھڑانے والی، سختی، شور، قیامت !

۲ کیا ہے وہ کھڑکھڑانے والی، سختی، شور، قیامت ؟

۳ اور تم کیا سمجھے ؟ کیا ہے وہ کھڑکھڑانے والی، سختی، شور، قیامت ؟

۴ جس دن ہوں گے لوگ پتنگے جیسے، بکھرے بکھرے !

۵ اور ہوں گے پہاڑ جیسے رنگ برنگے دُھنکے اُون !

۶ پس ہے جو ایسا کہ ٹھہرے بھاری اُس کی تول،

۷ تو ہے وہ چَین، خوشی کے جیون میں !

۸ اور ہے جو ایسا، کہ ٹھہرے ہلکی اُس کی تول،

۹ تو اُس کا ٹھکانا ٹھہرا ہاویہ !

۱۰ اور تم کیا سمجھے ؟ ہے کیا وہ ؟

۱۱ — ہاں، آگ دہکتی، جھلساتی !! ع

۱-۳) ترجمہ آیتِ اوّل از حضرت شیخ الہندؒ: "وہ کھڑکھڑا ڈالنے والی"..... "مراد قیامت ہے جو قلوب کو سخت فزع و گھبراہٹ سے اور کانوں کو صوتِ شدیدہ سے کھڑکھڑا دے گی" (تفسیر عثمانیؒ) - ۴) "گویا پروانوں کے ساتھ یہ تشبیہ ضعف، کثرت، بیتابی اور حرکت کی بے انتظامی میں ہوئی" (تفسیر عثمانیؒ)۔

۹-۱۱) "یعنی جو عذاب اُس طبقہ میں ہے کچھ آدمی کی سمجھ میں نہیں آسکتا . . . بس ایک آگ ہے نہایت گرم، دہکتی ہوئی، جس کے مقابلہ میں گویا دوسری آگ کو گرم کہنا ہی نہ چاہیئے۔ اِعاذنا اللہ منہا وسائر وجوہ العذاب بفضلہٖ منہ" (تفسیر عثمانیؒ)

سُوۡرَةُ القَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ إِحۡدٰى عَشۡرَةَ اٰيَةً رُكُوۡعُهَا ١

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

١ اَلۡقَارِعَةُ ۙ
٢ مَا الۡقَارِعَةُ ۚ
٣ وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا الۡقَارِعَةُ ؕ
٤ يَوۡمَ يَكُوۡنُ النَّاسُ كَالۡفَرَاشِ الۡمَبۡثُوۡثِ ۙ
٥ وَتَكُوۡنُ الۡجِبَالُ كَالۡعِهۡنِ الۡمَنۡفُوۡشِ ؕ
٦ فَاَمَّا مَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِيۡنُهٗ ۙ
٧ فَهُوَ فِىۡ عِيۡشَةٍ رَّاضِيَةٍ ؕ
٨ وَاَمَّا مَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِيۡنُهٗ ۙ
٩ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ؕ
١٠ وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا هِيَهۡ ؕ
١١ نَارٌ حَامِيَةٌ

ع

ترجمہ شاہ رفیع الدین

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

١. ٹھوکنے والی۔ ٢. کیا ہے ٹھوکنے والی۔ ٣. اور کس چیز نے معلوم کروایا تجھ کو کیا ہے ٹھوکنے والی۔ ٤. جس دن ہو جاویں گے آدمی مانند ٹڈیوں پراگندہ کے۔ ٥. اور ہو جاویں گے پہاڑ مانند پشم دُھنی ہوئی کے۔ ٦. پس اوپر جو کوئی کہ بھاری ہو تول اس کی، پس وہ بیچ زندگانی خوشی کے ہے۔ ٨. اور اوپر جو کوئی کہ ہلکی ہو تول اس کی۔ ٩. پس جائے اس کی ہاویہ ہے۔ ١٠. اور کیا جانے تو کیا ہے وہ ہاویہ۔ ١١. آگ ہے جلتی ہوئی

رموز اوقاف

آیت: ۵ ٹھہرو: م قف (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیے: ج ٹھہرنا بہتر
سکتہ کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: صلے صل ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کسی ٹھہرنا کبھی نہیں

تفسیر عثمانی ٨٤١ ١٥١

سورۂ عادیات - مکّی آیات - ۱۱ رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ قَسَم جہاد کے سَرپٹ، ہانپتے گھوڑوں کی !

۲ ھاں، وہ آگ نِکالنے والے، ٹاپیں مارتے پتھّر پر!

۳ پھر، وہ چھاپہ مارنے والے، صبح سویرے دشمن پر!

۴ پھر جو اُٹھائیں ایسی دَوڑ سے گرد و غبار!

۵ پھر، دَرّانہ، چیرتے لشکر، گُھستے جائیں!

۶ ھاں، قسم ہے ایسوں کی، بیشک ہے انسان تو اپنے رَب سے ناشُکرا!

۷ اور بیشک ہے وہ اِس پر آپ گواہ!

۸ اور بیشک، چاہت میں دھن دولت کی ہے وہ بڑا ہی شدّت والا!!

۹ پھر کیا معلوم نہیں اُس کو، جب کہ اُکھیڑی جائے، وہ جو ہے قبروں میں؟

۱۰ اور حاصِل کرلی جائے، ہے جو سینوں میں!

۱۱ کہ بیشک اُن کا رب ہے اُن سے اُس دن پورا واقف! ع

۱-۵) قسم جہاد کے گھوڑوں کی ہے، یا اُن کی نِسبت سے اُن مجاہد سواروں سے مراد ہے جو شوقِ جہاد میں اللہ کے حکم پر اپنی جانیں دینے کو تیار ہیں۔۔۔ "یہ جہاد والے سواروں کی قسم ہے۔ اس سے بڑا کون عمل کہ اللہ کے نام پر اپنی جان دینے کو حاضر ہیں۔۔۔۔" (م-ق)، تفسیر بہ زبانِ علامہ اقبال:-

یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے
جنھیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم اِن کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سِمٹ کر پہاڑ اِن کی ہیبت سے رائی
شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کِشور کشائی

م-ق = مفہوم القرآن [illegible]

سُوْرَةُ الْعٰدِيٰتِ مَكِّيَّةٌ — وَهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً — رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

۱ وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝ لا

۲ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝ لا

۳ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝ لا

۴ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝ لا

۵ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝ لا

۶ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝

۷ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝

۸ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝

۹ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِى الْقُبُوْرِ ۝ لا

۱۰ وَحُصِّلَ مَا فِى الصُّدُوْرِ ۝ لا

۱۱ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ۝ ع

ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱. قسم ہے گھوڑوں دوڑنے والوں کی ہانپ کر۔ ۲. پھر آگ نکالنے والوں کی پتھر جھاڑ کر۔ ۳. پس گاؤں مارنے والوں کی صبح کے وقت۔ ۴. پس اٹھاتی ہیں ساتھ اس کے غبار کو۔ ۵. پس پیٹھ جاتی ہیں اُس وقت جماعت میں۔ ۶. تحقیق آدمی واسطے رب اپنے کے البتہ ناشکر ہے۔ ۷. اور تحقیق وہ اوپر اس بات کے البتہ شاہد ہے۔ ۸. اور تحقیق وہ واسطے محبت مال کے البتہ سخت ہے۔ ۹. کیا پس نہیں جانتا جب اٹھایا جاوے گا جو کچھ بیچ قبروں کے ہے۔ ۱۰. اور حاصل کیا جاوے گا جو کچھ بیچ سینوں کے ہے۔ ۱۱. تحقیق پروردگار ان کا ساتھ اُن کے اس دن البتہ خبردار ہے۔

رموز اوقاف

آیت ۝ ۝ ۝ ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف بغیر دائرہ) ۝ ٹھہرنا چاہیے: ۝ ٹھہرنا بہتر: ۝ کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ۝ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ۝ ۝ ملانا بہتر: ۝ ق نہ ٹھہرو: ۝ لا کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں:

تفصیل علم ۱۶۲

سورۂ زلزال ۹۹ - مکی

رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ جب لرزائی جائے زمین اپنے لرزہ سے!
۲ اور نکالے دھرتی باہر اپنے سارے بوجھ!
۳ اور کہے اِنسان: اِس کو کیا ہوا؟
۴ اُس دن وہ بتلائے اپنے حادثے، اپنی خبریں،
۵ اِس باعث کہ تیرے رب نے بھیجا اُس کو حکم!
۶ اُس دن آئیں واپس سارے لوگ، الگ الگ گروہوں میں
کہ وہ دِکھلائے جائیں اپنے سب اعمال!
۷ پس جو کرتا ہے ذرّہ برابر کوئی نیکی، اُس کو دیکھے وہ!
۸ اور جو کرتا ہے ذرہ برابر کوئی بدی، اُس کو دیکھے وہ! ع

۱-۳) قیامت کے دن زمین ایک زبردست زلزلے سے ہلائی جائے گی، اور اس کے اندر سے ہر قسم کی چیزیں باہر نکل آئیں گی، مگر کوئی اُن کا لینے والا نہ ہوگا۔ اور انسان گھبرا کر کہے گا کہ آج اس زمین کو کیا ہو گیا ہے؟
۴) "یعنی بنی آدم نے جو بُرے بھلے کام اُس پر کئے تھے سب ظاہر کر دے گی۔ ۔ ۔ ۔ گویا آجکل کی زبان میں یوں سمجھو کہ جس قدر اعمال زمین پر کئے جاتے ہیں زمین میں ان سب کے ریکارڈ موجود رہتے ہیں، قیامت میں وہ پروردگار کے حکم سے کھول دئے جائیں گے" (تفسیر عثمانیؒ)

سُوْرَۃُ الزِّلْزَالِ مَدَنِیَّۃٌ وَهِیَ ثَمَانِیْ اٰیٰتٍ رُکُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا

۲ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا

۳ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا

۴ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا

۵ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا

۶ یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ۬

لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ

۷ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ

۸ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ

ع ۱

ترجمہ شاہ رفیع الدین

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱۔ جس وقت ہلائی جاوے گی زمین بھونچال اپنے سے۔ ۲۔ اور نکال ڈالے گی زمین بوجھ اپنے۔ ۳۔ اور کہے گا آدمی کیا ہوا اس کو۔ ۴۔ اس دن کہے گی زمین باتیں اپنی ۵۔ بسبب اس کے کہ پروردگار تیرے نے حکم بھیجا اُس کو۔ ۶۔ اس دن پھر آویں لوگ متفرق ہو کر دکھلائے جاویں عمل ان کے ۷۔ پس جو کوئی کرے گا برابر بھنگے کے بھلائی دیکھے گا اس کو۔ ۸۔ اور جو کوئی کرے گا برابر بھنگے کے برائی دیکھے گا اس کو۔

رموز اوقاف

آیت: ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیے: ج ٹھہرنا بہتر

سکتہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کسی ٹھہرنا کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ۱۵۲

——— ہیں وہ جہنّم والی آگ میں، ہمیشہ رہنے والے اس میں،
ہیں یہی وہ لوگ جو خلق میں سب سے بدتر ہیں
۷ بے شک، وہ جو لائے ہیں ایمان، اور کرتے جائیں اچھے کام،
ہیں یہی وہ لوگ، جو خلق میں سب سے بہتر ہیں!
۸ بدلہ اُن کا ہے، اُن کے رب کے پاس ——— جنّت کے وہ باغ، ہمیشہ ہیں سر سبز،
جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں، سدا رہیں وہ اس میں ہمیشہ کو!
راضی ہوا اُن لوگوں سے اللہ اور راضی ہیں وہ اُس سے!
یہ سب ہے واسطے اُس کے، جو اپنے رب سے رکھے خوف! ع

فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ
اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِؕ
۷ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِۙ
اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِؕ
۸ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ
تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًاؕ
رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُؕ
ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ ۠

ترجمہ شاہ رفیع الدین

بیچ آگ دوزخ کے ہمیشہ رہنے والے بیچ اس کے یہ لوگ وہ ہیں بدتر خلق کے۔ ۷۔ تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے یہ لوگ وہ ہیں بہتر خلق کے۔ ۸۔ بدلہ اُن کا نزدیک پروردگار ان کے کے بہشتیں ہیں ہمیشہ رہنے والی چلتی ہیں نیچے اُن کے سے نہریں ہمیشہ رہنے والے بیچ اُن کے ہمیشہ راضی ہوا اللہ اُن سے اور راضی ہوئے وہ اس سے۔ یہ واسطے اس کے ہے کہ ڈرتا ہے پروردگار اپنے سے

رموز اوقاف

آیت: ٥ م قف ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیئے: ج ٹھہرنا بہتر
سکتہ کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: صلے ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ۱۹۲

سورۂ بیّنہ ۹۸ | آیات ۸ | رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ ایسے نہ تھے وہ لوگ جو اِنکاری ہیں اہلِ کتاب میں، اور جو مُشرک ہیں،
کہ ہوجاتے الگ گمراہی سے حتّٰی کہ پہونچے اُن تک صاف دلیل،
۲ یعنی ایک رسول خدا کی جانب سے، جو پڑھتا ہو صحیفے، پاک مقدّس،
۳ جس میں ہوں احکام اور مضمون سیدھے قائم رہنے والے!
۴ اور ہوئے نہ تھے متفرق وہ جن کو ملی کتاب،
مگر بس ضد میں اُس دلیل کے بعد جو پہونچی اُن تک، کھُلی دلیل!
۵ اور نہ ہوا تھا اُن کو کچھ بھی حکم، مگر یہی کہ کریں عبادت وہ اللہ کی،
خالص ہوں وہ، اُس کے واسطے، دین اور عبادت میں ــــ یکسوئی والے جیسے ابراہیمؑ
اور قائم رکھیں وہ نماز کو تنظیم سے، اور وہ دیا کریں زکوٰۃ،
اور یہی ہے طور طریقہ۔ دین۔ سیدھا، قائم رہنے والا
۶ بے شک جو انکاری ہیں اہل کتاب میں، اور جو مُشرک ہیں،

۱-۳) آنحضرتؐ سے قبل سارے ہی مذاہب والے بگڑ چکے تھے۔ ہر ایک اپنی اپنی گمراہی پر مغرور = ان کے لئے ممکن نہ تھا کہ سیدھے رستہ۔ دینِ قیّم ۔ کی جانب دوبارہ لوٹیں جب تک اُن کے پاس اللہ کے رسول کی شکل میں ایک ہستی بہ طور دلیل واضح نمودار ہو، جو انھیں اللہ کی ہدایتیں مؤثر طریقہ سے پڑھ کر سُنائے اور اُن ہدایتوں پر خود عمل کر کے نمونہ پیش کرے۔ چنانچہ یہی ہوا کہ بعثت نبوی کے بعد اللہ کی مدد سے چند سالوں میں یہی لوگ ایمان لائے اور سارے عالم کے لئے نمونۃً اسلام اور صراطِ مستقیم پیش کیا۔ ۴) یہود و نصاریٰ ضرور اس کے منتظر تھے کہ اللہ کا ایک رسُول آنے والا ہے جو اِن سب کو ہدایت کی راہ دکھائے گا۔ مگر جب وہ رسُول ظاہر ہوا اور اللہ کی کتابیں اُنھیں پڑھ کر سُناتا رہا تو وہ صرف اس ضد میں اُس کے خلاف ہوئے کہ وہ ان میں کا نہ تھا۔

م-ق = مرتع القرآن: ت-م = ترجمۂ محمودالحسن

سُورَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ | وَهِيَ ثَمَانِي آيَاتٍ | رُكُوعُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

١ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ
مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۙ
٢ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۙ
٣ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝
٤ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝
٥ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ
مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ
وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ
وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝
٦ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ

ترجمہ شاہ رفیع الدین

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

١۔ نہ تھے وہ لوگ کہ کافر ہوئے اہل کتاب سے اور مشرک باز رہنے والے یہاں تک کہ آوے ان کے پاس دلیل روشن۔ ٢۔ پیغمبر خدا کی طرف سے کہ پڑھتا ہو صحیفہ پاکیزہ۔ ٣۔ بیچ اس کے کتابیں ہیں ثابت رکھنے والی دین کو۔ ٤۔ اور نہ متفرق ہوئے وہ لوگ کہ دیئے گئے تھے کتاب مگر پیچھے اس کے کہ آئی ان کے پاس دلیل ظاہر۔ ٥۔ اور نہیں حکم کئے گئے مگر یہ کہ عبادت کریں اللہ کو خالص کر کر واسطے اس کے دین کو بطور ابراہیم حنیف کے اور قائم رکھیں نماز کو اور دیں زکوٰۃ کو اور یہ ہے دین لوگوں قائم رہنے والوں کا۔ ٦۔ تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے اہل کتاب سے اور مشرک ہیں

رموز اوقاف

آیت ۝ ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیئے: م ٹھہرنا بہتر:
سکتہ کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ١٩٢

سورۂ قدر ۹۷ - مکی   آیات ۵   رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ بیشک ہم نے، ہاں ہم نے اُتارا اِس قرآن کو، شبِ قدر، بڑی قدر والی رات میں

۲ اور تم کیا سمجھے؟ کیا ہے شبِ قدر؟

۳ ـــ شبِ قدر! ہے یہ خوب تر ہزار مہینوں سے!

۴ نازِل ہوتے ہیں اِس رات میں، فرشتے اور پاک رُوح

اپنے رَب کے حکم سے ـــ واسطے سارے کاموں کے!

۵ ہے سَلامتی اور اَمان! یعنی شبِ قدر ـــ طلوعِ صبح تک!! ع

۱-۵) قرآن مجید لوحِ محفوظ سے سماءِ دنیا میں شب قدر میں اتارا گیا۔ پھر شاید اُسی شب میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہونا شروع ہوا۔ اس رات کی نیکیاں اور عبادتیں ہزار مہینوں کی نیکیوں اور عبادتوں سے افضل ہیں۔ رحمت و انوارِ ربّانی کی بارش کا سلسلہ طلوعِ فجر تک جاری رہتا ہے۔ فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ خصوصاً اُن کاموں کے لئے جو انتظامِ عالم کے متعلق اس سال میں مقدّر ہیں۔ ہدایت، چین اور دلجمعی کی رات ہے۔ عبادتوں میں خاص حلاوت محسوس ہوتی ہے۔ احادیث کے مطابق یہ رات رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے ہے۔ یعنی ۲۱ ویں۔ ۲۳ ویں ۲۵ ویں ۲۷ ویں۔ اغلب گمان ۲۷ ویں کا ہے،

سُورَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ رُكُوعُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

١ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

٢ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ

٣ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ

٤ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا

بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ

٥ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ

(نفعا النبی علیہ السلام)

ترجمہ شاہ رفیع الدین

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱۔ تحقیق نازل کیا ہم نے قرآن کو بیچ رات قدر کے۔ ۲۔ اور کیا جانے تو کیا ہے رات قدر کی۔ ۳۔ رات قدر کی بہتر ہے ہزار مہینے سے۔ ۴۔ اترتے ہیں فرشتے اور روح پاک بیچ اس کے ساتھ حکم پروردگار اپنے کے واسطے ہر کام کے۔ ۵۔ سلامتی ہے وہ یہاں تک کہ طلوع ہو فجر

تفصیل صفحہ ۱۵۲

رموز اوقاف

آیت: ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ٹھہرنا چاہیے: ٹھہرنا بہتر
کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: (ق) نہ ٹھہرو: (لا) کہیں ٹھہرنا، کبھی نہیں

۱۲ یا حُکم لگاتا ہو پرہیزگاری کا ؟

۱۳ کیا دیکھا تو نے یہ ؟ ـ اگر اُس روکنے والے نے جُھٹلایا اور مُنہ موڑ لیا'

۱۴ کیا اُس نے نہیں جانا یہ کہ اللہ تو دیکھا کرتا ہے ؟

۱۵ مگر، ہرگز نہیں، ہرگز نہیں ! اگر یہ باز یوں آیا نہیں'

تو گھسیٹیں گے اِسے ہم اِس کی پیشانی سے' چوٹی سے ضرور !

۱۶ ـ ہاں' وہ پیشانی کہ جھوٹی ہے' خطاؤں سے بھری !

۱۷ پس بُلائے اپنے جتھوں کو ذرا'

۱۸ جلد ہی ہم بھی بلاتے ہیں جہنّم کے فرشتوں کو ضرور!

۱۹ ہاں' تو ہرگز تُم نہ مانو اِس کی بات'

اور سجدہ کر لو' اور آؤ قریب !! ع

اشارہ ہے۔ خود عبادتِ رب نہ کرتا اور پیغمبرؐ کی نمازوں میں رخنہ اندازی کرتا۔ نیک راہ پر چلتا تو اُسی کا بھلا ہوتا۔ منہ موڑا خدا کا کیا بگاڑا ؟ باز نہ آئے گا' سزا پائے گا۔ ۱۷-۱۸) ایک مرتبہ ابوجہل نماز حضورؐ میں مانع ہوا کثرتِ جماعت کا رُعب ڈالنا چاہا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ اپنے ساتھی لائے' ہم اُس کی سزا کو اپنے پاس بلاتے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد میدانِ بدر میں قتل ہوا اور گھسیٹا گیا۔ ۱۹) ایک بار ابوجہل حضورؐ سے حالتِ نماز میں آمادہ بہ گستاخی ہوا۔ آگے بڑھا۔ پیروں کو ایسا جھٹکا لگا کہ اُلٹے پاؤں بھاگا۔ شاہ عبدالقادر صاحبؒ فرماتے ہیں "معلوم ہوا کہ سجدے میں بندہ اللہ سے نزدیک ہے" (م-ق)

١٢ أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوٰى ۝
١٣ أَرَءَيْتَ إِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝
١٤ أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ۝
١٥ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ
لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ۝ لا
١٦ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝
١٧ فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ ۝ لا
١٨ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝ لا
١٩ كَلَّا ۭ لَا تُطِعْهُ
وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝

ع السجدة ١٣

ترجمہ شاہ رفیع الدین

١٢۔ یا حکم کرے ساتھ پرہیزگاری کے۔ ١٣۔ کیا دیکھا تو نے یہ کہ جھٹلایا اور منہ پھیرا۔ ١٤۔ کیا نہ جانا اس نے یہ کہ اللہ دیکھتا ہے۔ ١٥۔ ہرگز نہیں یوں اگر باز نہ رہے گا۔ البتہ گھسیٹیں گے ہم اس کو ساتھ پیشانی کے۔ ١٦۔ وہ پیشانی کہ جھوٹی ہے خطا کار۔ ١٧۔ پس چاہیے کہ بلاوے مجلس اپنی کو۔ ١٨۔ شتاب ہم بلادیں گے فرشتوں دوزخ کے کو۔ ١٩۔ ہرگز نہیں یوں۔ مت کہا مان اس کا اور سجدہ کر اور نزدیک ہو۔

تفصیل صفحہ ١٩٢

رموز اوقاف

آیت: ۝ ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیے: ٹھہرنا بہتر
کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں۔

سورۂ علق ۹۶ - مکیؔ آیات ۱۹ رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ اے محمدؐ پڑھو تم نام سے اپنے رب کے جس نے خلق کیا!
۲ خلق کیا اِنسان کو جمے لہو کی پھُٹکی سے!
۳ ہاں پڑھو تم - اور تُمہارا رب ہے بڑا کریم!
۴ جس نے سِکھایا عِلم، قلم کے ذریعہ!
۵ سِکھایا وہ انسان کو، جس کا اُس کو عِلم نہ تھا!
۶ مگر نہیں، بیشک انسان تو ہو جاتا ہے سَرکش،
۷ کہ اپنی نظر میں دیکھے ہے وہ اپنے کو ہی کافی!
۸ لیکن بیشک تیرے رب کی جانب لوٹ کے جانا ہے!
۹ کیا دیکھا تو نے اُس کو جو کرتا ہے منع
۱۰ اللہ کے بندے کو جب وہ پڑھے نماز؟
۱۱ کیا دیکھا تو نے؟ اگر وہ ہووے ہدایت پر،

۱-۵) اولین آیتیں جو غارِ حِرا میں حضورؐ پر نازل ہوئیں۔ قاصدِ وحی، حضرت جبریلؑ نے فرمایا: "اِقرا" (پڑھو) حضورؐ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ دو مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ تیسری بار جبریلؑ نے حضورؐ کے جسم کو زور سے دبایا اور فرمایا "اِقرا باسم ربک" تب حضورؐ نے وہ سب دُہرایا جو جبریلؑ کہتے گئے۔ جس رَبّ نے جمے ہوئے بے جان لہو کی پھٹکی سے انسان کی پیدائش کی اور اس کی تربیت کی وہی اس کو شعور اور علم دیتا ہے۔ قلم سے بھی اور بلاواسطہ بھی۔ ۶-۸) انسان کی اصل کیسی حقیر ہے لیکن طاقت اور دولت پر مغرور ہو کر سرکشی کرتا ہے اور اپنے رب سے بے نیازی۔ مگر آخر ش اُسی کے پاس لَوٹ کر جائے گا۔ ۹-۱۶) ابوجہل کی طرف

سُوْرَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ
۲ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ
۳ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ
۴ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ
۵ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ
۶ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۙ
۷ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى
۸ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى
۹ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۙ
۱۰ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى
۱۱ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ۙ

ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱۔ پڑھ ساتھ نام پروردگار اپنے کے جس نے پیدا کیا۔ ۲۔ پیدا کیا آدمی کو جمے ہوئے لہو سے۔ ۳۔ پڑھ اور پروردگار تیرا بہت کرم کرنے والا ہے ۴۔ جس نے سکھایا ساتھ قلم کے۔ ۵۔ سکھایا آدمی کو جو کچھ نہیں جانتا تھا۔ ۶۔ ہرگز نہیں یوں تحقیق آدمی البتہ سرکشی کرتا ہے۔ ۷۔ اس سے کہ دیکھتا ہے اپنے تئیں بے پروا اور غنی ہوا۔ ۸۔ تحقیق طرف پروردگار تیرے کی ہے پھر جانا۔ ۹۔ کیا دیکھا تو نے اس شخص کو کہ منع کرتا ہے۔ ۱۰۔ بندے کو جب نماز پڑھتا ہے۔ ۱۱۔ کیا دیکھا تو نے اگر ہو وہ شخص اوپر ہدایت کے۔

رموز و اوقاف

آیت: ٹھہرو: (اظہارِ رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ٹھہرنا چاہیے: ٹھہرنا بہتر
کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کسی ٹھہرنا کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ۱۹۲

سورۂ تین ۹۵ - مکی | آیات ۸ | رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ قسم انجیر کی، اور قسم زیتون کی،
۲ اور قسم ہے طورِ سینین کی،
۳ اور قسم اِس شہر اَمن و اَمان والے کی!
۴ ہاں بیشک، ہم نے خلق کیا اِنسان کو، سب سے اچھے سانچے میں!
۵ پھر، ہم نے اُس کو ڈالا پھینک، نیچے درجوں میں سب سے نیچے!
۶ لیکن اُن کے سوا، جو لائے ہیں ایمان، اور وہ کرتے جائیں اچھے کام،
تو واسطے ایسوں کے بدلہ ہے، جو کم ہی نہ ہو!
۷ سو اے پیغمبر! کیا چیز تمھیں جھٹلائے گی، اِس کے بعد سزا جزا کی بات سے؟
۸ کیا اللہ نہیں، حاکموں کا سب سے بڑا حاکم؟ ع

۱-۴) "بعض محققین کہتے ہیں کہ یہاں 'التین' اور 'الزیتون' سے دو پہاڑوں کی طرف اشارہ ہے جن کے قریب بیت المقدس واقع ہے" تفسیر عثمانیؒ یعنی اشارہ بہ مولدِ حضرت عیسیٰؑ۔ طورِ سینا پر حضرت موسیٰؑ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے اور "بلد الامین" سے مراد شہر مکہ یعنی مولد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ گویا ان مقامات کے ذکر سے اُن تین بزرگ و مقدس ہستیوں کی طرف اشارہ ہے جن کو ان مقامات سے نسبت ہے۔ اِن قسموں کی تمہید سے یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ اِنسان کو اللہ تعالیٰ نے "فی احسنِ تقویم" یعنی بہترین سانچہ میں خلق کیا۔ ۵) یعنی اسکو لائق بنایا فرشتوں کے مقام کا، پھر جب منکر ہوا تو جانور سے بدتر" (م-ق) ۷-۸) ان دلائل کے بعد یومِ جزا سے کون انکار کر سکتا ہے؟

م-ق = موضح القرآن؛ ت-ع = تفسیر عثمانی

سُوۡرَۃُ التِّیۡنِ مَکِّیَّۃٌ — وَّهِیَ ثَمَانِیۡ اٰیٰتٍ — رُکُوۡعُهَا ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

١ وَ التِّیۡنِ وَ الزَّیۡتُوۡنِ ۙ

٢ وَ طُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ ۙ

٣ وَ هٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ ۙ

٤ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ۫

٥ ثُمَّ رَدَدۡنٰهُ اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ ۙ

٦ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

فَلَهُمۡ اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ؕ

٧ فَمَا یُکَذِّبُکَ بَعۡدُ بِالدِّیۡنِ ؕ

٨ اَلَیۡسَ اللّٰهُ بِاَحۡکَمِ الۡحٰکِمِیۡنَ ۝ ع

ترجمہ شاہ رفیع الدین

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱۔ قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی۔ ۲۔ اور طور سینین کی۔ ۳۔ اور اس شہر امن والے کی۔ ۴۔ البتہ تحقیق پیدا کیا ہم نے آدمی کو بیچ اچھی ترکیب کے۔ ۵۔ پھر پھیر دیا ہم نے اس کو نیچے سب نیچوں کے۔ ۶۔ مگر جو لوگ کہ ایمان لائے اور عمل کئے اچھے پس واسطے ان کے ثواب ہے نہ کاٹا گیا۔ ۷۔ پس کیا چیز جھٹلاتی ہے تجھ کو پیچھے اس کے بیچ جزا کے۔ ۸۔ کیا نہیں اللہ خوب حکم کرنے والا سب حکم کرنے والوں سے۔

تفصیل صفحہ ۱۵۲

رموز اوقاف

آیت: ۝ ٹھہرو: ع ف (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیئے: ج ٹھہرنا بہتر
سکتہ کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: صلے صل ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کسی ٹھہرنا کبھی نہیں

سورۃ انشراح ۹۴ - مکّی | آیات ۸ | رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

اے پیغمبر! کیا نہ ہم نے کھول دیا تمھاری خاطر، سینہ تمھارا؟ ۱
اور، اُتارا ہم نے تم سے بوجھ تمھارا، ۲
جس نے توڑ رکھی تھی پیٹھ تمھاری! ۳
اور، ہم نے کیا بُلند، تُمھاری خاطر، نام تُمھارا! ۴
پس، بیشک سختی کے ساتھ آسانی ہے! ۵
بیشک، سختی کے ساتھ آسانی ہے!! ۶
پس، جب تم فارغ ہو تبلیغ سے، محنت سے لگ جاؤ عبادت میں! ۷
اور لگاؤ اپنے رَب سے لگَن! ۸ ع

---

۱) "یعنی حوصلہ کُشادہ کیا اتنا بڑا کام اُٹھانے کو، اور ظاہر میں بھی فرشتوں نے حضرت کا سینہ چاک کیا، دل میں سے سیاہی نکال کر دھوڈالا" م-ق ۲) "وحی کا اُترنا اول سخت مشکل تھا، پھر آسان ہوگیا"۔ م-ق

۴) تشریح بہ زبانِ اقبالؒ

دشت میں، دامنِ کہسار میں، میدان میں ہے
بحر میں، موج کی آغوش میں، طوفان میں ہے

چین کے شہر، مراقش کے بیابان میں ہے
اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے

چشمِ اقوام یہ نظارہ اَبَد تک دیکھے
رِفعتِ شانِ رَفَعنا لَکَ ذِکرَک دیکھے

م-ق = موضح القرآن

سُوْرَةُ الْاِنْشِرَاحِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانِي اٰيَاتٍ رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ
۲ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۙ
۳ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۙ
۴ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ؕ
۵ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۙ
۶ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ؕ
۷ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۙ
۸ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱۔ کیا نہ کھول دیا ہم نے واسطے تیرے سینہ تیرا۔ ۲۔ اور اتار رکھا ہم نے تجھ سے بوجھ تیرا۔ ۳۔ جس نے توڑی تھی پیٹھ تیری۔ ۴۔ اور بلند کیا ہم نے واسطے تیرے ذکر تیرا۔ ۵۔ پس تحقیق ساتھ سختی کے آسانی ہے۔ ۶۔ تحقیق ساتھ سختی کے آسانی ہے۔ ۷۔ پس جب فارغ ہو تو پس محنت کر بیچ عبادت کے۔ ۸۔ اور طرف رب اپنے کی پس رغبت کر

ترجمہ شاہ رفیع الدین

رموز اوقاف

آیت: ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف بغیر دائرہ) ٹھہرنا چاہیے: ٹھہرنا بہتر
کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ۱۹۲

سورۂ ضحیٰ ۹۳ - مکّی — آیات ۱۱ — رکوع ۱

نامِ سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ قسم ہے اگلے پہر کی، جب دن چڑھ جائے
۲ اور قسم اندھیری رات کی جب چھا جائے!
۳ اے پیغمبر! نہ دی ہے تم کو تمہارے رب نے رخصت، اور نہ وہ بیزار رہا!
۴ اور تمہاری پچھلی حالت بہتر ہے، تمہارے واسطے، پہلی حالت سے،
۵ اور جلدی تم کو ایسی نعمت دے گا تمہارا رب پھر تم ہو گے راضی، خوش!
۶ کیا نہ پایا اُس نے تُم کو یتیم، پھر اُس نے دیا ٹھکانا!
۷ اور پایا اُس نے تم کو سرگرداں، پھر اُس نے راہ دکھائی!
۸ اور پایا اُس نے تم کو بن دولت، پھر اُس نے کیا غنی!
۹ پس جو ہو وے یتیم، تم نہ دبانا اُس کو
۱۰ اور جو سائِل ہو، اُس کو نہ جِھڑکی دینا!
۱۱ اور ہے جو نعمت اور احسان تمہارے رب کا کرتے رہنا اُس کو بیان!! ع

ملاحظہ ہو ضمیمۂ تشریحات ۱۲

۴ "پچھلی" بہ معنی بعد میں یا پیچھے آنے والی حالت، نہ وہ حالت جو پیچھے گذر گئی۔
"پہلی" بہ معنی پہلے گزر جانے والی حالت۔

سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ | وَهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً | رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

۱ وَ الضُّحٰى ۙ
۲ وَ الَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ
۳ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلٰى ؕ
۴ وَ لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ؕ
۵ وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ؕ
۶ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۪
۷ وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۪
۸ وَ وَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ؕ
۹ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ؕ
۱۰ وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ؕ
۱۱ وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ ع

ترجمہ شاہ رفیع الدین

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱۔ قسم ہے دن چڑھے کی۔ ۲۔ اور رات کی جب ڈھانک لیوے۔ ۳۔ نہیں چھوڑ دیا تجھ کو رب تیرے نے اور نا خوش رکھا۔ ۴۔ اور البتہ پچھلی حالت بہتر ہے واسطے تیرے پہلی حالت سے۔ ۵۔ اور البتہ شتاب دیوے گا تجھ کو پروردگار تیرا پس راضی ہوگا۔ ۶۔ کیا نہیں پایا تجھ کو یتیم پس جگہ دی۔ ۷۔ اور پایا تجھ کو راہ بھولا ہوا پس راہ دکھائی۔ ۸۔ اور پایا تجھ کو فقیر پس غنی کیا۔ ۹۔ پس جو یتیم ہو پس مت قہر کر۔ ۱۰۔ اور جو مانگنے والا ہو پس مت ڈانٹ۔ ۱۱۔ اور جو نعمت پروردگار تیرے کی ہے پس بیان کر

تفسیر صفحہ ۱۵۲

رموز اوقاف

آیت ۝ م قف ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیے: ج ٹھہرنا بہتر
سکتہ کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: صلے ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کسی ٹھہرنا کبھی نہیں

۱۲ بیشک ہم پر ذمّہ ہے راہ دکھانے کا،

۱۳ اور بے شبہ ہمارے ہاتھ میں ہے پچھلی دنیا بھی اور پہلی دنیا بھی!

۱۴ پس میں نے سُنایا تم کو ڈر جلتی تپتی آگ کا،

۱۵ نہ ہوگا اُس میں داخل کوئی مگر ہے جو بڑا بدبخت،

۱۶ جس نے جھوٹ بتایا، اور مُنہ موڑ لیا!

۱۷ اور ہوگا جلدی اُس سے دُور، ہے جو بڑا پرہیزگار،

۱۸ جو دیتا ہے دھن دولت اپنی کہ ہووے اُس کا جیون پاک!

۱۹ اور نہیں ہے اُس کی خاطر میں ایک بھی ایسا پاس ہو جس کے
کوئی نعمت جس سے بدلہ اُس کو دلایا جائے !

۲۰ لیکن اُس کو ہے بس ایک طلب، کرلے حاصل مرضی اپنے رب کی. ہے جو سب سے اعلیٰ!

۲۱ اور ہوگا جلدی اُس سے راضی وہ!! ع

۱۲-۱۳) اللہ نے اپنے ذمہ صرف ہدایت رکھی ہے، لیکن بھلی بُری راہ اختیار کرنا انسان کا اپنا فعل ہے، جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ ۱۷-۲۱) مگر عذاب سے وہی بچے گا جو پرہیزگار ہے، جو اپنا مال رضائے مولا کی غرض سے خرچ کرتا ہے، اور اس تمنا کے علاوہ کسی نام و نمود کا خواہاں نہیں، اُسے یہ علم بھی ہے کہ اُس کے اِن نیک اعمال کا بدلہ کسی غیر اللہ کے بس میں نہیں ہے، ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ ضرور راضی ہوگا۔ روایات کثیرہ کے مطابق آخری آیات میں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔

م-ق = موضح القرآن: ت-م = ترجمہ محمود الحسن

۱۲ إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَىٰ
۱۳ وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولَىٰ ۞
۱۴ فَأَنذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّىٰ
۱۵ لَا يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَى ۝لا
۱۶ الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ
۱۷ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۝لا
۱۸ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ
۱۹ وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُ
مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰ ۝لا
۲۰ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ
۲۱ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ ۞

ترجمہ شاہ رفیع الدین

۱۲۔ تحقیق ہمارے ذمہ پر ہے راہ دکھانا ان کا۔ ۱۳۔ اور تحقیق واسطے ہمارے ہے آخرت اور دنیا۔ ۱۴۔ بس ڈرایا میں نے تم کو آگ سے کہ شعلہ مارتی ہے۔ ۱۵۔ نہ داخل ہوگا اس میں مگر بڑا بدبخت۔ ۱۶۔ جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا۔ ۱۷۔ اور البتہ ایک طرف کیا جاوے گا اس سے بڑا پرہیزگار ۱۸۔ وہ جو دیتا ہے مال اپنا پاک ہوتا ہے۔ ۱۹۔ اور نہیں واسطے کسی کے نزدیک اس کے نعمت سے کہ بدلا دیا جاوے گا۔ ۲۰۔ مگر واسطے چاہنے رضامندی پروردگار اپنے بلند کے۔ ۲۱۔ اور البتہ شتاب راضی ہوگا۔

رموز اوقاف

آیت: ۞ ۞ ۞ ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف' بغیر دائرہ) ٹھہرنا چاہیے: ٹھہرنا بہتر
کچھ ٹھہرو' سانس نہ ٹوٹے: زیادہ ٹھہرو' سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: (ق) نہ ٹھہرو: (لا) کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ۱۵۲

سورۂ لیل ۹۲ - مکی آیات ۲۱ رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ قسم ہے رات کی جب دن کو ڈھانپ لے،
۲ اور قسم ہے دن کی جب وہ روشن ہو،
۳ اور قسم ہے اُس کی جس نے بنائے نر اور مادہ،
۴ ـ بے شبہ، تمھاری کوشش اور کمائی تو ہے بھانت بھانت!
۵ پس جو بھی دیوے دان اور اللہ سے رکھے خوف،
۶ اور سچّی جانے سب سے اچھی بات کو،
۷ تو جلد بآسانی اُس کو ہم پہونچائیں گے آسانی اور آسائش تک!
۸ اور جس نے بُخل کیا اور روکا اپنا ہاتھ اور سمجھا کافی اپنی ذات!
۹ اور بتایا جھوٹ سب سے اچھی بات کو،
۱۰ تو جلد بآسانی اُس کو ہم پہونچائیں گے سختی اور دُشواری میں!
۱۱ اور کام نہ آئے اُس کے کچھ بھی اُس کا مال، جب وہ گِرے گا گڈّھے میں!

۱-۴) جس طرح رات اور دن، نر اور مادہ مختلف اور متقابل چیزیں پیدا کی گئی ہیں اُسی طرح انسان کے اعمال اور کوششیں اور اُن کے ثمرات اور نتائج مختلف اور متضاد ہوں گے۔ ۵-۷) جو شخص نیک راستہ میں مال خرچ کرے اور اللہ سے ڈرے اور اِس قرآن عظیم کی اچھی نصیحت کو سچ جانے تو اُس کے لئے نیکی کا راستہ اور اُس کی منزل (یعنی جنت) آسان ہو گی۔ ۸-۱۱) جس نے بخل کیا اور اپنی کوششوں کو صرف اپنی ذات تک محدود رکھا اور قرآن عظیم کی اچھی نصیحت کو جھوٹ جانا اُس کے واسطے تنگی اور سختی کا راستہ آسان ہو گا اور جب عذابِ الٰہی نازل ہو گا تو اُس کا مال اُس کے کچھ کام نہ آئے گا۔

سُوۡرَةُ الَّيۡلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اِحۡدٰى وَعِشۡرُوۡنَ اٰيَةً رُكُوۡعُهَا ١

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

١ وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰى ﴿لا﴾
٢ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ﴿لا﴾
٣ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالۡاُنۡثٰٓى ﴿لا﴾
٤ اِنَّ سَعۡيَكُمۡ لَشَتّٰى ﴿ۚ﴾
٥ فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰى وَاتَّقٰى ﴿لا﴾
٦ وَصَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰى ﴿لا﴾
٧ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡيُسۡرٰى ﴿ۚ﴾
٨ وَاَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنٰى ﴿لا﴾
٩ وَكَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰى ﴿لا﴾
١٠ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡعُسۡرٰى ﴿ۚ﴾
١١ وَمَا يُغۡنِىۡ عَنۡهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ﴿ۚ﴾

ترجمہ شاہ رفیع الدین

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

١۔ قسم ہے رات کی جب ڈھانک لے۔ ٢۔ اور دن کی جب روشن ہو۔ ٣۔ اور اس کی جس نے پیدا کیا مرد کو اور عورت کو۔ ٤۔ تحقیق سعی تمہاری البتہ مختلف ہے۔ ٥۔ پس اپر جس نے دیا اور پرہیزگاری کی۔ ٦۔ اور سچ مانا اچھی بات کو۔ ٧۔ پس البتہ آسان کریں گے ہم اس کو واسطے آسانی کے۔ ٨۔ اور اپر جس نے بخیلی کی اور بے پروائی کی۔ ٩۔ اور جھٹلایا بات اچھی کو۔ ١٠۔ پس البتہ آسان کریں گے ہم اس کو واسطے سختی کے ١١۔ اور نہ کفایت کرے گا اس سے مال اس کا جب گرے گا نیچے۔

رموز اوقاف

آیت: ۞ ع ۞ قف ۞ ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف 'بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیئے: ج ٹھہرنا بہتر
سکتہ کچھ ٹھہرو' سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو' سانس نہ ٹوٹے۔ ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کسی ٹھہرنا کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ١٥٢

۱۱ جھٹلایا جیسے ثمود نے، اپنی شرارت سے،

۱۲ — جب اُٹھا اُن کا سب سے بڑا بدبخت !

۱۳ پس بولے اُن سے خدا کے پیغمبر: یہ اُونٹنی خدا کی نشانی ہے !

اور، ہشیار رہو تم! تاکید ہے اِس کو پانی ملنے کی!

۱۴ پھر لوگوں نے جھٹلایا اُن کو، اور ٹانگیں کاٹیں اُس کی!

پس اُلٹائی اُن کی بستی اُن پر، اُن کے رب نے، باعث اُن کے گناہوں کے!

پھر کر ڈالا چٹیل اور ہموار اُس پوری بستی کو!

۱۵ اور کوئی نہ اُس کو خوف ہوا انجام پہ اُن سب کے!!

آسمان کی بلندی، زمین کی پستی کو ایک دوسرے کے مقابل پیدا کیا۔ نفسِ انسانی میں خیر و شر کی متقابل قوتیں رکھیں۔ اُن کو سمجھنے اور اُن پر چلنے کی قوت دی، اسی طرح متضاد اور مختلف ثمرات و نتائج مرتب کرنا بھی حکمت تخلیقی کے اعتبار سے ایسا ہی موزوں و مناسب ہے جیسے اندھیرے اُجالے کا وجود" تفسیر عثمانی

۱۱-۱۵) ذکرِ حضرت صالحؑ اور قوم ثمود کا۔ آیتؑ کی وضاحت، مثالِ عبرت حضرت صالحؑ کی نصیحتیں۔ تاکید احترام نشانِ نبوت، ان کی قوم پر بے اثر ثابت ہوئیں۔ لوگوں نے اونٹنی کو اُس کی باری پر پانی پینے سے روکا، اُس کی پچھلی ٹانگیں کاٹ دیں۔ اس کے بعد قوم ثمود پر عذاب الٰہی نازل ہوا۔ اُنکی بستی تہس نہس کر دی گئی

م-ق = موضح القرآن : ت-م = ترجمہ محمود حسن

۱۱ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ۝

۱۲ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝

۱۳ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ
وَ سُقْيٰهَا ۝

۱۴ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۙ
فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ
فَسَوّٰىهَا ۝

۱۵ وَ لَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝ ۲

ترجمہ شاہ رفیع الدین

۱۱۔ جھٹلایا ثمود نے بسبب سرکشی اپنی کے۔ ۱۲۔ جب اٹھا بڑا بدبخت ان کا۔ ۱۳۔ پس کہا تھا واسطے ان کے پیغمبر خدا کے نے محافظت کرو اونٹنی خدا کی کو اور پانی پلانے اس کے کو۔ ۱۴۔ پس جھٹلایا اس کو پس پاؤں کاٹے اس کے۔ پس ہلاکی ڈالی اوپر اُن کے رب ان کے نے بسبب گناہوں ان کے کے پس برابر کر دیا ان کو۔ ۱۵۔ اور نہ ڈرا پچھاڑی ان کی سے

رموز اوقاف

آیت: ۝ ۝ ۝ ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ٹھہرنا چاہیئے: ٹھہرنا بہتر:
کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: (ق) نہ ٹھہرو: (لا) کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں:

تفصیل صفحہ ۱۹۲

سورۂ شمس ۹۱ - مکی | آیات ۱۵ | رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ قسم ہے سورج کی، اور اُس کی روشن دھوپ کی!
۲ اور قسم ہے چاند کی، جب وہ آئے پیچھے اُس کے!
۳ اور قسم ہے دن کی، جب وہ روشن کردے اُس کو!
۴ اور قسم ہے رات کی، جب وہ ڈھانپے اُس کو!
۵ اور قسم ہے آسمان کی، اور جس نے بنایا اُس کو!
۶ اور قسم زمین کی، اور جس نے بچھایا اُس کو!
۷ اور قسم ہے جان کی، نفس (ضمیرِ انسان) کی، اور جس نے دیا تناسب اُس کو!
۸ پھر اُس میں ڈال دیا احساس - کیا ہے بُرائی اُس کی،
اور کیا ہے بچنا اُس کا بُرائی سے!
۹ بیشک ہے وہ بامُراد، جس نے سنوارا اُس کو!
۱۰ اور بیشک وہ ناکام ہوا، جس نے اُس کو گاڑ دیا!

۷-۱ نیک و بد، صحیح اور غلط کی پہچان کے لئے، ہر انسان کے واسطے، علاوہ حواسِ ظاہری کے خود اُس کے ضمیر کی آواز کو بڑا دخل ہے۔ "اول تو اجمالی طور پر عقلِ سلیم اور فطرتِ صحیحہ کے ذریعہ بھلائی برائی میں فرق کرنے کی سمجھ دی، پھر تفصیلی طور پر انبیاء ورسل کی زبانی خوب کھول کھول کر بتلا دیا یہ راستہ بدی کا اور یہ پرہیزگاری کا ہے"۔ جس نے اپنے نفس کو عقلِ سلیم اور ہدایتِ الٰہی کی روشنی میں سنوارا وہ بامراد ہوا۔ جس نے اِس کے خلاف کیا وہ نامراد ٹھہرا۔ سورہ کی ابتدائی آیتوں میں قانونِ فطرت کی نشانیوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ "جس طرح اُس نے اپنی حکمت سے سورج کی دھوپ، چاند کی چاندنی، دن کا اُجالا، رات کا اندھیرا (بقیہ صفحہ ... پر)

م-ق = موضح القرآن: ت-م = ترجمان القرآن

سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسَ عَشْرَةَ اٰيَةً رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱ وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا (صلے)

۲ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا (صلے)

۳ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا (صلے)

۴ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا (صلے)

۵ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا (صلے)

۶ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا (صلے)

۷ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا (صلے)

۸ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا

وَتَقْوٰىهَا (صلے)

۹ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا (صلے)

۱۰ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا (ط)

ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱. قسم ہے سورج کی اور دھوپ اس کی کی. ۲. اور قسم ہے چاند کی جب پیچھے آوے اس کے. ۳. اور قسم ہے دن کی جب ظاہر کرے اس کو. ۴. اور رات کی جب ڈھانک لے اس کو. ۵. اور آسمان کی اور اس ذات کی کہ پیدا کیا اس کو. ۶. اور قسم ہے زمین کی اور جس نے بچھایا اس کو ۷. اور جان کی اور جس نے تندرست کیا اُس کو. ۸. پس جی میں ڈالی اُس کے بدکاری اس کی اور پرہیزگاری اس کی. ۹. بتحقیق مراد کو پہنچا جس نے پاک کیا اس کو. ۱۰. اور بتحقیق نامراد ہوا جس نے گاڑ دیا اس کو

رموز اوقاف

آیت: ○ ○ ○ ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) (ط) ٹھہرنا چاہیے: (ج) ٹھہرنا بہتر
(○) کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: (○) زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: (ق) نہ ٹھہرو: (لا) کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ۱۹۲

۱۲ اور تم کیا سمجھے، کیا چیز وہ گھاٹی ہے؟

۱۳ ــــ خلاصی دینا گردن کی!

۱۴ یا کھلوانا کھانا بھوک والے دن،

۱۵ یتیم کو جو ناتے والا ہے،

۱۶ یا مسکین کو جو رَوندا ہووے خاک میں!

۱۷ ــــ پھر، اپنے اعمال سے داخل ہو اُن لوگوں میں جو لائے ہیں ایمان،
اور کرتے ہیں تلقین باہم صبر سہارے کی،
اور کرتے ہیں تلقین باہم رحم اور میل محبت کی!

۱۸ ہیں یہ لوگ دائیں والے، خوش نصیب!

۱۹ اور جو لوگ ہوئے اِنکاری، ہماری آیتوں سے،
ہیں وہ بائیں والے، بدنصیب!

۲۰ اوپر اُن کے تو ہے آگ چُنی گئی!!

قوتِ گفتار عطا کی اور نیکی و بدی کی بلند چڑھائیوں کی راہ دکھائی۔ مگر انسان نے ان صلاحیتوں کے باوجود اُنھیں سر کرنے کی کوشش نہ کی۔ ۱۲ــ۱۸) وہ چڑھائی کیا ہے؟ غلام کی گردن سے غلامی کا جُوا اُتارنا قرضدار کی گردن سے قرض کا بوجھ ہٹانا، یتیم رشتہ دار یا محتاج کی بھوک مٹانا ۱۷ــ۱۸) پھر جب ایسے لوگ ایمان والے بھی ہوں اور اپنے ہم نشینوں کو صبر سہارے اور رحم و مروّت کی تلقین کریں تو یہ لوگ ہیں خوش نصیب! ۱۹ــ۲۰) منکروں کے لئے آگ کا ٹھکانہ ہے۔ جو ان پر چُن دی گئی اور جس سے وہ باہر نہ نکل سکیں گے۔

۱۲ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ؕ

۱۳ فَكُّ رَقَبَةٍ ۙ

۱۴ اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ ۙ

۱۵ یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۙ

۱۶ اَوْ مِسْكِیْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ؕ

۱۷ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ؕ

۱۸ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ؕ

۱۹ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا

هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ؕ

۲۰ عَلَیْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ۧ

ترجمہ شاہ رفیع الدین

۱۲۔ اور کیا جانے تو کیا ہے گھاٹی۔ ۱۳۔ چھڑا دینا گردن کا۔ ۱۴۔ یا کھانا کھلانا بیچ دن بھوک والے کے۔ ۱۵۔ یتیم قرابت والے کو۔ ۱۶۔ یا فقیر خاک افتادہ کو۔ ۱۷۔ پھر ہوا ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں ساتھ صبر کے اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں ساتھ رحم کرنے کے۔ ۱۸۔ یہ لوگ ہیں صاحب یمین کے۔ ۱۹۔ اور جو لوگ کافر ہوئے ساتھ نشانیوں ہماری کے یہ ہیں لوگ شامت کے۔ ۲۰۔ اوپر ان کے آگ ہے بند کی ہوئی۔

رموز اوقاف

آیت: ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ٹھہرنا چاہیے: ٹھہرنا بہتر
کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: ق: نہ ٹھہرو: لا: کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ۱۹۲

سورۂ بلد۹۰- مکی — آیات ۲۰ — رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ میں کھاتا ہوں قسم اِس شہر کی!

۲ ـــــ اور اے پیغمبر! ہو گے تُم آزاد ہر پابندی سے اِس شہر میں!

۳ اور قسم ہے والدِ انسان کی، اور اُس اولاد کی، جو اُس نے کی پیدا!

۴ تحقیق، ہم نے خلق کیا اِنسان کو مِحنت مارا!

۵ کیا وہ سمجھے ہے، کہ نہ پائے گا قدرت اُس پر کوئی بھی؟

۶ ـــــ کہتا ہے: میں نے کھپایا مال بہت، ڈھیروں ڈھیروں!

۷ کیا وہ سمجھے ہے کہ نہیں ہے دیکھتا اُس کو کوئی بھی!

۸ کیا نہ بنائیں ہم نے واسطے اُس کے آنکھیں دو؟

۹ ـــــ اور زبان، اور دو دو ہونٹ؟

۱۰ اور دِکھائیں ہم نے اُس کو راہیں دونوں، اونچی اونچی!

۱۱ پھر، نہ ماری اُس نے جان گھاٹی کو سَر کرنے میں!

۱) یعنی شہر مکہ معظمہ کی۔ ۲) "اور تجھ پر قید نہیں رہے گی اس شہر میں" تفسیر عثمانی۔ فتح مکہ کے دن آنحضرتؐ کے لئے معافی تھی کہ جو لڑے وہ مارا جائے۔ اس کے بعد اور اس سے پہلے ہمیشہ کے لئے شہر مکہ میں جدال و قتال ممنوع رہا ہے۔ ۳) آدم اور اولاد آدم کی قسم۔ ۴) دنیا میں طرح طرح کی محنت و مشقت پیش آتی ہے۔ ۵) اِس محنت مشقت کے باوجود سرکش اِنسان سمجھتا ہے کہ اُس پر کسی کا زور نہ چلے گا ۶-۷) روایت ہے کہ ایک سرکش کافر نے دینِ حق کی مخالفت میں بڑی دولت خرچ کی۔ کیا وہ سمجھے ہے کہ اُس کی حرکت کسی نے دیکھی نہیں؟ اُس کے خالق نے تو ضرور ہی دیکھا۔ ۸-۱۱) قوتِ بصارت،

سُوْرَۃُ الْبَلَدِ مَکِّیَّۃٌ — وَھِیَ عِشْرُوْنَ اٰیَۃً — رُکُوْعُھَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (آ)

١ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ (لا)

٢ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ (لا)

٣ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ (لا)

٤ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ (ج)

٥ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ (م)

٦ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا (ج)

٧ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ (ج)

٨ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ (لا)

٩ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ (لا)

١٠ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ (ج)

١١ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ (ز)

وقف لازم

ترجمہ شاہ رفیع الدین

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

١۔ قسم کھاتا ہوں میں اس شہر کی۔ ٢۔ اور تو داخل ہونے والا ہے بیچ اس شہر کے۔ ٣۔ اور قسم ہے جنانے والے کی اور جس کو جنا۔ ٤۔ البتہ تحقیق پیدا کیا ہم نے آدمی کو بیچ محنت کے۔ ٥۔ کیا گمان کرتا ہے یہ کہ ہرگز نہ قادر ہوگا اوپر اس کے کوئی۔ ٦۔ کہتا ہے خرچ کیا میں نے مال تہ بہ تہ۔ ٧۔ کیا گمان کرتا ہے یہ کہ نہیں دیکھا اس کو کسی نے۔ ٨۔ کیا نہیں کیں ہم نے واسطے اس کے دو آنکھیں۔ ٩۔ اور زبان اور دو ہونٹ۔ ١٠۔ اور راہ دکھائی ہم نے اس کو دونوں راہیں۔ ١١۔ پس نہیں بیٹھا بیچ گھاٹی کے۔

رموز اوقاف

(آ) آیت (م) (قف) ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف' بغیر دائرہ) (ط) ٹھہرنا چاہیے: (ج) ٹھہرنا بہتر

(صلے) کچھ ٹھہرو' سانس نہ ٹوٹے: (وقفہ) زیادہ ٹھہرو' سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: (ق) نہ ٹھہرو: (لا) کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ١٩٢

۲۳ اور سامنے لائی جائے اُس دن دوزخ ،

اُس دن آئے سُوجھ نصیحت کی انسان کو ـــ

اور آئی اُس کو سُوجھ کہاں نصیحت کی!!

۲۴ تب انسان کہے: اے کاش! کچھ میں آگے بھیجے ہوتا اپنی حیاتِ اَبَدی کی خاطر!

۲۵ سو اُس دن عذاب نہ دیوے اُس کے جیسا کوئی بھی!

۲۶ اور نہ باندھے بندھن اُس کے جیسا کوئی بھی!!

۲۷ ہاں، اے چَین اور اطمینان والی جان!

۲۸ واپس آ تو اپنے رب کی جانِب،

راضی ہے تو، وہ ہے راضی تجھ سے!

۲۹ پس ہوجا داخِل میرے بندوں میں!

۳۰ اور ہوجا داخِل میری جنّت میں!! ع

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰) اِنسان کے حرص وطمعِ دولت کے باعث ہے۔ ۲۱-۲۶) قیامت اور دوزخ کے ذکر کے ساتھ انسان کے اُس پچھتاوے کا بیان ہے جب وہ کہے گا کہ اُس نے دارالعمل میں کچھ نہ کیا۔ اُس دن کے عذاب اور قید وبند کی کوئی مثال نہیں ہوسکتی، ۲۷-۳۰) کافروں اور مُجرموں کے ذِکر کے بعد مومنوں اور نفس مُطمَئِنَّہ کی طرف اِشارہ ہے ـ وہ اللہ سے راضی ـ اُس کے احکام کی پابندی میں ـ اور اللہ اس سے راضی، اُس پابندی کے باعث۔ اُسے اللہ کے بندوں میں شامل ہونے کی خوشخبری اور جنّت میں داخِل ہونے کی دعوت دی جائے گی۔

تشریحات (۱)

م-ق = موضح القرآن: ش-ھ = شیخ محمود الحسن

٢٣ وَجِایٓءَ یَوْمَىِٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ۬
یَوْمَىِٕذٍ یَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ
وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ؕ
٢٤ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ ۚ
٢٥ فَیَوْمَىِٕذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ ۙ
٢٦ وَّلَا یُوْثِقُ وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ ؕ
٢٧ یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ۗ
٢٨ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ
رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۚ
٢٩ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۙ
٣٠ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۧ

ترجمہ شاہ رفیع الدین

٢٣-اور لائی جاوے گی اُس دن دوزخ۔ اس دن نصیحت پکڑے گا آدمی اور کہاں ہے اس کو نصیحت پکڑنا۔ ٢٤-کہے گا اے کاش کہ میں پہلے بھیج لیتا واسطے زندگانی اپنی کے۔ ٢٥-پس اُس دن نہ عذاب کرے گا عذاب اس کا سا کوئی۔ ٢٦-اور نہ قید کرے گا قید کرنا اس کا سا کوئی۔ ٢٧-اے جان آرام پکڑنے والی۔ ٢٨-پھر جا طرف پروردگار اپنے کے کہ خوش ہے تو پسند کی گئی۔ ٢٩-پس داخل ہو بیچ بندوں میرے کے۔ ٣٠-اور داخل ہو بیچ بہشت میری کے۔

رموز اوقاف

آیت: ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ٹھہرنا چاہیئے: ٹھہرنا بہتر:
سکتہ کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: (ق) نہ ٹھہرو: (لا) کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ١٩٣

١٢ پھر ان سب نے بڑی خرابی ڈالی تھی، اِن سارے دیسوں میں!

١٣ ——پس ڈالا اِن سب پر تمہارے رب نے تازیانہ عذاب کا!!

١٤ بیشک رب ہے تمہارا گھات میں، تُم پر نگراں!

١٥ لیکن آدمی کا حال!——جب اُس کو جانچے اُس کا رب،

پھر اُس کو عِزّت دے، اور اُس کو نِعمت دے،

تب یہ کہتا ہے: میرے رب نے عِزّت دی ہے مُجھ کو!

١٦ اور جب اُس کو جانچے یوں، کہ پھر نپی تُلی دے اُس کو روزی اُس کی

تب یہ کہہ اُٹھے: میرے رب نے مُجھ کو کیا ذلیل!

١٧ مگر نہیں! بلکہ حال یہ ہے——کرتے نہیں تم عِزّت کا برتاؤ یتیموں سے،

١٨ اور کرتے نہیں تم آپس میں تاکید مسکینوں کو کھانا بھی کھلوانے کی!

١٩ اور کھا جاتے ہو تم مُردوں کی میراث، کھاتے ہو تم پے درپے!

٢٠ اور کرتے ہو تم پریم دَولت سے، گہرا پریم!

٢١ مگر نہیں جب توڑی جائے، کُوٹی جائے، دھرتی رِیزہ رِیزہ،

٢٢ اور آئے تمہارا رَب، اور آئیں فرشتے صف پر صف!

١٥-١٦) انسان دنیا میں عزت و نعمت اور رنج و مصیبت کی دھوپ چھاؤں میں یا تو فخر و غرور کا شکار ہو جاتا ہے، یا مایوسی و ناامیدی کا۔ پہلی حالت میں اس عارضی عزت و نعمت کا ایسا دعویدار جیسے یہ اُس کا حق ہے جو اللہ اُسے دینے پر مجبور ہے۔ دوسری حالت میں شاکی ہوتا ہے کہ باوجود اُس کی صلاحیتوں کے (بزعم خود) اُسے "ناحق ذلیل کیا (نعوذ باللہ)"۔ "رب پر الزام رکھے اپنے فعل نہ دیکھے"، م-ق ١٧-٢٠) یہ ڈینگیں اور مایوسیاں خود غرضی اور ہوسِ زر سے پیدا ہوتی ہیں۔ یتیم کو جائز عزت (یعنی اُس کے جائز مقام) سے محروم کرنا، یا مسکین کو کھانا کھلانے پر اجتماعی عدم توجہی، مُردے کی چھوڑی میراث کو ہضم کرنا۔ یہ سب (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

۱۲ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ
۱۳ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ
۱۴ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ
۱۵ فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ
فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ
فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ
۱۶ وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ
فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ
۱۷ كَلَّا بَلْ لَا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ
۱۸ وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ
۱۹ وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَمًّا
۲۰ وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا
۲۱ كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا
۲۲ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا

ترجمہ شاہ رفیع الدین

۱۲- پس بہت کیا بیچ ان کے فساد۔ ۱۳- پس ڈالا اوپر ان کے پروردگار تیرے نے کوڑا عذاب کا۔ ۱۴- تحقیق پروردگار تیرا البتہ بیچ گھات کے ہے۔ ۱۵- پس لیکن جو انسان ہے جب آزماتا ہے اس کو پروردگار اس کا پس عزت دیتا ہے اس کو اور نعمت دیتا ہے اس کو۔ پس کہتا ہے رب میرے نے بزرگ کیا ہے مجھ کو ۱۶- اور لیکن جب آزماتا ہے اس کو پس تنگ کرتا ہے اوپر اس کے رزق اس کا۔ پس کہتا ہے رب میرے نے ذلیل کیا مجھ کو۔ ۱۷- ہرگز نہیں یوں بلکہ تم حرمت نہیں کرتے یتیم کی۔ ۱۸- اور نہیں رغبت کرتے تم اوپر کھلانے فقیر کے۔ ۱۹- اور کھاتے ہو تم میراث کو کھانا لپیٹ کر۔ ۲۰- اور دوست رکھتے ہو تم مال کو دوست رکھنا بہت۔ ۲۱- ہرگز نہیں یوں جس وقت توڑی جاوے گی زمین ریزہ ریزہ۔ ۲۲- اور آوے گا پروردگار تیرا۔ اور فرشتے صف باندھ کر

رموز و اوقاف

آیت: (ۃ) (م) (ف) ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) (ط) ٹھہرنا چاہیئے: (ج) ٹھہرنا بہتر
(ۛ) کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: (وقفہ) زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: (صلے) (صل) ملانا بہتر: (ق) نہ ٹھہرو: (لا) کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں۔

تفصیل صفحہ ۱۹۲

سورۂ فجر ۸۹ - مکی | آیات ۳۰ | رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ قسم فجر کی، صبح سویرے کی !

۲ اور قسم دس راتوں کی !

۳ اور قسم ہے جُفت کی، اور طاق کی !

۴ اور قسم ہے رات کی جب ہو اُس کا چل چلاؤ!

۵ ہاں، اِن سب میں ہیں قسمیں اور گواہی، واسطے عقل والوں کے !!

۶ کیا تُم نے نہیں دیکھا، کیا انجام کیا تمھارے رب نے عاد والی قوم کا ؟

۷ — ہاں، اُس گروہِ اِرم کے ساتھ، تھے جو سُتونوں والے !

۸ — وہی، جن کے مِثل ہوئے نہ پیدا سارے دیسوں میں!

۹ اور ہاں، ثمود کے ساتھ، جو تراشا کرتے چٹانیں وادی میں !

۱۰ اور فرِعون کے ساتھ، تھا جو میخوں والا!

۱۱ — اِن سب نے کی تھی سرکشی اپنے اپنے دیسوں میں!!

۱-۴) مختلف چیزوں کا تقابل - دیکھئے ضمیمہ تشریحات ۹ ۶-۱۰) عاد، ثمود اور فرِعون کے متعلق دیکھئے ضمیمہ تشریحات ۱۰-۱۲-۱۱-۱۴) عاد ثمود اور آل فرعون وغیرہ سرکش قوموں نے دنیا میں بڑے فساد پھیلائے تھے اور جب عذابِ الٰہی اِن سب پر نازل ہوا تو اِن کی طاقت کچھ بھی کام نہ آئی - بیشک اللہ لوگوں کے اعمال پر یوں نگاہ رکھتا ہے جیسے وہ گھات میں ہو -

سُوْرَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ | وَهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً | رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱ وَالْفَجْرِ (لا)

۲ وَلَيَالٍ عَشْرٍ (لا)

۳ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ (لا)

۴ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ

۵ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ

۶ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ (صلے)

۷ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ (صلے)

۸ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ (صلے)

۹ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ (صلے)

۱۰ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ (صلے)

۱۱ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ (صلے)

ترجمہ شاہ رفیع الدین

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱. قسم ہے فجر کی۔ ۲. اور راتوں دس کی۔ ۳. اور جفت کی اور طاق کی۔ ۴. اور رات کی جب چلنے لگے۔ ۵. کیا بیچ اس کے قسم ہے واسطے صاحبوں عقل کے۔ ۶. کیا نہ دیکھا تو نے کیونکر کیا پروردگار تیرے نے ساتھ عاد۔ ۷. ارم ستونوں والے کے۔ ۸. وہ جو نہیں پیدا کیا گیا مانند ان کے بیچ شہروں کے۔ ۹. اور ساتھ ثمود کے جنھوں نے تراشا تھا پتھروں کو بیچ وادی کے۔ ۱۰. اور ساتھ فرعون میخوں والے کے۔ ۱۱. یہ سب تھے جنھوں نے سرکشی کی بیچ شہروں کے۔

تفصیل صفحہ ۱۹۲

رموز اوقاف

آیت: ۔ ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) (ط) ٹھہرنا چاہیے: (ج) ٹھہرنا بہتر
(سکتہ) کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: (وقفہ) زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: (ص) (صلے) ملانا بہتر: (ق) نہ ٹھہرو: (لا) کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں۔

پھر تحقیق ہم پر ہے حساب اُن کا! ۲۶ ع

تشریحات

م-ق = مرتبِ مفتاح القرآن: ت-م = ترجمۂ محمود الحسن

ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُم ﴿٢٦﴾

٢٥۔ پھر تحقیق اوپر ہمارے ہے حساب اُن کا ۔

ترجمہ شاہ رفیع الدین

تفصیل صفحہ ١٩٣

رموز اوقاف

آیت: ۃ م قف ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیے: ج ٹھہرنا بہتر
سکتہ کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ص صلے ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں

۱۲ ـــ واں اک چشمہ ہے جاری، بہتا!

۱۳ اونچے اونچے تخت وہاں!

۱۴ اور آبخورے لگے قرینے سے!

۱۵ اور تکیئے لگے قطاروں سے!

۱۶ اور مسند، قالین بچھے!!

۱۷ پس، کیا دیکھتے نہیں یہ اُونٹوں کو؟ کیسے وہ بنائے ہیں؟

۱۸ اور آسمان کو، کیسی اُس کو بلندی دی؟

۱۹ اور پہاڑوں کو، کیسے وہ جمائے ہیں؟

۲۰ اور ہاں دھرتی کو، کیسی صاف بچھائی ہے؟

۲۱ سو، اے پیغمبر! تم سمجھاتے جاؤ ـــ ہے بس اتنا، تم ہو اِک سمجھانے والے!

۲۲ نہیں بنے ہو تُم اِن پر داروغہ!

۲۳ ـــ مگر ہاں، جس نے مُنہ موڑا اور انکار کیا،

۲۴ تو کرے عذاب اللہ اُسے ـــ بڑا عذاب!

۲۵ تحقیق، ہماری جانب ہوگا لوٹنا اُن کا!

۱۷) دیگر جانوروں کے مقابلہ میں اُونٹ کی تخلیق بہ لحاظ ہیئت و خاصیت عجائباتِ عالم میں سے ہے = "بنائے ہیں" یعنی "بنائے گئے ہیں"۔ ۱۹) "جمائے ہیں" یعنی "جمائے گئے ہیں"۔ ۱۷-۲۰) یہ عجائبات ہر انسان کو خالقِ کائنات پر ایمان لانے کے لئے کافی ہیں۔ لیکن اگر کسی کو یہ توفیق نہ ہو تو.... ۲۱-۲۲) .... آپ کا کام صرف سمجھانا اور نصیحت کرنا ہے۔ آپ جبر و زور کرانے کے لئے داروغہ نہیں بنائے گئے ہیں۔ ۲۳) دین کی حقیقت ہے۔

م-ق=موضح القرآن:

وقف لازم

١٢ فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ (م)

١٣ فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ (لا)

١٤ وَّأَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ (لا)

١٥ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ (لا)

١٦ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ (ۖ)

١٧ أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ (وقفه)

١٨ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ (وقفه)

١٩ وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ (وقفه)

٢٠ وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ (ۃ)

٢١ فَذَكِّرْ ۚ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ (ۖ)

٢٢ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ (لا)

٢٣ إِلَّا مَن تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ (لا)

٢٤ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ (ۖ)

٢٥ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ (لا)

ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ

١٢۔ بیچ اس کے چشمہ ہے جاری۔ ١٣۔ بیچ اس کے تخت ہیں بلند۔ ١٤۔ اور آبخورے ہیں دھرے ہوئے۔ ١٥۔ اور تکیے ہیں صف باندھے ہوئے۔ ١٦۔ اور مسندیں ہیں بچھائی ہوئی ١٧۔ کیا پس نہیں دیکھتے طرف اونٹوں کی کیونکر پیدا کیے گئے ہیں۔ ١٨۔ اور طرف آسمان کی کیونکر بلند کیے گئے۔ ١٩۔ اور طرف پہاڑوں کے کیونکر گاڑے گئے۔ ٢٠۔ اور طرف زمین کی کیونکر بچھائی گئی۔ ٢١۔ پس نصیحت کر سوا اس کے نہیں کہ تو نصیحت کرنے والا ہے۔ ٢٢۔ نہیں تو اوپر اُن کے داروغہ۔ ٢٣۔ مگر جس نے منہ پھیرا اور کفر کیا۔ ٢٤۔ پس عذاب کرے گا اس کو اللہ عذاب بڑا۔ ٢٥۔ تحقیق طرف ہماری ہے پھر آنا اُن کا۔

رموز اوقاف

(ۃ) آیت: (م) (قف) ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) (ط) ٹھہرنا چاہیے: (ج) ٹھہرنا بہتر

(سکتہ) کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: (وقفہ) زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: (ص) (صلے) ملانا بہتر: (ق) نہ ٹھہرو: (لا) کہیں ٹھہرنا، کہیں نہیں۔

تفصیل صفحہ ١٩٢

سورۂ غاشیہ ۸۸ - مکّی آیات ۲۶ رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ اے پیغمبر! کیا پہونچی تُم کو بات اُس چھا جانے والی قیامت کی ؟
۲ کتنے چہرے اُس دِن ہوں گے ذِلّت مارے، خوف زدہ !
۳ وہ محنت کرنے والے ہارے ماندے ہیں !
۴ اب دھنس جائیں آگ میں، جلتی جھُلساتی !
۵ پانی پِلائے جائیں کھَولتے چشمہ سے،
۶ نہیں ہو واسطے اُن کے کھانا کچھ، کانٹے والے جھاڑ سوا !
۷ جو نہ کریگا موٹا اُن کو اور نہ اُن کی بھُوک مِٹائے !!
۸ اور کتنے چہرے اُس دِن ہوں آسُودہ !
۹ اپنی کوشِش، اپنی کمائی سے راضی !
۱۰ بُلند اور اعلیٰ جنّت میں !
۱۱ نہ سُنیں گے اُسمیں وہ بکواس کوئی !

۲) کافر جو دُنیا میں ریاضت کرتے ہیں کچھ قبول نہیں ہوتی م-ق - "کِتنے لوگ ہیں جو دنیا میں محنتیں کرتے کرتے تھک جاتے ہیں۔ مگر اُن سب کی محنتیں طریقِ حق پر نہ ہونے کی وجہ سے اکارت ہیں۔ یہاں بھی تکلیفیں اُٹھائیں اور وہاں بھی مصیبت میں رہے" تفسیر عثمانی - آیات ۲ - ۷) میں ایسے ہی لوگوں کا حال بیان کیا گیا ہے۔ ۶) "ضریع" ایک خاردار درخت۔ انتہائی تلخ، بدبودار اور گرم، دوزخیوں کی خوراک۔ ۸ - ۱۶) یہ آیات (۲ تا ۷ کے مقابلہ میں) اُن لوگوں کے بارے میں ہیں جو دُنیا میں طریقِ حق پر عمل پیرا رہے اور آخرت میں سُرخرو اور کامراں ہوئے۔

م-ق = موضح القرآن: ت-ع = ترجمۂ محمود الحسن

(۱) (رکوع)

سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتٌّ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞

۱ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ؕ
۲ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۙ
۳ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۙ
۴ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۙ
۵ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ؕ
۶ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۙ
۷ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ؕ
۸ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۙ
۹ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۙ
۱۰ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۙ
۱۱ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ؕ

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱۔ کیا آئی ہے تیرے پاس بات ڈھانک لینے والی کی۔ ۲۔ کتنے منہ اس دن ذلیل ہونے والے ہیں۔ ۳۔ عمل کرنے والے محنت کرنے والے ۴۔ داخل ہوں گے آگ جلتی میں۔ ۵۔ پلائے جاویں گے چشمے کھولتے میں سے۔ ۶۔ نہیں واسطے ان کے کھانا مگر ضریع سے یعنی کانٹوں سے۔ ۷۔ نہیں موٹا کرتا ہے اور نہ کفایت کرتا ہے بھوک سے۔ ۸۔ کتنے منہ اس دن نعمتوں میں ہوں گے۔ ۹۔ سعی اپنی سے راضی ہیں۔ ۱۰۔ بیچ بہشت بلند کے۔ ۱۱۔ نہیں سنتے بیچ اس کے بیہودہ۔

آیت: ۞ ٹھہرو: ۞ ۞ (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف بغیر دائرہ) ٹھہرنا چاہیے: ط ٹھہرنا بہتر: م
کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں:

تفصیل صفحہ ۱۹۲

۱۱ اور الگ رہ جائے گا اُس سے، ہے جو بڑا بد بخت!

۱۲ وہ جو داخل ہو گا آگ میں — ہے جو بہت بڑی!

۱۳ پھر نہ آئے اُس کو موت وہاں، اور نہ اُس کا جینا ہو!

۱۴ بیشک، وہ تو ٹھہرا بامراد، جس نے اپنی کی اِصلاح!

۱۵ اور اپنے رب کا نام جپا، پھر کرتا رہا نماز ادا!!

۱۶ مگر نہیں! تم تو آگے رکھتے ہو بس جیون دنیا کا،

۱۷ لیکن، آخرت ہے خوب تر — اور باقی رہنے والی ہے!

۱۸ بیشک ہے یہ بات سارے اگلے صحیفوں میں!

۱۹ — اِبراہیم اور موسیٰ والے صحیفوں میں!! ع

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)۔ ۶) جس طرح اور چیزیں بتدریج کمال تک پہونچیں۔ ویسے ہی آہستہ آہستہ تم کو بھی کامِل قرآن پڑھادیں گے تفسیر عثمانیؒ۔ ۸) یعنی وحی کا یاد رکھنا آسان ہو جائے گا اور دینی و دُنیوی کامیابی کے لئے راستہ ہموار ہو جائے گا۔ ۱۰) مگر نصیحت سے فائدہ اُسی کو ہو گا جسے آخرت کا خوف اور اللہ کا ڈر ہو گا۔

۱۴) یعنی اپنے قلب و قالب کو صحیح عقائد، اچھے اخلاق اور نیک اعمال سے سنوارا۔ تفسیر عثمانیؒ

۱۸ - ۱۹) "یہ بات" جو آیات ۱۴ - ۱۵) میں مذکور ہے۔ یعنی تزکیۂ نفس و اخلاق، ذکرِ الٰہی اور قیامِ صلوٰۃ اگلی آسمانی کتابوں میں بھی موجود ہیں۔

۱۱ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ﻻ

۱۲ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَى

۱۳ ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى

۱۴ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى ﻻ

۱۵ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى

۱۶ بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﻻ

۱۷ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى

۱۸ إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَى ﻻ

۱۹ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى ع

ترجمہ شاہ رفیع الدین

۱۱۔ اور ایک طرف رہیگا اس سے بڑا بدبخت۔ ۱۲۔ وہ جو داخل ہوگا آگ بڑی میں۔ ۱۳۔ پھر نہ مرے گا بیچ اس کے اور نہ جئے گا۔ ۱۴۔ تحقیق بامراد ہوا وہ شخص جو پاک ہوا۔ ۱۵۔ اور یاد کیا نام پروردگار اپنے کا پس نماز پڑھی۔ ۱۶۔ بلکہ اختیار کرتے ہو تم زندگانی دنیا کو۔ ۱۷۔ اور آخرت بہت بہتر ہے اور بہت باقی رہنے والی۔ ۱۸۔ تحقیق یہ البتہ بیچ صحیفوں پہلوں کے ہے۔ ۱۹۔ صحیفے ابراہیم اور موسیٰ کے

رموز اوقاف

آیت ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیے: ج ٹھہرنا بہتر
سکتہ کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: صل صلے ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ۱۹۲

سورۂ اعلیٰ ۸۷ — آیات ۱۹ — رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ اے پیغمبر! بولو تم پاکی اپنے رب کے نام کی، ہے جو اعلیٰ اور بُلند!
۲ جس نے سب کچھ خلق کیا، پھر لگایا اُن کو ایک ٹھکانہ سے،
۳ اور جس نے رکھا اندازہ، پھر دکھلائی راہ ہدایت کی،
۴ اور جس نے نکالا چارہ، سبزہ،
۵ پھر کر ڈالا اُس کو کوڑا کرکٹ، کالا کالا!!
۶ اے پیغمبر! ہم تم کو جلد پڑھائیں گے اِس طور، پھر نہ ہووے تم سے کوئی بھُول
۷ مگر ہاں، وہی جو چاہے خود اللہ،
بیشک وہ تو جانتا ہے کھُلی پُکار — اور وہ جو دل میں چھپایا ہو!
۸ اور اے پیغمبر! ہم پہنچائیں گے تم کو آسانی سے، آسان طریقہ تک،
۹ سو تم کرتے جاؤ نصیحت — اگر نصیحت فائدہ دے!
۱۰ نصیحت تو بس لے گا وہ، جو ڈرتا رہتا ہے!

۱) مقامِ فکر ہے پیمائشِ زمان و مکاں — مقامِ ذکر ہے سبحان ربی الاعلیٰ (علامہ اقبال)
۲) ہر چیز اپنی حکمت سے ٹھیک بنائی۔ خواص اور فوائد کے لحاظ سے جو مقصود ہیں، ہر چیز کو اُس کے درجۂ کمال تک پہنچایا اور ایسا مزاج عطا کیا کہ وہ فوائد اُس پر مرتب ہو سکیں تفسیر عثمانی
۳) "اوّل تقدیر لکھی، پھر اُسی موافق دُنیا میں لایا" م-ق) دُنیا میں آنے کی راہ بتائی۔ ہدایت عطا کی علامہ اقبال نے خلق۔ تقدیر اور ہدایت کو ابتدا کہتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی رحمۃ اللعالمینی کی جانب کیا خوب اشارہ کیا ہے:- خلق و تقدیر و ہدایت ابتداست — رحمۃ اللعالمینی انتہاست

م-ق = موضح القرآن: ف-م = ترجمہ محمود الحسن

سُوْرَةُ الْاَعْلٰى مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً رُكُوْعُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

١ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۙ

٢ الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۙ

٣ وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۙ

٤ وَالَّذِيْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۙ

٥ فَجَعَلَهٗ غُثَاۗءً اَحْوٰى ۭ

٦ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ۙ

٧ اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ۭ

٨ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ۚ

٩ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۭ

١٠ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۙ

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے۔

۱۔ پاکی بیان کر ساتھ نام پروردگار اپنے بہت بلند کے۔ ۲۔ جس نے پیدا کیا پس تندرست کیا۔ ۳۔ اور جس نے اندازہ کیا پس راہ دکھائی۔ ۴۔ اور جس نے نکالا چارہ۔ ۵۔ پس کر دیا اس کو کوڑا سیاہ۔ ۶۔ شتاب پڑھاویں گے ہم تجھ کو پس نہ بھولیگا تو۔ ۷۔ مگر جو چاہے خدا۔ تحقیق وہ جانتا ہے پکار نے کو اور جو چھپاتا ہے۔ ۸۔ اور آسان کریں گے ہم بھی تیری کو واسطے شریعت آسان کے۔ ۹۔ پس نصیحت کر اگر نفع دے نصیحت تیری۔ ۱۰۔ البتہ نصیحت پکڑے گا جو شخص کہ ڈرتا ہے۔

ترجمہ شاہ رفیع الدین

تفصیل صفحہ ۱۵۲

رموز اوقاف: آیت: ٥ ٹھہرو: م ق (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیے: ج ٹھہرنا بہتر: کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ص ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں۔

۱۲ — اور زمین کی جو پھُوٹ نِکالے کھیتی!

۱۳ بیشک یہ تو بات ہے فیصلہ کُن !

۱۴ اور نہیں یہ کوئی ہنسی کی بات۔

۱۵ **بیشک** یہ لوگ لگے ہیں چال میں،

۱۶ اور میں بھی کرتا ہوں تدبیر!

۱۷ سو اے پیغمبر! تم کافروں کو مُہلت دو،

— ہاں مہلت دو تم اِن کو تھوڑی مُدّت !! ع

۱۲) یعنی زمین جو پھٹ جاتی ہے اور اناج کے پودے باہر لاتی ہے۔

۱۳-۱۴) یعنی قرآن کی نصیحتیں، ذکرِ قیامت وغیرہ فیصلہ کُن باتیں ہیں۔ ہنسی مذاق نہیں۔ ترجمہ آیت ۱۴ از حضرت شیخ الہندؒ "اور نہیں یہ بات ہنسی کی" ۱۵-۱۷) مُنکر قیاس اور ظن وگمان کے داؤپیچ میں لگے ہیں۔ یہ چیز بھلا کیا مقابلہ کر سکتی ہے اللہ کی تکوینی مصلحتوں کا، اور اُن فیصلوں کا جو مقدر ہو چکے ہیں۔

م-ق = موضح القرآن : ت-م = ترجمہ محمود الحسن

١٢ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۙ
١٣ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۙ
١٤ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ؕ
١٥ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۙ
١٦ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۚۖ
١٧ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ
اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۧ ع

ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ

١٢- اور زمین پھٹنے والی کی۔ ١٣- تحقیق یہ بات البتہ بات ہے فیصل کرنے والی۔ ١٤- اور نہیں وہ بے فائدہ۔ ١٥- تحقیق وہ مکر کرتے ہیں ایک مکر۔ ١٦- اور میں بھی مکر کرتا ہوں ایک مکر۔ ١٧- پس ڈھیل دے کافروں کو ڈھیل دے ان کو ایک مدت تک۔

رموز اوقاف — تفصیل صفحہ ١٩٢

آیت: ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ٹھہرنا چاہیے: ٹھہرنا بہتر:
کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: نہ ٹھہرو: کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں:

سورۂ طارق ۸۶ آیات ۱۷ رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ قسم ہے آسمان کی، اور رات میں آنے والے کی!
۲ اور تم کیا سمجھے، ہے کیا رات میں آنے والا؟
۳ وہ ستارہ، تیز چمکنے والا!
۴ —کوئی جی جان نہیں لیکن اُس پر ایک نگہباں ہے!!
۵ پس دیکھے تو ذرا اِنسان، کس چیز سے وہ تخلیق ہُوا؟
۶ —تخلیق ہُوا وہ پانی سے، ہے جو اُچھلنے والا!
۷ خارِج ہو کر نِکلے جو پیٹھ سے اور چھاتی سے۔
۸ بیشک، وہ اللہ تو قادر ہے اِس انسان کو واپس لانے پر۔
۹ ہاں، جِس دن جانچے جائیں سارے بھید!
۱۰ سو نہ ہوگی حاصل واسطے اُس کے کوئی قوّت، اور نہ کوئی حامی ہو!
۱۱ قسم ہے آسمان کی جو چکّر مارے، پھیر لگائے!

۴) "نگہبان" یعنی فرشتے جو آدمی کو بلاؤں سے بچاتے ہیں، یا اُس کے اعمال لکھتے ہیں۔
۶ - ۷) ملاحظہ ہو ضمیمۂ تشریحات ۵ ۸) بعد از موت انسان کو دوبارہ زندہ کر سکتا ہے۔
۱۱) یعنی بارش لانے والے آسمان کی۔ ترجمہ شیخ الہند — "قسم ہے آسمان چکّر مارنے والے کی"۔

سُورَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً رُكُوعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ (لا)

۲ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ (لا)

۳ النَّجْمُ الثَّاقِبُ (لا)

۴ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ (ط)

۵ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ (ط)

۶ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ (لا)

۷ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ (ط)

۸ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ (ط)

۹ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ (لا)

۱۰ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ (ط)

۱۱ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ (لا)

ترجمہ شاہ رفیع الدین

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱۔قسم ہے آسمان کی اور رات کو آنے والے کی۔ ۲۔ اور کیا جانے تو کیا ہے رات کو آنے والا۔ ۳۔ تارا ہے چمکنے والا۔ ۴۔ نہیں کوئی جی مگر اوپر اس کے ہے نگہبان۔ ۵۔ پس چاہیے کہ دیکھے آدمی کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ ۶۔ پیدا کیا گیا ہے پانی اچھلنے والے سے۔ ۷۔ نکلتا ہے ہڈیوں بیٹھ باپ کی سے اور چھاتیوں ماں کی سے۔ ۸۔ تحقیق وہ اوپر پھیر لانے اس کے کے البتہ قادر ہے۔ ۹۔ جس دن آزمائی جاویں گی چھپی باتیں۔ ۱۰۔ پس نہ ہوگی واسطے اس کے قوت اور نہ مدد دینے والا۔ ۱۱۔ قسم ہے آسمان مینہ والے کی۔

رموز اوقاف

آیت: ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) (ط) ٹھہرنا چاہیے: (ج) ٹھہرنا بہتر: کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: (وقفہ) زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: (ص) (صلے) ملانا بہتر: (ق) نہ ٹھہرو: (لا) کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں۔

تفصیل صفحہ ۱۹۲

۲۰ اور اللہ تو اُن کے پیچھے سے گھیر ڈالے ہے!

۲۱ لیکن، یہ قرآن، بزرگ اور عالیشان،

۲۲ ہے لوح میں یہ محفوظ ! ع

٢٠ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۚ
٢١ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۙ
٢٢ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۚ ع

ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ

٢٠- اور اللہ پیچھے ان کے سے گھیر رہا ہے۔ ٢١- بلکہ وہ قرآن ہے بزرگ۔ ٢٢- بیچ لوح محفوظ کے۔

رموز اوقاف: آیت: ۵ ۔ مر ۔ قف ۔ ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیے: م ٹھہرنا بہتر
سکتہ کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: صلے ۔ صل ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں:

تفصیل صفحہ ١٥٢

۱۰ بیشک، جن لوگوں نے بھی دیں تکلیفیں مومن مردوں اور مومن عورتوں کو،
پھر کی نہ اُنھوں نے کوئی توبہ، تو واسطے اُن کے ہے عذاب جہنّم کا،
اور واسطے اُن کے ہے عذاب دہکتی آگ کا۔

۱۱ لیکن بیشک، لائے جو ایمان، اور کرتے رہے وہ اچھے کام،
تو واسطے اُن کے ہیں جنّت والے باغ، نیچے جن کے ندیاں بہتی ہیں،
ــــ ہے یہ کامرانی بہت بڑی!

۱۲ اے انسان! بیشک تیرے رب کی ہے کڑی پکڑ!

۱۳ ــ بیشک وہ، ہاں وہی، تو کرتا ہے پیدائش کا آغاز اور وہی کرے ہے پھر پیدا!

۱۴ اور ہے وہ بخشش والا، پریم اور چاہت والا!

۱۵ مالکِ عرش، بزرگی والا!

۱۶ کرتار بڑا وہ سب کچھ کا، جس کا وہ کر ڈالے ارادہ!

۱۷ ہاں، اے پیغمبر! کیا پہونچی کہانی تم کو جتھوں کی؟

۱۸ فرعون والے، اور ثمود والے کی؟

۱۹ ــــ پھر بھی وہ جو ہوئے ہیں انکاری، رہتے ہیں لگے جھٹلانے میں!

۱۰) جو حشر خندق کھودنے والوں کا ہوا، وہی حشر اُن دوسرے لوگوں کا بھی ہوگا جو ایمان والوں کو ستاتے ہیں اور توبہ نہیں کرتے۔ ۱۶) "فعّال" کا ترجمہ ہندی لفظ "کرتار" سے کیا گیا ہے، یعنی کرنے والوں میں سب سے بڑا کرنیوالا ۱۷-۱۸) عبرت کے لئے فرعون اور ثمود کے انجام کا ذکر کیا ہے۔ ایک مدت تک نعمتوں سے فیضیاب ہوتے رہے لیکن سرکشی کے باعث ہلاک و برباد ہوئے۔ ۱۹-۲۲) کافروں کا جھٹلانا کچھ کارآمد نہ ہوگا۔ اللہ نے ان کا احاطہ کر رکھا ہے۔ یہ قرآن بڑی شان والا ہے، اور لوح میں محفوظ ہے۔ کافروں کا جھٹلانا اُس کی حقانیت پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔

۱۰ إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ
ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ
وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ (ج)
۱۱ إِنَّ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ
ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ (ط)
۱۲ إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ (ط)
۱۳ إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيدُ (ج)
۱۴ وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ (لا)
۱۵ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ (لا)
۱۶ فَعَّالٌ لِمَا يُرِيدُ (ج)
۱۷ هَلْ أَتٰكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ (لا)
۱۸ فِرْعَوْنَ وَثَمُودَ (ج)
۱۹ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي تَكْذِيبٍ (لا)

ترجمہ شاہ رفیع الدین

۱۰۔ تحقیق جن لوگوں نے کہ ایذا دی ایمان والوں کو اور ایمان والیوں کو پھر نہ توبہ کی پس واسطے ان کے عذاب ہے دوزخ کا اور واسطے ان کے عذاب ہے جلنے کا۔ ۱۱۔ تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے واسطے ان کے بہشتیں ہیں چلتی ہیں نیچے ان کے سے نہریں۔ یہ ہے مراد پانا بڑا۔ ۱۲۔ تحقیق پکڑنا پروردگار تیرے کا البتہ سخت ہے۔ ۱۳۔ تحقیق وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ کریگا۔ ۱۴۔ اور وہ ہے بخشنے والا دوستی کرنے والا۔ ۱۵۔ صاحب عرش بزرگ کا۔ ۱۶۔ کرنے والا ہے جو کچھ چاہے۔ ۱۷۔ کیا آئی ہے تیرے پاس بات لشکروں۔ ۱۸۔ فرعون کی اور ثمود کی۔ ۱۹۔ بلکہ جو لوگ کہ کافر ہوئے ہیں بیچ جھٹلانے کے ہیں۔

رموز اوقاف

آیت: (آ) (مر) (ت) ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) (ط) ٹھہرنا چاہیے: (ج) ٹھہرنا بہتر
(سکتہ) کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: (وقفہ) زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: (ص) (صلے) ملانا بہتر: (ق) نہ ٹھہرو: (لا) کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں:

تفصیل صفحہ ۱۹۲

سورۂ بروج ۸۵ - مکّی آیات ۲۲ رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ قسم ہے آسمان بُرجوں والے کی، چمکدار ستاروں کا، سیاروں کا
۲ اور قسم اُس دن کی، جس کا وعدہ ہے!
۳ اور حاضر آنے والے، دیکھنے والے دن کی، اور حاضر لائے جانے والے، دیکھے جانے والے دن کی!
۴ قسم اِن سب کی! مارے گئے وہ خندق والے!
۵ خندقیں، وہ آگ کی — ایندھن سے بھرپور!
۶ جس گھڑی وہ اُوپر اُن کے کنارے بیٹھے تھے!
۷ اور یہی تھے لوگ، کہ جو کچھ کرتے ظلم وستم مومن بندوں پر اُس کا نظارہ کر رہتے حاضر
۸ اور ہوئے نہ تھے وہ کافر ناخوش اُن مومنوں سے — بدلہ اور ستم پر آمادہ،
مگر بس اتنی بات پر کہ لائے وہ ایمان اُس اللہ، قوت والے، خوبی والے پر!
۹ ہے واسطے جس کے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی!
اور اللہ، جو ہر چیز پہ حاضر ہے، دیکھنے والا آپ!

۳) دیکھئے ضمیمۂ تشریحات ۱۲
۴-۸) ، ، ، ‘‘ (ایک ظالم بادشاہ نے کچھ ایمان والوں کو خندقوں میں ڈال کر جلانے کا سامان کیا تھا۔ اُس پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا)۔

م-ق = موضح القرآن: ت-م = ترجمۂ محمود الحسن

سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ — وَهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً — رُكُوْعُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

١ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ (لا)
٢ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ (لا)
٣ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ
٤ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ (لا)
٥ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ (لا)
٦ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ (لا)
٧ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ
٨ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ
اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ (لا)
٩ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ

ترجمہ شاہ رفیع الدین

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

١ قسم ہے آسمان برجوں والے کی ٢ اور دن وعدہ دیئے گئے کی ٣ اور حاضر ہونے والے کی اور دن حاضر کئے گئے یعنی عرفہ کی ٤ مارے گئے کھائیوں والے ٥ کہ آگ تھی بہت ایندھن والی ٦ جس وقت کہ وہ اوپر اس کے بیٹھے تھے ٧ اور وہ اوپر اس چیز کے کہ کرتے تھے ساتھ مسلمانوں کے حاضر تھے ٨ اور نہیں عیب پکڑا تھا انھوں نے ان میں سے مگر یہ کہ ایمان لائے ساتھ اللہ غالب تعریف کئے گئے کی ٩ وہ جو واسطے اس کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور اللہ اوپر ہر چیز کے حاضر ہے۔

رموز اوقاف

آیت: ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف بغیر دائرہ) [ط] ٹھہرنا چاہیئے: ٹھہرنا بہتر
کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: … ملانا بہتر: (ق) نہ ٹھہرو: (لا) کسی ٹھہرنا کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ١٥٢

۲۴ پس، اے پیغمبر! اُن کو سنا دو خوشخبری دُکھ بھرے عذاب کی!
۲۵ مگر، وہ جو لائے ہوں ایمان، اور کرتے رہے وہ اچھے کام،
ع — واسطے اُن کے بدلہ ہے بے حدّ وحساب!

۲۴ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ
۲۵ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ ع ۱

۲۴۔ پس خوشخبری دے ان کو ساتھ عذاب درد دینے والے کے ۔ ۲۵۔ مگر جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کیے اچھے واسطے ان کے ثواب ہے نہ کاٹا گیا

ترجمہ شاہ رفیع الدین

رموز اوقاف: آیت: ۝ ٹھہرو: م قف (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیے: ج ٹھہرنا بہتر: سکتہ کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ص صلے ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں۔

تفصیل صفحہ ۱۵۲

۱۰ اور جس کو ملے اُس کا چٹھا اُس کے پیٹھ پیچھے سے،

۱۱ تو وہ پکارے: مَوت، مَوت!!

۱۲ اور جل جائے آگ میں!!!

۱۳ بیشک رہتا تھا وہ اپنوں میں خوش، چین سے،

۱۴ بیشک وہ تو سمجھے تھا کہ ہرگز وہ نہیں پلٹے گا، اپنے رب کے پاس!

۱۵ لیکن ہاں، بیشک اُس کا رَب تھا اُس پر نگراں!

۱۶ پس، میں کھاتا ہوں قسم شام کی سُرخی کی،

۱۷ اور رات کی، اور جو وہ سمیٹے تاریکی میں،

۱۸ اور چاند کی جب وہ پُورا ہو،

۱۹ تم کو چڑھتے رہنا ہے، درجہ اوپر درجہ!

۲۰ پس، اِن کو ہوا کیا ہے؟ ایمان نہیں لاتے!

۲۱ اور جائے پڑھا جب اِن کے آگے یہ قرآن، سجدہ بھی نہیں کرتے!

۲۲ لیکن، یہ جو ہوئے ہیں اِنکاری، جھٹلاتے رہتے ہیں!

۲۳ اور اللہ تو بہتر جانتے ہے جو یہ دِلوں میں چھپاتے ہیں!

۱۵) "یعنی پیدائش سے مَوت تک برابر دیکھتا تھا کہ اُس کی رُوح کہاں سے آئی، بدن کس کس چیز سے بنا، پھر کیا اعتقاد رکھا، کیا عمل کیا، دل میں کیا بات تھی، زبان سے کیا نکلا ...." (مولانا محمود الحسنؒ) ایسی حالت میں ان چیزوں کا دیکھنے والا خدا انسان کو اُس کے اعمال کا بدلہ کیسے نہ دے گا! ۱۶-۲۱) انسان اگر قدرتِ الٰہی کی فطری نشانیاں دیکھ کر اپنے رب کو نہ پہچان سکے، تو قرآن کریم کے تفصیلی ذکر و نصیحت کو سُن کر ہی اُس کے سامنے سر جُھکائے — لیکن کافر تو ایسا نہیں کرتے۔ ۲۳) یعنی جو نِفاق اور عِناد یہ لوگ اپنے دِلوں میں رکھتے ہیں۔

۱۰ وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ

۱۱ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۙ

۱۲ وَّ يَصْلٰى سَعِيْرًا ؕ

۱۳ اِنَّهٗ كَانَ فِیْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ

۱۴ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۛۚ

۱۵ بَلٰۤى ۛۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ؕ

۱۶ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۙ

۱۷ وَ الَّيْلِ وَ مَا وَسَقَ ۙ

۱۸ وَ الْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۙ

۱۹ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ؕ

۲۰ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۙ

۲۱ وَ اِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ؕ

۲۲ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ

۲۳ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ

السجدۃ ۱۴

ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ

۱۰- اور اُپر جو کوئی دیا گیا عملنامہ اپنا پیچھے پیٹھ اپنی کے۔ ۱۱- پس البتہ پکارے گا ہلاکی کو۔ ۱۲- اور داخل ہوگا دوزخ میں۔ ۱۳- تحقیق وہ تھا بیچ لوگوں اپنے کے خوش۔ ۱۴- تحقیق اس نے گمان کیا تھا یہ کہ ہرگز نہ پھر آوے گا۔ ۱۵- یوں نہیں تحقیق پروردگار اس کا تھا ساتھ اس کے دیکھنے والا۔ ۱۶- پس قسم کھاتا ہوں میں شفق کی۔ ۱۷- اور رات کی اور جس چیز کو اکٹھا کرتی ہے۔ ۱۸- اور چاند کی جب پیچھے آوے۔ ۱۹- البتہ سوار ہوگے تم ایک حالت پر ایک حالت سے ۲۰- پس کیا ہے واسطے ان کے نہیں ایمان لاتے۔ ۲۱- اور جب پڑھا جاتا اوپر ان کے قرآن نہیں سجدہ کرتے۔ ۲۲- بلکہ وہ لوگ کہ کافر ہوئے ہیں جھٹلاتے ہیں
۲۳- اور اللہ خوب جانتا ہے اس چیز کو کہ دل میں رکھتے ہیں۔

رموز اوقاف

آیت: ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف بغیر دائرہ) ٹھہرنا چاہیئے: ٹھہرنا بہتر
کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ۱۵۲

سورۃ الانشقاق ۸۴ مکی | آیات ۲۵ | رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ جب یہ آسمان پھٹ جائے،
۲ اور کان دھرے وہ واسطے اپنے رب کے حکم کے، اور یہ اُس پر لازم ہے!
۳ اور جب یہ زمین تانی جائے،
۴ اور پھینک نکالے ہے جو اِس کے اندر — اور خالی ہو جائے،
۵ اور کان دھرے وہ واسطے اپنے رب کے حکم کے، اور یہ اُس پر لازم ہے!
۶ اے اِنسان! بیشک تو ہے مشقت مارا،
اپنے رب کی سمت رَواں محنت اور مشقت سے،
تب آخِر اُس سے ملنا ہو!
۷ پس، جس کو ملے گا اُس کا چِٹھا اُس کے دائیں ہاتھ میں،
۸ تو ہوگا اُس کا جلد حِساب — آسان حِساب!
۹ اور وہ لَوٹے اَپنوں پاس، خوش خوش!

۶) ہر انسان اپنی صلاحیت کے مطابق مختلف کوششوں میں لگا رہتا ہے۔ کوئی نیکی اور بھلائی کی خاطر مشقت اُٹھاتا ہے، کوئی بدی اور نافرمانی میں جان کھپاتا ہے۔ خیر اور شر کی ان کوششوں میں ہر انسان کو مشقتیں اُٹھانی ہیں، اور تب آخر میں اپنے رب سے ملنا ہوتا ہے۔

سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ | وَهِيَ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً | رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ (لا) ۱

وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ (لا) ۲

وَ اِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۳

وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ (لا) ۴

وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ ۵

يٰاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ ۶

اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا

فَمُلٰقِيْهِ

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ (لا) ۷

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا (لا) ۸

وَّ يَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۹

ترجمہ شاہ رفیع الدین

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱۔جس وقت کہ آسمان پھٹ جاوے۔ ۲۔ اور کان رکھے واسطے پروردگار اپنے کے اور وہ اسی لائق ہے۔ ۳۔ اور جب زمین کھینچی جاوے۔ ۴۔ اور ڈال دے جو کچھ بیچ اس کے ہے اور خالی ہو جاوے۔ ۵۔ اور کان رکھے واسطے پروردگار اپنے کے اور وہ اسی لائق ہے۔ ۶۔ اے آدمی تحقیق تو محنت کرنے والا ہے طرف رب اپنے کے خوب محنت کر پس ملنے والا ہے اس سے۔ ۷۔ پس اب جو کوئی دیا گیا عملنامہ اپنا بیچ داہنے ہاتھ اپنے کے۔ ۸۔ پس شتاب حساب کیا جاویگا حساب کرنا آسان۔ ۹۔ اور پھر آوے گا طرف لوگوں اپنے کی خوش۔

رموز اوقاف

آیت ... ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف بغیر دائرہ) ٹھہرنا چاہیے ... ٹھہرنا بہتر

کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ... زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ... ملانا بہتر: (ق) نہ ٹھہرو: (لا) کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں:

تفصیل صفحہ ۱۵۲

۲۳ مسندوں پر بیٹھے نظارہ کرتے ہیں!

۲۴ پہچانوگے تم، دیکھوگے چہروں میں ان کے تازگی، چین آرام کی!

۲۵ پلائے جائیں شراب خالص میں سے، ہو جو سربمُہر!

۲۶ اُس کی مُہر — مُشک سے ہو، پس چاہیئے اُس کی خاطر ہی چاہنے والے چاہ کریں!

۲۷ اور مِلاوَن اُس کی ہو تسنیم سے!

۲۸ — وہ اک چشمہ ہے جس سے پئیں گے قربت والے

۲۹ **بیشک** وہ جو مجُرم ہیں، کرتے تھے ہنسی اُن سے جو لائے تھے ایمان!

۳۰ اور جب وہ گزرتے پاس سے اُن کے، کرتے اشارے آنکھوں میں!

۳۱ اور جب لَوٹتے اَپنوں پاس، تب وہ پلٹتے باتیں بناتے!

۳۲ اور جب دیکھتے اُن کو تب کہتے: بیشک یہ لوگ تو بھٹکے ہیں!

۳۳ اور، نہ بنا کر بھیجے گئے تھے یہ کافر اِن مومنوں پر پہرہ دار!

۳۴ پس آج کے دن وہ جو لائے تھے ایمان کافروں پر ہنستے ہیں!

۳۵ مَسندوں پر بیٹھے نظارہ کرتے ہیں!

۳۶ ہاں مِل گیا پورا بدلہ کافروں کو، اُس بات کا جو وہ کرتے تھے!! ع

۲۳) نظارہ — یعنی دیدارِ الٰہی۔

۲۶) یعنی کوشش کرو تو اِسی شرابِ طہور کی خاطر۔ ۲۹-۳۲) کُفّار مومنوں پر ہنستے کہ دنیا کی لذتوں کو چھوڑ کر جنّت کی خیالی باتوں میں پڑے ہیں۔ طرح طرح سے آنکھیں مارتے، باتیں بناتے اور کہتے کہ یہ مسلمان تو گمُراہی میں بھٹکے ہیں۔ ۳۳) اللہ تعالیٰ نے اِن کافروں کو مسلمانوں پر نگراں تو نہیں بنایا۔

ہ-ق = مجمع القرآن: [illegible]

٢٣ عَلَى الْأَرَآئِكِ يَنظُرُونَ (لا)

٢٤ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ (م)

٢٥ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ (لا)

٢٦ خِتَامُهُ مِسْكٌ ۚ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ (ط)

٢٧ وَمِزَاجُهُ مِن تَسْنِيمٍ (لا)

٢٨ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ (ج)

٢٩ إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ (صلے)

٣٠ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ (صلے)

٣١ وَإِذَا انقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمُ انقَلَبُوا فَكِهِينَ (صلے)

٣٢ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَضَالُّونَ (لا)

٣٣ وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ (ج)

٣٤ فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ (لا)

٣٥ عَلَى الْأَرَآئِكِ يَنظُرُونَ (ط)

٣٦ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (آ)

ع ١

ترجمہ شاہ رفیع الدین

٢٣۔ اوپر تختوں کے دیکھتے ہوں گے۔ ٢٤۔ پہچانے گا تو بیچ مونہوں ان کے کے تازگی نعمت کی۔ ٢٥۔ پلائے جاویں گے شراب خالص مہر کی ہوئی میں سے۔ ٢٦۔ کہ مہر کرنے کی چیز اس کی مشک ہے۔ اور بیچ اس کے پس چاہیے رغبت کریں رغبت کرنے والے۔ ٢٧۔ اور ملونی اس کی تسنیم سے ہے۔ ٢٨۔ وہ ایک چشمہ ہے کہ پیتے ہیں اس میں سے مقرب خدا کے۔ ٢٩۔ تحقیق وہ لوگ جو گنہگار ہیں تھے ان لوگوں سے کہ ایمان لائے ہنستے۔ ٣٠۔ اور جب گذرتے تھے ساتھ ان کے آنکھیں مارتے تھے۔ ٣١۔ اور جب پھر جاتے تھے طرف لوگوں اپنے کی پھر جاتے تھے باتیں بناتے۔ ٣٢۔ اور جب دیکھتے تھے ان کو کہتے تھے ان کو تحقیق یہ لوگ البتہ گمراہ ہیں۔ ٣٣۔ اور نہیں بھیجے گئے اوپر ان کے نگہبان۔ ٣٤۔ پس آج وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں کافروں سے ہنستے ہیں۔ ٣٥۔ اوپر تختوں کے دیکھتے ہیں۔ ٣٦۔ کیا بدلہ دیئے گئے کافر اس چیز کا کہ تھے کرتے

رموز اوقاف

(آ) آیت: (م) (قف) ٹھہرو: (ط) ٹھہرنا چاہیے: (ج) ٹھہرنا بہتر: (سکتہ) کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: (وقفہ) زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: [illegible] ملانا بہتر: (ق) نہ ٹھہرو: (لا) کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ١٩٢

۱۲ ۔ اور نہیں جھٹلاتا اِس کو کوئی بھی
مگر وہی، ہے جو حد سے بڑھا، گناہوں والا!
۱۳ جب سُنائی جائیں اُس کو ہماری آیتیں،
تو کہہ اُٹھے: "قِصّے کہانی اگلوں کے!"
۱۴ مگر ہرگز نہیں! ھے بلکہ یوں ۔ بیٹھ گیا ہے اِن کے دلوں پر زنگ
اُس چیز کا جو یہ کماتے رہتے تھے۔
۱۵ ہاں، ہاں! بیشک اپنے رب سے، اُس دن، یہ لوگ رہیں گے پردے میں!
۱۶ پھر بیشک یہ لوگ تو ہیں جل جانے والے جلتی آگ میں!
۱۷ پھر تو کہا جائے: یہ ہے وہ جس کو تم جھٹلاتے تھے!
۱۸ ہاں، ہاں، بیشک نیکوکاروں کا تو چِٹّھا عِلّیین میں ہے!
۱۹ اور تم کیا جانو، ہے کیا عِلّیین؟
۲۰ اِک دفتر ہے جو لِکھّا ہے!
۲۱ دیکھتے رہتے ہیں اُس کو فرشتے قُربت والے!
۲۲ بیشک نیکوکار تو چین آرام میں ہیں،

۱۲) روزِ جزا کا منکر، حد سے بڑھ جانے والا، گناہوں پر دلیر۔ ۱۴) گناہوں کی کثرت نے اُن کے دلوں پر سیاہی جما دی ہے، یعنی اس باعث زنگ لگ گیا ہے اور حقیقت کا عکس اُن کے دلوں میں نہیں رونما ہوتا۔ ۱۵) اُس دن گنہ گار اپنے رب کے دیدار سے محروم ہوں گے۔ ۱۸) عِلّیین وہ دفتر ہے جس میں اہلِ جنّت کے نام درج ہوں گے۔ ۲۱) اللہ کے مقرب فرشتے مومنوں کے اعمال دیکھتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔

م-ق = مرتبِ تعلیم القرآن: ف-م = فرح محمود لکھنوی

١٢ وَ مَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ
اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ (لا)
١٣ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا
قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ
١٤ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ
مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ
١٥ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ
١٦ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ
١٧ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ
١٨ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ
١٩ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ
٢٠ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ (لا)
٢١ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ
٢٢ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ (لا)

١٢- اور نہیں جھٹلاتا ہے اس کو مگر حد سے نکل جانے والا گنہگار۔ ١٣- جس وقت پڑھی جاتی ہیں اوپر اس کے نشانیاں ہماری کہتا ہے کہانیاں ہیں پہلوں کی۔ ١٤- ہرگز نہیں یوں بلکہ زنگ باندھا ہے اوپر دلوں ان کے کے اس چیز نے کہ تھے وہ کماتے۔ ١٥- ہرگز نہیں یوں تحقیق وہ پروردگار اپنے سے اس دن البتہ حجاب میں ہیں۔ ١٦- پھر تحقیق وہ البتہ داخل ہونے والے دوزخ میں ہیں۔ ١٧- پھر کہا جاوے گا یہ ہے وہ چیز کہ تھے تم اس کو جھٹلاتے ١٨- ہرگز نہیں یوں تحقیق عملنامہ نیکوں کا البتہ بیچ علیین کے ہے۔ ١٩- اور کس چیز نے معلوم کروایا تجھ کو کہ کیا ہے علیون۔ ٢٠- دفتر ہے لکھا ہوا۔ ٢١- حاضر ہوتے ہیں اس پر مقرب خدا کے۔ ٢٢- تحقیق نیک کام والے البتہ بیچ نعمت کے ہیں

ترجمہ شاہ رفیع الدین

رموز اوقاف

آیت: ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیے: ج ٹھہرنا بہتر
سکتہ کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کبھی ٹھہرنا، کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ١٩٢

سورہ مُطَفِّفِین^۸۳ - مکّی آیات ۳۶ رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ ہائے خرابی اِن گھٹتی کرنے والوں کی!
۲ جب وہ ناپ کرائیں لوگوں سے، تو لیویں وہ بھرپور،
۳ اور جب خود ناپ کریں یا وزن کریں، اُن اوروں کے لئے، تو ماریں گھٹتی وہ!
۴ کیا سوچتے ھی نہیں یہ لوگ کہ ہیں یہ اُٹھائے جانے والے
۵ اِک عظمت والے دِن کے واسطے؟
۶ ہاں جس دن ہوں گے لوگ کھڑے، جہانوں والے رب کی پیشی میں،
۷ مگر نہیں بیشک بدکاروں کا چِٹھا تو سِجّین میں ہے!
۸ اور تم کیا جانو سِجّین ہے کیا؟
۹ اِک دفتر ہے جو لِکھّا ہے!
۱۰ خرابی ہے اُس دِن جُھٹلانے والوں کی!
۱۱ وہ، جو جُھٹلاتے ہیں جانچ حِساب کا دِن

۷) "سِجّین" - وہ دفتر جس میں دوزخیوں کے نام درج ہوں گے۔

م-ق = موضح القرآن: ت-م = ترجمۂ محمود الحسن

سُورَةُ الْمُطَفِّفِينَ مَكِّيَّةٌ — وَهِيَ سِتٌّ وَثَلَاثُونَ آيَةً — رُكُوعُهَا ١

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

١ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ (لا)

٢ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ

٣ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ

٤ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ (لا)

٥ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ (لا)

٦ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ

٧ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ

٨ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ

٩ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ

١٠ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ (لا)

١١ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ

ترجمہ شاہ رفیع الدین

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

١۔ وائے ہے واسطے کم کردینے والوں کے۔ ٢۔ کہ جب ماپ لیویں اوپر لوگوں کے پورا لیویں۔ ٣۔ اور جب ماپ دیویں ان کو یا تول دیں ان کو کم دیویں۔ ٤۔ کیا نہیں جانتے یہ لوگ کہ وہ اٹھائے جاویں گے۔ ٥۔ واسطے ایک دن بڑے کے۔ ٦۔ جس دن کھڑے ہوں گے لوگ واسطے پروردگار عالموں کے۔ ٧۔ ہرگز نہیں یوں تحقیق عملنامہ بدکاروں کا البتہ بیچ سجین کے ہے۔ ٨۔ اور کس چیز نے معلوم کروایا تجھ کو کیا ہے سجین۔ ٩۔ ایک دفتر ہے لکھا ہوا۔ ١٠۔ ولئے ہے اس دن واسطے جھٹلانے والوں کے۔ ١١۔ وہ جو جھٹلاتے ہیں دن جزا کو۔

رموز اوقاف

آیت ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ٹھہرنا چاہیے: ٹھہرنا بہتر
کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: (وقفہ) زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: (ق) نہ ٹھہرو: (لا) کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ١٩٢

۱۲ - جانتے ہیں جو تم کرتے ہو!

۱۳ بیشک، نیکوکار تو چین آرام میں ہیں،

۱۴ اور بیشک، بدکردار تو جلتی آگ میں ہیں،

۱۵ وہ جل جائیں اُس میں جانچ حساب کے دن،

۱۶ اور نہ وہ ہو پائیں اُس سے چھپنے، بچنے والے!

۱۷ اور تم کیا جانو، کیا ہے جانچ حساب کا دن؟

۱۸ پھر تم کیا جانو، کیا ہے جانچ حساب کا دن؟

۱۹ - جس دن اختیار نہ رکھے کوئی جان

کسی بھی جان کی خاطر، ذرّہ بھر،

اور حکم ہو اُس دن اللہ کے ہاتھ! ع

۱۹) کام جس دِن کچھ نہ کوئی بھی کسی کے آئے گا
اور حکم اُس دِن چلے گا صرف ایک اللہ کا
علامہ سیماب اکبرآبادی

۱۲ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ۝

۱۳ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ (لا)

۱۴ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ (لا)

۱۵ يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ۝

۱۶ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ ۝

۱۷ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ (لا)

۱۸ ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ۝

۱۹ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ

لِنَفْسٍ شَيْئًا

وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ ۝ ع

ترجمہ شاہ رفیع الدین

۱۲- جانتے ہیں جو کچھ کرتے ہو تم۔ ۱۳ تحقیق نیک کام والے البتہ بیچ نعمتوں کے ہیں۔ ۱۴- اور تحقیق بدکار البتہ بیچ دوزخ کے ہیں۔ ۱۵- داخل ہوں گے اس میں دن جزا کے۔ ۱۶- اور نہیں وہ اس سے غائب ہونے والے۔ ۱۷- اور کس چیز نے معلوم کروایا تجھ کو کیا ہے دن جزا کا۔ ۱۸- پھر کس چیز نے معلوم کروایا تجھ کو کیا ہے دن جزا کا۔ ۱۹- اس دن نہ اختیار رکھے گا کوئی جی کسی جی کا کچھ۔ اور حکم اس دن واسطے خدا کے ہے۔

رموز اوقاف

آیت: ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ٹھہرنا چاہیے: ٹھہرنا بہتر

کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: (ق) نہ ٹھہرو: (لا) کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں۔

تفصیل صفحہ ۱۶۲

سورۂ انفطار ۸۲ - مکّی آیات ۱۹ رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ جب یہ آسمان پھٹ جائے،
۲ اور جب تارے جھڑ جائیں،
۳ اور جب یہ سمندر بہہ نکلیں اور چڑھ جائیں،
۴ اور جب قبریں یہ پلٹائی جائیں،
۵ تب جانے ہر جی جان جو کچھ اُس نے آگے بھیجا، اور جو پیچھے چھوڑا،
۶ اے انسان! کس چیز نے تجھ کو بھول میں ڈالا، اپنے ربِّ کریم بخشش والے سے؟
۷ جس نے تجھ کو خلق کیا، پھر تجھ کو کیا درست، پھر تجھ کو تناسب سے رکھا،
۸ — جس صورت میں چاہا تجھ کو جوڑ بنایا — جوڑ کے اوپر جوڑ!
۹ مگر نہیں! تم جھوٹ بتاتے ہو جانچ حساب کی بات!
۱۰ لیکن بیشک تم پر تو ہیں پہرہ دار،
۱۱ صاحبِ عزت لکھنے والے!

تشریحات

۷) "ٹھیک کیا بدن میں، برابر کیا خصلت میں" م-ق

۱۰-۱۲) انسانی اعمال کو ضبط تحریر میں لانے والے وہ فرشتے جن سے کچھ پوشیدہ نہیں۔

م-ق = موضح القرآن: ت-م = ترجمہ محمود الحسنؒ

سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ (لا)

۲ وَ اِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ (لا)

۳ وَ اِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ (لا)

۴ وَ اِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ (لا)

۵ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَ اَخَّرَتْ

۶ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ (لا)

۷ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ (لا)

۸ فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ

۹ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ (لا)

۱۰ وَ اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ (لا)

۱۱ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ (لا)

ترجمہ شاہ رفیع الدین

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱۔جس وقت کہ آسمان پھٹ جاوے۔ ۲۔ اور جس وقت کہ تارے جھڑ جاویں۔ ۳۔اور جس وقت کہ دریا چیرے جاویں۔ ۴۔اور جس وقت کہ قبریں زندہ کر کر اٹھائی جاویں۔ ۵۔جان لے گا ہر جی جو کچھ آگے بھیجا ہے اور پیچھے چھوڑا۔ ۶۔اے آدمی کس چیز نے فریب دیا تجھ کو ساتھ پروردگار تیرے کرم کرنے والے کے۔ ۷۔جس نے پیدا کیا تجھ کو پھر تندرست کیا تجھ کو پھر برابر کیا تجھ کو۔ ۸۔ بیچ جونسی صورت کے چاہا ترکیب دی تجھ کو۔ ۹۔ ہرگز نہیں یوں بلکہ جھٹلاتے ہو تم قیامت کو۔ ۱۰۔اور تحقیق اوپر تمہارے نگہبان ہیں۔ ۱۱۔ بزرگ لکھنے والے۔

رموز اوقاف

آیت: ۵ ○ ○ ○ ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیے: ج ٹھہرنا بہتر
سکتہ کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: صلے صلی ملانا بہتر: ق ٹھہرو: لا کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں۔

تفصیل صفحہ ۱۹۲

پس جاتے ہو کدھر تم لوگ ؟ ۲۶
نہیں یہ کچھ اور، مگر نصیحت ایک — واسطے سب سنساروں کے! ۲۷
— واسطے ہر ایسے کے جو چاہے تم میں سے کہ سیدھی راہ چلے، ۲۸
اور تم تو نہ چاہو گے لیکن یہ کہ چاہے خود اللہ ۲۹
رب وہ سارے جہانوں کا، پالن ہار وہ سب سنساروں کا! ع

۲۷) قرآن تو ایک نصیحت ہے سارے جہانوں کے لئے۔

۲۶ فَاَيۡنَ تَذۡهَبُوۡنَ ؕ
۲۷ اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۙ
۲۸ لِمَنۡ شَآءَ مِنۡكُمۡ اَنۡ يَّسۡتَقِيۡمَ ؕ
۲۹ وَمَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ
رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۞ ع

ترجمہ شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ

۲۶- پس کہاں جاتے ہو۔ ۲۷- نہیں یہ مگر نصیحت واسطے عالموں کے۔ ۲۸- واسطے اس شخص کے کہ چاہے تم میں سے یہ کہ سیدھی راہ چلے۔ ۲۹- اور نہیں چاہتے تم مگر یہ کہ چاہے اللہ پروردگار عالموں کا۔

تفصیل صفحہ ۱۹۲

رموز اوقاف

آیت ۞ ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف بغیر دائرہ) ٹھہرنا چاہیے: ٹھہرنا بہتر
کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کہیں ٹھہرنا کبھی نہیں:

۱۲ اور جب دوزخ کو دہکایا جائے،

۱۳ اور جب جنّت لائی جائے قریب،

۱۴ تب جانے ہر جی جان جو وہ حاضر لایا!

۱۵ سو میں کھاتا ہوں قسم پیچھے ہٹنے والے تاروں کی!

۱۶ سیدھے جانے والوں کی، ڈُبکی مارنے والوں کی،

۱۷ اور رات کی جب وہ جاتی ہو،

۱۸ اور صُبح کی جب وہ لیوے سانس!

۱۹ ہاں، قسم ہے ان سب کی۔ بیشک ہے یہ کہا اِک عزّت والے قاصِد کا!

۲۰ صاحبِ قوت، عرش کے مالک پاس رُتبہ والا وہ!

۲۱ اُس کا حکم چلے وہاں ـــــ امانت والا وہ!

۲۲ اور، اے مکّہ والو! تمھارا ساتھی نہیں دیوانہ،

۲۳ اور اُس نے تو بیشک دیکھا تھا اُس قاصد کو آسمان کے روشن کھُلے کنارے پر،

۲۴ اور نہیں ہیں غیب کی نسبت وہ کنجوس۔ جی میں چھُپانے والے!

۲۵ اور نہیں ہے یہ کہنا شیطان کا جو مردُود ہُوا!

۱۴) یعنی نیک و بد اعمال سب پر ظاہر کر دئے جائیں۔ ۱۵-۱۶) ستاروں کی مختلف چالوں کی طرف اشارہ ہے۔ بعض علماء کے نزدیک ستاروں کا سیدھا چلنا، لوٹنا یا غائب ہو جانا مشابہ ہے فرشتوں کی آمد، واپسی اور عالمِ ملکوت میں چھُپ جانے سے۔ ۱۷-۱۸) قرآن کے سبب ظلمت دور ہوئی، روشنی ظاہر ہوئی۔ گویا رات گئی اور دن آیا۔ ۱۹-۲۱) حضرت جبریلؑ کا تذکرہ۔ ۲۲-۲۴) رسول اکرمؐ کی صفات کی جانب اشارہ ہے۔ آپ کی دیانت، سلیمُ الطبعی، صاف گوئی اور صِدق کا اظہار نبوّت سے قبل چالیس سال تک ہوتا رہا تھا۔

۱۲ وَ اِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ

۱۳ وَ اِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ

۱۴ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ

۱۵ فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ

۱۶ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ

۱۷ وَ الَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ

۱۸ وَ الصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ

۱۹ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ

۲۰ ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ

۲۱ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ

۲۲ وَ مَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ

۲۳ وَ لَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ

۲۴ وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ

۲۵ وَ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍ

ترجمہ شاہ رفیع الدین

۱۲۔ اور جس وقت کہ دوزخ دہکائی جاوے۔ ۱۳۔ اور جس وقت کہ بہشت نزدیک کی جاوے۔ ۱۴۔ جان لے گا ہر جی جو کچھ حاضر کیا ہے۔ ۱۵۔ پس قسم کھاتا ہوں میں پھر جانے والوں۔ ۱۶۔ سیدھے چلنے والوں تھم رہنے والوں کی۔ ۱۷۔ اور رات کی جب جانے لگے۔ ۱۸۔ اور صبح کی جب دم لیوے۔ ۱۹۔ تحقیق یہ کہنا پیغام پہنچانے والے بزرگ کا ہے۔ ۲۰۔ قوت والا نزدیک صاحب عرش کے مرتبے والا۔ ۲۱۔ کہا مانا گیا اس جگہ باامانت۔ ۲۲۔ اور نہیں صاحب تمہارا دیوانہ۔ ۲۳۔ اور البتہ تحقیق دیکھا ہے اس نے اس کو بیچ کنارے ظاہر کے۔ ۲۴۔ اور نہیں وہ اوپر غیب کی بات کے بخیل۔ ۲۵۔ اور نہیں وہ کہنا شیطان راندے گئے کا۔

رموز اوقاف

آیت: ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیئے: ج ٹھہرنا بہتر

کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ۱۹۲

سورۂ تکویر ۸۱ - مکی — آیات ۲۹ — رکوع ۱

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ جب سورج کا یہ نظام لپیٹا جائے،
۲ اور جب تارے ہوں مٹیالے،
۳ اور جب یہ پہاڑ چلائے جائیں،
۴ اور جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں، ماری پھریں بے نگراں،
۵ اور جب وحشی جانور سارے اکٹھے ہوں،
۶ اور جب یہ سمندر دھونکے جائیں!
۷ اور جانوں کے جب جوڑ بنیں،
۸ اور جب زندہ گاڑی لڑکی سے یہ پوچھا جائے،
۹ کس دوش میں، کس جرم میں، اُس کی جان گئی ماری؟
۱۰ اور جب عمل کے چٹھے کھولے جائیں،
۱۱ اور جب آسمان کی اُترے کھال،

---

۴) اونٹ عرب کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے. جب اونٹنی بیانے کے قریب ہو تو عزیز تر ہوتی ہے۔ ۸-۹) عرب کی قبیح رسم جس کے باعث لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے۔ اسلام نے اس رسم کا خاتمہ کیا. مولانا حالی فرماتے ہیں:

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دُختر — تو خوفِ شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جب تھی شوہر کے تیور — کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اُس کو جاکر

م-ق • مرتبِ تعلیم القرآن: ف-م-زکریا محمود الحسن

سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ ‏ ‏وَهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً ‏ ‏رُكُوْعُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

١ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ
٢ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ
٣ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ
٤ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ
٥ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ
٦ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ
٧ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ
٨ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ
٩ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ
١٠ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ
١١ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ

ترجمہ شاہ رفیع الدین

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱۔ جس وقت کہ سورج لپیٹا جاوے۔ ۲۔ اور جس وقت کہ تارے گدلے ہو جاویں۔ ۳۔ اور جس وقت کہ پہاڑ چلائے جاویں۔ ۴۔ اور جس وقت کہ دس مہینے کی گابھن اونٹنی بیکار چھٹی پھرے۔ ۵۔ اور جس وقت کہ وحشی جانور ساتھ آدمیوں کے اکٹھے کیے جاویں گے۔ ۶۔ اور جس وقت کہ دریا جھونکے جاویں گے۔ ۷۔ اور جس وقت کہ جانیں قسم قسم کی ملائی جاویں گی۔ ۸۔ اور جس وقت کہ جیتی گاڑی ہوئی پوچھی جاوے گی۔ ۹۔ ساتھ کس گناہ کے ماری گئی۔ ۱۰۔ اور جس وقت کہ عمل نامے کھولے جاویں۔ ۱۱۔ اور جس وقت کہ آسمان کی کھال اتاری جاوے۔

رموز اوقاف

آیت: ٥ م قف ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیے: ج ٹھہرنا بہتر
صلے کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ۱۹۲

۴۰ اور کِتنے چہروں پر ہو اُس دن خاک پڑی،

۴۱ ڈھکتی جائے سیاہی اُن کو!

۴۲ یہی ہیں لوگ، ہیں جو کافِر، بدکِردار!! ع

م-ق = مرتّبِ القرآن: ش-م = ترجمۂ محمود الحسن

٤٠ وَ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ (لا)

٤١ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ

٤٢ أُولَٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ع

ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ

٤٠۔ اور کتنے منہ اس دن اوپر اُن کے غبار ہے۔ ٤١۔ ڈھانکتی ہے ان کو سیاہی۔ ٤٢۔ یہ لوگ وہی ہیں کافر بدکار۔

رموز اوقاف

آیت: ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ٹھہرنا چاہیے: ٹھہرنا بہتر
کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: (ق) نہ ٹھہرو: (لا) کبھی ٹھہرنا، کبھی نہیں

تفسیل صفحہ ۱۶۲

۲۶ پھر ہم نے پھاڑی دھرتی، پھاڑ پھاڑ،

۲۷ پھر ہم نے اُگایا اُس میں غلّہ،

۲۸ اور انگور اور سبزی،

۲۹ اور زیتون اور کھجور،

۳۰ اور باغ گھنے گھنے،

۳۱ اور میوے اور گھاس!

۳۲ یہ سب سامان تمہاری خاطر، اور تمہارے چوپایوں کے!!

۳۳ ہاں! پھر جب آئے چیخ قیامت والی وہ جو پھاڑے کان!

۳۴ اُس دِن بھاگے آدمی اپنے بھائی سے!

۳۵ اور اپنی ماں سے، اور اپنے باپ سے!

۳۶ اور اپنی بیوی سے، اور اپنے بچّوں سے!

۳۷ ہر اک آدمی کو، اِن لوگوں میں، ہے اُس دن ایسی فکر، جو اُسی کو کافی ہے!!

۳۸ کتنے چہرے اُس دن روشن ہوں،

۳۹ ہنستے، کھِلتے ہوں خوشنودی پر!

۳۴-۳۷) قیامت کا منظر، نفسی نفسی، اَفراتفری۔ آدمی اپنے ماں باپ، بھائی بیوی بچّوں سے دور بھاگے گا۔ سب کو اپنی اپنی فکر ہے اور یہی اُن کے لئے کافی ہے۔

تو انساں بھائی سے، ماں باپ سے، یاروں سے بھاگے گا | شریکِ زندگی سے، آنکھ کے تاروں سے بھاگے گا
وہ آفت کی گھڑی ہوگی، مُصیبت کی گھڑی ہوگی | اِسے اپنی پڑی ہوگی، اُسے اپنی پڑی ہوگی

کیفؔ بھوپالی

۳۸-۴۲) مومنوں کے چہرے روشن ہونگے۔ کافروں کے چہروں پر سیاہی ہوگی۔

۲۶ ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا (لا)

۲۷ فَأَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا (لا)

۲۸ وَعِنَبًا وَقَضْبًا (لا)

۲۹ وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا (لا)

۳۰ وَحَدَائِقَ غُلْبًا (لا)

۳۱ وَفَاكِهَةً وَأَبًّا (لا)

۳۲ مَتَاعًا لَكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ (ط)

۳۳ فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاخَّةُ

۳۴ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ (لا)

۳۵ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ (لا)

۳۶ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ (ط)

۳۷ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ (ط)

۳۸ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُسْفِرَةٌ (لا)

۳۹ ضَاحِكَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ (ط)

ترجمہ شاہ رفیع الدین

۲۶۔ پھر پھاڑا ہم نے زمین کو پھاڑنے کر۔ ۲۷۔ پس اُگائے ہم نے بیچ اس کے اناج۔ ۲۸۔ اور انگور اور ترکاری۔ ۲۹۔ اور زیتون اور کھجوریں۔ ۳۰۔ اور باغ گھن کے۔ ۳۱۔ اور میوہ اور چارہ۔ ۳۲۔ فائدہ واسطے تمہارے اور واسطے چارپایوں تمہارے کے۔ ۳۳۔ پس جب آوے گی کان پھوڑنے والی۔ ۳۴۔ اس دن بھاگے گا آدمی بھائی اپنے سے۔ ۳۵۔ اور ماں اپنی سے اور باپ اپنے سے۔ ۳۶۔ اور جورو اپنی سے اور بیٹوں اپنے سے۔ ۳۷۔ واسطے ہر مرد کے ان میں سے اس دن ایک حالت ہے کہ کفایت کرتی ہے اُس کو۔ ۳۸۔ کتنے مُنہ اُس دن روشن ہیں۔ ۳۹۔ ہنستے خوش وقت ہیں

رموزِ اوقاف

آیت ٹھہرو: (اظہارِ رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ٹھہرنا چاہیئے: ٹھہرنا بہتر

کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: (ق) نہ ٹھہرو: (لا) کسی ٹھہرنا کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ۱۹۲

۱۲ پس جو چاہے اِس سے نصیحت لے !!

۱۳ ہے یہ عزّت اور اکرام کے ورقوں میں،

۱۴ بلند و بالا، پاک مُقدّس،

۱۵ ہاتھ سے اپنے لکھنے والوں کے،

۱۶ ہیں جو مُعَزّز، نیکوکار!

۱۷ مارا گیا اِنسان! کیسا وہ ناشکرا ہے!

۱۸ کِس چیز سے آخر اُس کو بنایا ہے؟

۱۹ ہاں، نُطفہ ایک الث قطرہ سے۔ اُس کو بنایا، پھر اُس کا رکھا اندازہ،

۲۰ پھر اُس کی راہ آسان بنائی،

۲۱ پھر دی اُس کو مَوت، پھر قبر میں اُس کو گاڑ دیا،

۲۲ پھر جب چاہے اُس کو اُٹھائے!

۲۳ لیکن دیکھو! کِیا نہ اُس نے پورا کام، جِس کا اُس کو حُکم ہوا!

۲۴ ہاں دیکھے تو ذرا اِنسان اپنے کھانے کو بھی!

۲۵ کہ ہم نے، ہاں ہم نے برسایا پانی موسلا دھار ـــ برستا خوب

۱۵-۱۶) عالمِ بالا میں معزز، نیکوکار فرشتے لکھتے رہے۔ دنیا میں بھی یہ خدمت نیکوکاروں کے ذمّہ رہی ۱۹) تناسب رکھا اعضا کا اور نشو و نما کا۔ ۲۰) ہدایت کی راہ دکھائی۔ ۲۳) اِنسان نے اپنا فرض پورا نہ کیا۔ ۲۴-۳۲) انسان اپنی اور چوپایوں کی غذا کو دیکھے۔ پانی کی فراہمی، سخت زمین سے حقیر دانہ کا باہر نکلنا، انگور، سبزی، گھنے باغ۔ میوے، گھاس، چارہ کا وجود میں آنا وغیرہ وغیرہ اور یوں زندگی گزارنے کی تمام راہیں آسان کر دی گئیں!

وقف لازم

۱۲ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ م

۱۳ فِیْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ لا

۱۴ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ لا

۱۵ بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ لا

۱۶ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ط

۱۷ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَاۤ اَكْفَرَهٗ ط

۱۸ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ ط

۱۹ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ لا

۲۰ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ لا

۲۱ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ لا

۲۲ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ط

۲۳ كَلَّا لَمَّا یَقْضِ مَاۤ اَمَرَهٗ ط

۲۴ فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖۤ لا

۲۵ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا لا

۱۲- پس جو کوئی چاہے یاد کرے اس کو۔ ۱۳- بیچ صحیفوں تعظیم کئے گیوں کے۔ ۱۴- بلند کئے گئے پاک کئے گئے۔ ۱۵- بیچ ہاتھوں لکھنے والوں۔ ۱۶- بزرگ نیکوکاروں کے۔ ۱۷- مارا جائیو آدمی کیا ناشکر ہے۔ ۱۸- کس چیز سے پیدا کیا ہے اس کو۔ ۱۹- نطفے سے پیدا کیا ہے اس کو پھر اندازہ کیا اس کو۔ ۲۰- پھر راہ آسان کی اس کی۔ ۲۱- پھر مارا اس کو پھر گاڑا اس کو۔ ۲۲- پھر جب چاہے گا جلا اٹھاویگا اس کو۔ ۲۳- ہرگز نہیں یوں ابھی نہیں ادا کی وہ چیز کہ حکم کیا اس کو۔ ۲۴- پس چاہئے کہ دیکھے آدمی طرف کھانے اپنے کی۔ ۲۵- یہ کہ ڈالا ہم نے پانی ڈالنے کر۔

آیت ۵ م قف ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیے ج ٹھہرنا بہتر
سکتہ کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: صلے صلی ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ۱۹۲

سورۂ عبسؔ - مکّی   آیات ۴۲   رکوع ١

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

١ اُس نے چڑھائی تیوری، اور مُنہ موڑ لیا،

٢ کہ آیا اُس کے پاس اِک نابینا!

٣ اور اے پیغمبر! تم کیا جانو — شاید اُس کی ہوتی سنوار،

٤ یا وہ سُنتا ذِکر و نصیحت، تو فائدہ دیتی اُس کو نصیحت!

٥ رہا وہ، جِس کو نہیں ہے پروا کوئی،

٦ تو تم واسطے اُس کے فِکر و تردُّد کرتے ہو!

٧ لیکن اے پیغمبر! تم پہ نہیں ہے کوئی بوجھ کہ نہیں سُدھرتا وہ!

٨ اور ہاں، وہ جو آیا پاس تمہارے دوڑا دوڑا،

٩ اور وہ اللہ سے ڈرتا ہے،

١٠ تو تم اُس سے غفلت کرتے ہو!

١١ لیکن دیکھو! یہ قرآن تو بیشک ایک نصیحت ہے!

١-١٠) اِن آیات کی تشریح، پس منظر اور شانِ نزول کے لئے ملاحظہ ہو ضمیمۂ تشریحات ۵

م-ق = موضح القرآن: ت-م = ترجمۂ محمود الحسن

سُوْرَۃُ عَبَسَ مَکِّیَّۃٌ وَھِیَ اثْنَتَانِ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰیَۃً فِیْھَا رُکُوْعٌ وَّاحِدٌ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱ عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤی ﴿لا﴾
۲ اَنْ جَآءَہُ الْاَعْمٰی
۳ وَمَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّہٗ یَزَّکّٰۤی ﴿لا﴾
۴ اَوْ یَذَّکَّرُ فَتَنْفَعَہُ الذِّکْرٰی
۵ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰی ﴿لا﴾
۶ فَاَنْتَ لَہٗ تَصَدّٰی
۷ وَمَا عَلَیْكَ اَلَّا یَزَّکّٰی
۸ وَ اَمَّا مَنْ جَآءَكَ یَسْعٰی ﴿لا﴾
۹ وَ ھُوَ یَخْشٰی ﴿لا﴾
۱۰ فَاَنْتَ عَنْہُ تَلَھّٰی
۱۱ کَلَّاۤ اِنَّھَا تَذْکِرَۃٌ

ترجمہ شاہ رفیع الدین

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱۔ تیوری چڑھائی اور منہ موڑا اس سے۔ ۲۔ کہ آیا اس کے پاس اندھا۔ ۳۔ اور کس چیز نے معلوم کروایا تجھ کو شاید کہ وہ پاک ہوجاتا۔ ۴۔ یا نصیحت سنتا پس فائدہ دیتی اس کو نصیحت۔ ۵۔ اپر جو شخص بے پروائی کرتا ہے۔ ۶۔ پس تو واسطے اس کے تقید کرتا ہے۔ ۷۔ اور کیا ملامت ہے اوپر تیرے یہ کہ ناپاک ہووے وہ۔ ۸۔ اور اپر جو کوئی آیا تیرے پاس دوڑتا ہوا۔ ۹۔ اور وہ ڈرتا ہے۔ ۱۰۔ پس تو اس سے تغافل کرتا ہے۔ ۱۱۔ ہرگز نہیں یوں تحقیق یہ نصیحت ہے۔

رموز اوقاف

آیت: ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف بغیر دائرہ) ٹھہرنا چاہیئے: ٹھہرنا بہتر
کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: (وقفہ) زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: (ق) نہ ٹھہرو: (لا) کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ۱۵۲

۴۰ اور لیکن، جس نے خوف کیا اپنے رب کے سامنے پیشی کا،
- اور روکے رکھا اپنے جی کو، چاؤ اور خواہش سے،
۴۱ سو بیشک جنت ــ ہے وہی ٹھکانا اُس کا
۴۲ اے پیغمبر! **تم سے پوچھتے ہیں** یہ لوگ اُس خاص گھڑی کی نسبت:
کب ہے لنگر اُس کا؟
۴۳ پس کیا ہے تم کو فلاں، اُس کے ذکر سے؟
۴۴ پاس تمہارے رب کے ہے اُس کا سرا اخیر!
۴۵ بات تو اتنی ہے! تم ہو خوف سُنانے والے اُس کو، جو اِس سے ڈرتا ہے۔
۴۶ ایسا اُن کو لگے، جس دِن اُس کو دیکھیں گے۔
نہیں ٹکے تھے لوگ، مگر بس ایک شام، یا اُسی کی صبح !! ع

۴۲-۴۴) قیامت کا دِن تاریخ پوچھنا عبث ہے۔ اِن کا جواب تم کیا جانو۔ پوچھتے پوچھتے انتہا تمہارے رب تک ہو گی، بیچ میں سب بے خبر ہیں۔ ۴۶) روزِ قیامت یہ احساس ہوگا کہ دنیاوی زندگی کا وقفہ ایک شام یا ایک صبح سے زیادہ نہ تھا۔ ؎

روزِ محشر یہ ہوا معلوم بس انجام کار
عرصۂ ہستی بجز شام و سحر کے کچھ نہ تھا
(اکبر الہ آبادی)

۴۰ وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ
وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿لا﴾
۴۱ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿ۭ﴾
۴۲ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ
اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿ط﴾
۴۳ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿ۭ﴾
۴۴ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿ۭ﴾
۴۵ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿ۭ﴾
۴۶ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا
لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿ۧ﴾ ع

ترجمہ شاہ رفیع الدین

۴۰۔ اور اپر جو کوئی ڈرا کھڑے ہونے سے آگے پروردگار اپنے کے اور منع کیا جی اپنے کو خواہش سے۔ ۴۱۔ پس تحقیق بہشت وہی ہے جگہ رہنے کی۔ ۴۲۔ سوال کرتے ہیں تجھ کو اے محمدؐ قیامت سے کب ہے وقت کھڑے ہونے اس کے کا۔ ۴۳۔ بیچ کس بات کے ہے تو یاد اس کی سے۔ ۴۴۔ طرف رب تیرے کے ہے انتہا اس کی۔ ۴۵۔ سوا اس کے نہیں کہ تو ڈرانے والا ہے اس شخص کو کہ ڈرتا ہے اس سے۔ ۴۶۔ گویا کہ وہ جس دن دیکھیں گے اس کو نہ رہے تھے مگر ایک شام یا صبح اس کی۔

رموز اوقاف

آیت: ۞ ۞ ۞ ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف بغیر دائرہ) ﴿ط﴾ ٹھہرنا چاہیے: ﴿ج﴾ ٹھہرنا بہتر:
﴿سکتہ﴾ کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ﴿وقفہ﴾ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ﴿صلے﴾ ﴿قلے﴾ ملانا بہتر: ﴿ق﴾ نہ ٹھہرو: ﴿لا﴾ کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں:

تفصیل صفحہ ۱۶۲

۲۶ بیشک اِس بات میں عبرت ہے، واسطے اُس کے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے! ع

۲۷ کیا تم ہو زیادہ مشکل پیدا کرنے میں، یا یہ آسمان؟ بنایا ہے اِس کو!!

۲۸ اونچی کی اُس نے بُلندی اِس کی، پھر اِس کو کیا درست!

۲۹ اور کی اندھیری اِس کی رات، اور نِکالی اِس کی دھوپ

۳۰ اور یہ زمین! — اُس کے بعد بچھایا اِس کو!

۳۱ نِکالا اِس سے پانی اِس کا، اور اُگایا چارہ اِس کا!

۳۲ اور یہ پہاڑ — اُس نے جمایا اِن کو!

۳۳ — ہے یہ پونجی، یہ سامان، تمھاری خاطِر، اور تمھارے چوپایوں کے!

۳۴ پس جب آئے گی وہ آفت بھاری،

۳۵ — جِس دِن یاد کرے انسان، کی جو اُس نے دوڑ بھاگ،

۳۶ اور سامنے دوزخ لائی جائے، واسطے اُس کے دیکھے جو!

۳۷ پس، کی تھی جس نے سَرکشی

۳۸ اور پکڑے رکھّا جیون دُنیا کا

۳۹ سو بیشک دوزخ — ہے وہی ٹھکانا اُس کا!

۲۷-۳۳) قِصّہ حضرتِ موسٰیؑ و فرعون کے بعد پھر قیامت اور دوسری بار جی اُٹھنے کا بیان - کیا یہ کام آسمان بنانے سے زیادہ مشکل ہے؟ آسمان کی رفعت، اُس کا ہموار نظام، رات کے اندھیرے اور دن کی روشنی کی ترتیب، زمین کی تخلیق اور اُس کی دُرستگی، اُس کا نظامِ ربوبیت، پانی اور سبزہ، پہاڑوں کا قیام، چوپایوں کا وجود، اُن کی گُزر اوقات - خالقِ کائنات و ربّ العالمین کی مُہیّا کردہ آفاقی قوتوں اور مظاہرِ قدرت کے ذریعہ - یہ سب کچھ انسان ہی کے لئے تو ہے - ان عظیم الشان نشانیوں کے بعد روزِ حشر اور دوسری زندگی کے دعوے سے کیسے انکار ممکن ہے؟

۲۶ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَعِبۡرَۃً لِّمَنۡ یَّخۡشٰی

۲۷ ءَاَنۡتُمۡ اَشَدُّ خَلۡقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰہَا

۲۸ رَفَعَ سَمۡکَہَا فَسَوّٰىہَا ۙ

۲۹ وَ اَغۡطَشَ لَیۡلَہَا وَ اَخۡرَجَ ضُحٰىہَا

۳۰ وَ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ ذٰلِکَ دَحٰىہَا

۳۱ اَخۡرَجَ مِنۡہَا مَآءَہَا وَ مَرۡعٰىہَا

۳۲ وَ الۡجِبَالَ اَرۡسٰىہَا ۙ

۳۳ مَتَاعًا لَّکُمۡ وَ لِاَنۡعَامِکُمۡ

۳۴ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّۃُ الۡکُبۡرٰی

۳۵ یَوۡمَ یَتَذَکَّرُ الۡاِنۡسَانُ مَا سَعٰی ۙ

۳۶ وَ بُرِّزَتِ الۡجَحِیۡمُ لِمَنۡ یَّرٰی

۳۷ فَاَمَّا مَنۡ طَغٰی ۙ

۳۸ وَ اٰثَرَ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا ۙ

۳۹ فَاِنَّ الۡجَحِیۡمَ ہِیَ الۡمَاۡوٰی

ترجمہ شاہ رفیع الدین

۲۶۔ تحقیق بیچ اس کے البتہ نصیحت ہے واسطے اس شخص کے کہ ڈرتا ہے۔ ۲۷۔ کیا تم سخت تر ہو پیدائش میں یا آسمان۔ بنایا اس کو۔ ۲۸۔ بلند کیا ہے موٹاپا اس کا پس برابر کیا اس کو۔ ۲۹۔ اور ڈھانک دیا رات اس کی کو اور نکال دیا دھوپ اس کی کو۔ ۳۰۔ اور زمین کو پیچھے اس کے بچھا دیا اس کو۔ ۳۱۔ نکالا اس میں سے پانی اس کا اور چارہ اس کا۔ ۳۲۔ اور پہاڑوں کو گاڑ دیا۔ ۳۳۔ فائدہ واسطے تمہارے اور واسطے چارپایوں تمہارے کے۔ ۳۴۔ پس جب آوے گی آفت بڑی۔ ۳۵۔ اس دن یاد کرے گا آدمی جو سعی کی تھی۔ ۳۶۔ اور ظاہر کی جاوے گی دوزخ واسطے اس شخص کے کہ دیکھتا ہے۔ ۳۷۔ پس ایپر جس نے سرکشی کی۔ ۳۸۔ اور اختیار کیا زندگانی دنیا کو۔ ۳۹۔ پس تحقیق دوزخ وہی ہے جگہ رہنے کی۔

رموز اوقاف

آیت: ○ ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیئے: ج ٹھہرنا بہتر
کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: صلے ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کسی ٹھہرنا کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ۱۹۲

۱۲ کہتے ہیں: جب تو ایسا لوٹنا سراسر گھاٹا ہے !

۱۳ سو بات تو اتنی ہے، ہوگی وہ بس ایک ڈپٹ،

۱۴ پھر اِک دم اٰن رہیں گے وہ سب چٹیل میداں میں !

۱۵ اے پیغمبر! کیا پہونچی تم کو موسیٰ والی بات ؟

۱۶ جب اُس کو دی آواز اُس کے رَب نے، وادیِ پاک طُویٰ میں،

۱۷ جاؤ تم فِرعون کے پاس، بیشک اُس نے اُٹھایا سر!

۱۸ پھر کہنا: ”کیا تیرا جی یہ چاہے ہے کہ ہو تو سُتھرا پاک ؟

۱۹ اور میں تجھ کو راہ دکھاؤں تیرے رب کی، پھر آئے تجھ کو خوف !“

۲۰ پھر اُس کو دکھائی موسیٰ نے بڑی نشانی وہ،

۲۱ پھر جُھٹلایا اُس نے، اور نہ مانا وہ !

۲۲ پھر اُس نے پھیری پیٹھ — کرنے لگا بس دوڑ دھوپ !

۲۳ پھر کیا اِکٹّھا لوگوں کو، پھر سب کو دی آواز!

۲۴ پھر وہ بولا یوں: میں ہوں پالن ہار تمہارا، سب سے اونچا، سب سے اعلیٰ !

۲۵ سو اللہ نے پکڑا اُس کو — عذاب دوسرے عالم میں اور پہلی دنیا میں !

۱۵ - ۲۶) اِشارہ ہے حضرت موسیٰؑ اور فرعون کے واقعات کی جانب ملاحظہ ہو ضمیمۂ تشریحات ۲۴

ع‌-ق = عرفیٰ تعلیم القرآن: ت-ع-د-عبدالمجید

١٢ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۘ
١٣ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۙ
١٤ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۗ
١٥ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۘ
١٦ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۚ
١٧ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۖ
١٨ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ۙ
١٩ وَ اَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۚ
٢٠ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ۖ
٢١ فَكَذَّبَ وَ عَصٰى ۖ
٢٢ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ۖ
٢٣ فَحَشَرَ فَنَادٰى ۖ
٢٤ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۖ
٢٥ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَ الْاُوْلٰى ۚ

ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ

١٢- کہتے ہیں یہ اس وقت پھر آنا ہے ٹوٹے کا۔ ١٣- پس سوائے اس کے نہیں کہ وہ ڈانٹنا ہے ایک بار۔ ١٤- پس ناگہاں وہ بیچ روئے زمین کے ہیں۔
١٥- کیا آئی تیرے پاس بات موسیٰ کی۔ ١٦- جب پکارا اس کو رب اس کے نے بیچ میدان پاک کے کہ جس کا نام طوی ہے۔ ١٧- جا طرف فرعون کی تحقیق اس نے سرکشی کی ہے۔ ١٨- پس کہہ کیا تجھ کو رغبت ہے طرف اس کی کہ پاک ہو تو۔ ١٩- اور راہ دکھاتا ہوں میں تجھ کو طرف پروردگار تیرے کی پس ڈرے تو۔ ٢٠- پس دکھا دی اس کو نشانی بڑی۔ ٢١- پس جھٹلایا اور نافرمانی کی۔ ٢٢- پھر پیٹھ پھیری سعی کرتے ہوئے۔ ٢٣- پس اکٹھا کیا پس پکارا
٢٤- پس کہا میں ہوں پروردگار تمہارا سب سے بلند۔ ٢٥- پس پکڑا اس کو اللہ نے عذاب آخرت کے میں اور دنیا کے میں۔

رموز اوقاف

آیت: ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف' بغیر دائرہ) ٹھہرنا چاہیے: ٹھہرنا بہتر:
کچھ ٹھہرو' سانس نہ ٹوٹے: زیادہ ٹھہرو' سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: (ق) نہ ٹھہرو: (لا) کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں:

تفصیل صفحہ ١٩٢

وقف لازم

سورۂ نازعات ۷۹ ۔ مکّی | آیات ۴۶ | رکوع ۲

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ قسم ہے اُن ڈوُبے ڈوُبے کھینچنے والوں کی،
۲ اور قسم ہے اُن بندھن کھولتے بندھن کھولنے والوں کی،
۳ اور قسم ہے اُن پیَرے پیَرے پیَرنے والوں کی،
۴ پھر قسم ہے اُن آگے بڑھتے آگے بڑھنے والوں کی،
۵ پھر قسم ہے حُکم اِلٰہی سے کام بنانے والوں کی!
۶ ھاں، جس دِن کانپ اُٹھے گی کانپنے والی،
۷ پھر اُس کے پیچھے دوسری آئے!
۸ دِل سارے اُس دن دھڑکیں گے،
۹ آنکھیں اُن کی نیچی ہوں!
۱۰ یہ کافر کہتے ہیں کیا سچ مچ ہم سب ہیں لوٹ کے آنے والے پہلی حالت میں؟
۱۱ ھاں کیا جب ہوں گے ہم ہڈّی ہڈّی، کھکھری کھکھری ۵!

۱-۵) مختلف فرشتے مختلف کاموں پر مامور ہیں۔ (دیکھیے ضمیمہ تشریحات ۲۲ ۶-۷) مراد ہے زمین سے اور بار بار کے زلزلہ سے، بروزِ قیامت۔ ۱۰-۱۲) "کُفّار کے ہنسی ٹھٹھے ..... کیا قیامت میں ہم پھر اُٹھیں گے، جب ہڈّیاں گل کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گی؟ ہاں بھئی اِس دوسری زندگی کے واسطے ہم نے تو کوئی انتظام کیا نہیں۔ ہمارا تو بس گھاٹا ہی رہے گا!" ۵ حضرت شیخ الہندؒ نے لفظ "کھوکھری" استعمال کیا ہے۔ یو پی کے پوربی اضلاع میں 'کھکھری' بولتے ہیں یعنی وہ چیز جو ہلکی، سوراخ دار جھنجھری ہو یا ہو گئی ہو، بوجہ کہنگی یا گھٹیاپن۔

سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ | وَهِيَ سِتٌّ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً | وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

١ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ (لا)
٢ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ (لا)
٣ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ (لا)
٤ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۙ (لا)
٥ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۘ (م) وقف لازم
٦ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ (لا)
٧ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۗ
٨ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۙ (لا)
٩ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۘ (م) وقف لازم
١٠ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۗ
١١ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۗ

ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱۔ قسم ہے ان فرشتوں کی کہ زور سے کھینچتے ہیں جان ڈوب کر۔ ۲۔ اور قسم ہے ان فرشتوں کی کہ بند کھولدیتے ہیں جان کا بدن سے بند کھولدینے کر۔ ۳۔ اور قسم ہے ان فرشتوں کی کہ جان کو لیکر تیرتے ہیں ہوا میں تیرنے کر۔ ۴۔ پھر قسم ہے ان فرشتوں کی کہ آگے نکل جاتے ہیں ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کر۔ ۵۔ پھر قسم ہے اُن فرشتوں کی کہ تدبیر کرتے ہیں کام کی۔ ۶۔ جس دن کہ کانپے گی کانپنے والی۔ ۷۔ یعنی زمین پیچھے آوے گی اس کے پیچھے آنے والی یعنی دوسری آواز صور کی۔ ۸۔ کتنے دل اس دن دھڑکنے والے ہیں۔ ۹۔ آنکھیں ان کی نیچے ہیں۔ ۱۰۔ کہتے ہیں کیا ہم پھیرے جاویں گے بیچ حالت پہلی کے۔ ۱۱۔ کیا جب ہو جاویں گے ہم ہڈیاں گلی ہوئی۔

رموز اوقاف

آیت: ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) (ط) ٹھہرنا چاہیئے (ج) ٹھہرنا بہتر
کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: (وقفہ) زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: (ص) (صلے) ملانا بہتر: (ق) نہ ٹھہرو: (لا) کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں۔

تفصیل صفحہ ۱۹۲

مگر وہی جس کی نسبت دے رحمان حکم، اور وہ بولے اچھی بات،

٣٩ یہ دن ہے سچا، برحق = پس جو چاہے لیوے اپنے رب کی طرف ٹھکانا!

٤٠ **بیشک ہم نے تم کو دی آگاہی،** قریب آنے والے عذاب سے،
جس دن دیکھے آدمی اُس کو جو آگے بھیجا اُس کے اپنے ہاتھوں نے،
اور کہہ اُٹھے کافر: اے کاش کہ مٹی ہوتا میں!

ع

۴۰ کاش مٹی ہی رہتا اور انسان کی شکل میں نہ پیدا ہوتا، یا یہ کہ مٹی ہی رہتا اور قیامت کے دن نہ اُٹھایا جاتا۔ یہ آیت ہمارے ادب اور لٹریچر میں آچکی ہے:

کہتے ہیں اعضا ترے یٰلیتنی کُنتُ تُراب۔

إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ۝
۳۹ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۖ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ مَآبًا ۝
۴۰ إِنَّا أَنذَرْنَاكُمْ عَذَابًا قَرِيبًا ۚ
يَوْمَ يَنظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ
وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا ۝

ع

ترجمہ شاہ رفیع الدین

مگر جس کو حکم دیوے واسطے اس کے رحمٰن اور کہے گا اچھا ۳۹ - یہ دن برحق ہے پس جو کوئی چاہے پکڑے طرف پروردگار اپنے کے جگہ پھر جانے کی ۔ ۴۰ - تحقیق ہم نے ڈرایا تم کو عذاب نزدیک سے اس دن کہ دیکھے گا ہر مرد جو کچھ آگے بھیجا تھا ہاتھوں اس کے نے اور کہے گا کافر اے کاش کہ ہوتا میں مٹی ۔

رموز اوقاف

آیت ( ) ( ) ( ) ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف بغیر دائرہ) ( ) ٹھہرنا چاہیے ( ) ٹھہرنا بہتر
( ) کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ( ) زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ( ) ( ) ملانا بہتر: (ق) نہ ٹھہرو: (لا) کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں۔

۲۶ اور بدلہ ہے، حساب سے، پُورا پُورا

۲۷ ھاں، بیشک تھے یہ لوگ کہ رکھتے ہی نہ تھے کوئی توقع جانچ کی،

۲۸ اور جھوٹ بتاتے ہماری آیتیں، کہہ کہہ جھوٹ!

۲۹ اور ہم نے ساری چیزیں گھیر رکھی ہیں، لِکھ لِکھ کر،

۳۰ سو اَب چکھتے جاؤ مزہ — ہم نہ بڑھائیں کوئی چیز تمہاری، مگر عذاب! ع

۳۱ بیشک، اللہ سے ڈرنے والوں کو تو کامیابی مِلنی ہے!

۳۲ باغ ہیں میووں کے اور بیلیں ہیں انگور کی!

۳۳ اور ھیں ساتھی ہم سِن، جن کی اُٹھتی جوانی ھو!

۳۴ اور ہیں پیالے بھرے ہوئے!

۳۵ وہ نہ سُنیں گے کوئی بکواس وہاں، — اور نہ کچھ جھُٹلانا،

۳۶ ہے یہ بدلہ، تمہارے رب کی جانب سے، بخشش ہی حساب سے

۳۷ رب وہ آسمانوں اور زمین کا، اور جو کچھ ہے اُن کے درمیان،
وہ رحمان، — نہیں کسی کو یہ قدرت اُس سے کرے خطاب،

۳۸ جِس دِن ہووے رُوح کھڑی — اور فرشتے بھی صف باندھے ۔ کوئی نہ بولے

۳۷) وہ رب جو آسمانوں اور زمین کی پرورش کرتا رہا، وہ رحمان جو برابر اپنی رحمتیں نازل کرتا رہا، آج قیامت کے دن کسی کو اُس کے سامنے یارائے لب کُشائی نہیں ۳۸) "رُوح فرمایا جان داروں کو یا رُوح القدس (جبریل) مراد ہوں۔ اور بعض مفسرین کے نزدیک وہ رُوح اعظم مراد ہے جس سے بے شمار روحوں کا اِنشِعاب ہوا ہے۔ واللہ اعلم" (تفسیر عثمانی)۔ سورۂ فاتحہ میں بیان کردہ تین اہم صفاتِ الٰہی یعنی ربوبیت (رب العالمین)، رحمانیت (رحمٰن ورحیم) اور مالکیت (مالکِ یوم الدین) کا ذِکر اِس آیت (۳۷) کے مختصر اور جامع الفاظ میں ایک بار پھر دہرایا گیا ہے۔

م-ق = موضح القرآن : ت-م = ترجمۂ محمود الحسن

۲۶ جزآء وفاقا
۲۷ انهم کانوا لا یرجون حسابا
۲۸ وکذبوا بایتنا کذابا
۲۹ وکل شیء احصینه کتبا
۳۰ فذوقوا فلن نزیدکم الا عذابا ع ۱
۳۱ ان للمتقین مفازا
۳۲ حدآئق واعنابا
۳۳ وکواعب اترابا
۳۴ وکاسا دهاقا
۳۵ لا یسمعون فیها لغوا ولا کذبا
۳۶ جزآء من ربک عطآء حسابا
۳۷ رب السموت والارض وما بینهما
الرحمن لا یملکون منه خطابا
۳۸ یوم یقوم الروح والملئکة صفا لا یتکلمون

ترجمہ شاہ رفیع الدین

۲۶- بدلہ دیئے جاویں گے موافق۔ ۲۷- تحقیق وہ تھے نہیں امید رکھتے حساب کی۔ ۲۸- اور جھٹلاتے تھے نشانیوں ہماری کو جھٹلانے کر۔ ۲۹- اور ہر چیز کو گن لیا ہم نے اس کو لکھنے کر۔ ۳۰- پس چکھو پس ہرگز نہ زیادہ کریں گے ہم تم کو مگر عذاب۔ ۳۱- تحقیق واسطے پرہیزگاروں کے مراد پانی ہے۔ ۳۲- باغ ہیں اور انگور ہیں۔ ۳۳- اور نوجوانیں ہیں ہم عمر۔ ۳۴- اور پیالے ہیں بھرے ہوئے۔ ۳۵- نہ سنیں گے بیچ اس کے بے ہودہ اور نہ جھٹلانا۔ ۳۶- بدلہ ہے پروردگار تیرے کی طرف سے بخشش کا حساب سے۔ ۳۷- پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ درمیان ان کے ہے بخشش کرنے والا نہیں اختیار پاویں گے اس سے ایک بات کرنے کا۔ ۳۸- اس دن کھڑی ہوگی روح اور فرشتے صف باندھ کر نہ بولیں گے

تفصیل صفحہ ۱۹۲

رموز اوقاف

آیت: [illegible] ٹھہرو: م قف ط ٹھہرنا چاہیئے: ج ٹھہرنا بہتر: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف بغیر دائرہ)
[illegible] کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: صلے صل ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کبھی ٹھہر کبھی نہیں۔

۱۲ اور بنائے ہم نے تمہارے اوپر سات فلک مضبوطی سے

۱۳ اور بنایا ہم نے ایک چراغ، روشن، خیرہ کُن،

۱۴ اور اُتارا ہم نے برستی بدلی سے پانی موسلادھار

۱۵ کہ نِکالیں اُس سے اناج اور سبزہ

۱۶ اور باغ گھنے گھنے!

۱۷ **بیشک**، دن فیصلے کا ـــ اِک وقت مُقرّر ٹھہرا ہے!

۱۸ جس دن پھونکا جائے صُور، پھر تم آؤ جُھنڈ کے جُھنڈ!

۱۹ اور کُھل جائے آسمان، پھر جیسے ہوں دروازے

۲۰ اور چلائے جائیں پہاڑ، پھر ہو جائیں جیسے ریت!

۲۱ ھاں! **بیشک**، جہنّم تو ہے گھات میں،

۲۲ سَرکشوں کے واسطے ٹِھکانا ہے

۲۳ رہیں گے وہ اُس میں مُدّت مُدّت!

۲۴ نہ وہ چکھ پائیں اُس میں کوئی ٹھنڈی چیز، اور نہ پائیں پینے کو،

۲۵ مگر ھاں کھولتا پانی ـ اور بہتی پیپ!

۱۳) یعنی سُورج، جس میں روشنی اور گرمی کی صفات ہیں۔ ۱۷) فیصلہ کا دن یعنی جب نیک و بد کی تفریق ہوگی۔ آیات ۶ تا ۱۶) میں قدرت کی عظیم الشّان نشانیاں بیان فرمائیں، پھر آیات ۱۷ تا ۲۰) میں قیامت کی اُس بڑی خبر کا ذکر فرمایا جس کی طرف ابتدائی آیات ۱ تا ۵ میں اِشارہ کیا گیا تھا۔ جو خدا ایسی قدرت و حکمت والا ہے کیا اُسے تمہارا دوسری مرتبہ پیدا کرنا اور حساب کتاب کے لئے اُٹھانا کُچھ مشکل ہوگا۔ دُنیا کے طویل سلسلے کا انجام ہونا ہی ہے۔ اسی کو آخرت کا نام دیا گیا ہے۔

م-ق = مرتب موضح القرآن: ف-م = مترجم محمود حسن

۱۲ وَّ بَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا (لا)

۱۳ وَّ جَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا (لا)

۱۴ وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا (لا)

۱۵ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّ نَبَاتًا (لا)

۱۶ وَّ جَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۃ

۱۷ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا (لا)

۱۸ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا (لا)

۱۹ وَّ فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا (لا)

۲۰ وَّ سُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۃ

۲۱ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا (لا)

۲۲ لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا (لا)

۲۳ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ۃ

۲۴ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّ لَا شَرَابًا (لا)

۲۵ اِلَّا حَمِيْمًا وَّ غَسَّاقًا (لا)

ترجمہ شاہ رفیع الدین

۱۲- اور بنائے ہم نے اوپر تمہارے سات آسمان سخت ۔ ۱۳- اور کیا ہم نے چراغ روشن ۔ ۱۴- اور اتارا ہم نے نچوڑنے والی بدلیوں سے پانی گرتا بکثرت ۔ ۱۵- تو کہ نکالیں ہم ساتھ اس کے ناج اور بوٹیاں ۔ ۱۶- اور باغ لپٹے ہوئے ۔ ۱۷- تحقیق دن جدائی کا ہیگا وقت مقرر ۔ ۱۸- جس دن کہ پھونکا جاوے گا بیچ صور کے پس آؤ گے تم فوج فوج ۔ ۱۹- اور کھولا جاوے گا آسمان پس ہو جاویں گے دروازے ۔ ۲۰- اور چلائے جاویں گے پہاڑ پس ہو جاویں گے مانند ریت کی ۔ ۲۱- تحقیق دوزخ ہے گھات ۔ ۲۲- واسطے سرکشوں کے جگہ ہے پھر جانے کی ۲۳- رہیں گے بیچ اس کے قرنوں بے شمار ۔ ۲۴- نہ چکھیں گے بیچ اس کے ٹھنڈک اور نہ پینا ۔ ۲۵- مگر گرم پانی اور پیپ ۔

تفصیل صفحہ ۱۹۲

رموز اوقاف

ۃ آیت : (م) (قف) ٹھہرو : (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف بغیر دائرہ) (ط) ٹھہرنا چاہیے : (ج) ٹھہرنا بہتر

(سکتہ) کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے : (وقفہ) زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے : (ص) (صلے) ملانا بہتر : (ق) نہ ٹھہرو : (لا) کبھی ٹھہرنا کبھی نہیں

سورۃ نبأ - مکی | آیات ۴۰ | رکوع ۲

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ کس واسطے یہ لوگ کرتے ہیں آپس میں سوال ؟
۲ اُس بڑی خبر کی نسبت،
۳ جس کے بارے میں ہیں یہ جدا جُدا!
۴ مگر سُنو! اَب یہ جلدی جانیں گے!
۵ ہاں پھر مگر سُنو! اَب یہ جلدی جانیں گے!
۶ کیا نہ بنایا ہم نے زمین کو اِک فرش ؟
۷ اور پہاڑوں کو میخیں؟
۸ اور ہم نے کیا ہے پیدا تم کو جوڑے جوڑے!
۹ اور ہم نے تمہاری نیند بنائی چین آرام!
۱۰ اور بنائی ہم نے رات اِک پردہ،
۱۱ اور بنایا ہم نے دِن روزی حاصِل کرنے کو!

۱) ملاحظہ ہو تفسیر عثمانی۔ کُفّار ازراہِ انکار و اِستہزا آپس میں ایک دوسرے سے، نیز پیغمبرؐ و مومنین سے سوال کرتے ہیں: "ہاں صاحب! وہ قیامت کب آئے گی؟ اِتنی دیر کیوں ہو رہی ہے؟ ابھی کیوں نہیں آجاتی؟......" ۲و۳) "بڑی خبر" یعنی قیامت جس کی نسبت کفّار طرح طرح کی باتیں کیا کرتے "کوئی مانتا ہے، کوئی منکر ہے، کوئی کہتا ہے بدن اُٹھے گا۔ کوئی کہتا ہے روح پر خوشی اور غم گزرے گا۔" (م-ق) ۷) جن سے زمین کو ایک طرح کا سکون حاصِل ہوا۔ ۸) باہمی سکون و دلجوئی کیلئے

م-ق = موضح القرآن: ت-م = ترجمہ محمود الحسن

سُوْرَةُ النَّبَإِ مَكِّيَّةٌ | وَهِيَ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً | وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱ عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ
۲ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ
۳ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ
۴ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ
۵ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ
۶ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا
۷ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا
۸ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا
۹ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا
۱۰ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا
۱۱ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا

ترجمہ شاہ رفیع الدین

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱۔ کس چیز سے سوال کرتے ہیں۔ ۲۔ اس خبر بڑی سے۔ ۳۔ کہ وہ بیچ اس کے اختلاف کرتے ہیں۔ ۴۔ ہرگز یوں نہیں شتاب جانیں گے۔ ۵۔ پھر ہرگز نہیں یوں شتاب جانیں گے۔ ۶۔ کیا نہیں کیا ہم نے زمین کو بچھونا۔ ۷۔ اور پہاڑوں کو میخیں۔ ۸۔ اور پیدا کیا ہم نے تم کو جوڑے۔ ۹۔ اور کیا ہم نے نیند تمہاری کو سبب آرام کا۔ ۱۰۔ اور کیا ہم نے رات کو پردہ۔ ۱۱۔ اور کیا ہم نے دن کو وقت معاش۔

رموز اوقاف

آیت ... ٹھہرو: (اظہارِ رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف، بغیر دائرہ) ط ٹھہرنا چاہیے ج ٹھہرنا بہتر
سکتہ کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: وقفہ زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ص، صلے ملانا بہتر: ق نہ ٹھہرو: لا کہیں ٹھہرنا کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ۱۹۲

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ الف لام میم

۲ یہی ہے وہ کتاب نہیں کوئی شک جِس میں،

ہدایت ہے رستہ کی واسطے اُن کے جو ہیں بچنے والے بُرائی سے

۳ یعنی وہ، جو ایمان لائیں بِن دیکھے، اور قائم کریں نماز کو تنظیم سے

اور جو بھی ہم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے وہ صَرف کریں!

۴ اور [illegible] وہ، جو ایمان لائیں اِس کلام پر جو نازِل ہوا تُمھاری جانب،

اور جو نازِل ہوا تم سے پہلے،

اور وہ جو آخرت کو یقینی جانیں،

۵ یہی لوگ ہیں ہدایت پر اپنے رب کی،

اور یہی ہیں وہ لوگ جِن کو مِلی فلاح ـــــ جو سرسبز ہوئے!

سورۂ فاتحہ میں بندہ کی جانب سے پیش کردہ درخواست کے جواب میں اعلانِ الٰہی ـــــ یعنی قرآن پاک کا نزول برائے ہدایت و رہبری۔ "ذٰلک الکتاب" ـــ "یہی ہے کتاب" ـــــ اَبدی اور بے ریب، "مُتقین" کے لئے جو برائی سے پرہیز کریں۔ البتہ کچھ بنیادی شرطیں اِن ابتدائی آیات میں بھی ظاہر کردی گئی ہیں۔

دیکھئے ضمیمہ تشریحات ۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

١ الٓمّٓ

٢ ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۚۛ فِیۡہِ ۚۛ
هُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ۙ
٣ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ
وَ مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ۙ
٤ وَ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ
وَ مَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ ۚ
وَ بِالۡاٰخِرَۃِ هُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ
٥ اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنۡ رَّبِّهِمۡ ٭
وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ

ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

١- یہ کتاب نہیں شک بیچ اس کے۔ ٢- راہ دکھاتی ہے واسطے پرہیزگاروں کے۔ ٣- وہ جو ایمان لاتے ہیں ساتھ غیب کے اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور اس چیز سے کہ دی ہم نے ان کو خرچ کرتے ہیں۔ ٤- اور جو لوگ کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ اتاری گئی ہے طرف تیری اور جو کچھ اُتاری گئی ہے پہلے تجھ سے اور ساتھ آخرت کے وہ یقین رکھتے ہیں۔ ٥- یہ لوگ اوپر ہدایت کے ہیں پروردگار اپنے سے اور یہ لوگ وہی ہیں چھٹکارا پانے والے۔

رموز اوقاف

آیت ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف بغیر دائرہ) ٹھہرنا چاہیے ٹھہرنا بہتر
کچھ ٹھہرو سانس نہ ٹوٹے زیادہ ٹھہرو سانس نہ ٹوٹے ملانا بہتر (ق) نہ ٹھہرو: (لا) کسی ٹھہرنا کبھی نہیں

تفصیل صفحہ ١٩٢

نام سے اللہ کے، وہ رحمان، وہ رحیم!

۱ تعریفیں سب اللہ کو ہیں!

رَب وہ سارے جہانوں کا، پالن ہار وہ سب سنساروں کا!

۲ وہ رحمان، وہ رحیم

۳ مالک روزِ قیامت کا۔ روزِ حساب، اِنصاف کا!

۴ **تیری ہی** عِبادت ہم سب کرتے ہیں،

اور تجھ سے ہی مدد ہم مانگتے ہیں!

۵ **دے ہم کو ہدایت** سیدھے رَستہ کی،

۶ رَستہ اُن کا تو نے بخشے ہیں اِنعام جنھیں!

۷ جِن پہ غضب تیرا نہ ہوا

اور جو گُمراہ نہیں! ع

اس سورت کے مشہور ترین نام "فاتحۃُ الکتاب" "اُمّ القرآن" اور "اُمّ الکتاب" ہیں۔ ہر نماز میں پڑھی جاتی ہے اِس لئے "سبع مثانی" (سات دہرائی جانے والی آیات) کا نام بھی دیا گیا ہے۔ درحقیقت پوری سورت اللہ تعالیٰ کی سکھائی ہوئی ایک دُعا ہے جو بندہ اپنے رب کے حضور میں پیش کرتا ہے۔ پہلی تین آیتوں میں اللہ کی حمد و ثنا، ربوبیت، رحمانیت اور حاکمیتِ روزِ جزا کا اعتراف، آخری تین آیات میں اللہ تعالیٰ سے سیدھا راستہ پانے کی درخواست، اور چوتھی آیت "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" میں اِنسان کی جانب سے عبادت و بندگی کا اعلان اور مدد کی درخواست۔ "بسم اللہ الخ" کا مختصر ترین لفظی ترجمہ کیا گیا ہے۔ ۲) دیکھیے ضمیمہ تشریحات ۱

صوتی مجموعہ تعلیم القرآن: بنت۔ صغیر محمود گیلانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝١

١ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ

رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ

٢ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ

٣ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ

٤ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ

وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ

٥ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ

٦ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ

٧ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ

وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ۝ ع

ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

۱۔ سب تعریف واسطے اللہ کے پروردگار عالموں کا۔ ۲۔ بخشش کرنے والا مہربان۔ ۳۔ خداوند دن جزا کا۔ ۴۔ تجھ ہی کو عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم۔ ۵۔ دکھا ہم کو راہ سیدھی۔ ۶۔ راہ ان لوگوں کی کہ نعمت کی ہے تو نے اوپر ان کے ۷۔ سوا اُن کے جو غصہ کیا گیا ہے اوپر اُن کے اور نہ گمراہوں کا۔

تفصیل صفحہ ۱۹۲

رموز اوقاف

آیت: ۝ ۝ ۝ ٹھہرو: (اظہار رموز بین الآیات صرف بذریعہ حروف بغیر دائرہ) ٹھہرنا چاہیے: ٹھہرنا بہتر: کچھ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: (وقفہ) زیادہ ٹھہرو، سانس نہ ٹوٹے: ملانا بہتر: (ق) ٹھہرو: (لا) کہیں ٹھہرنا کبھی نہیں۔

تعلیمُ الکتاب

پارۂ عمّ ۳۰

فہرست سورہ ہائے پارۂ عم ۳

صداقت نامہ

میں اس کی تصدیق کرتا ہوں کہ پارۂ عم "تعلیم الکتاب" کی کتابت کی تصحیح میں نے اپنے معتمد علیہ مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی سے کرائی ہے اور انہوں نے پوری ذمّہ داری کے ساتھ اعراب وغیرہ کو دیکھ کر صحت کا اطمینان کرلیا ہے۔ لہٰذا میں یہ چند الفاظ بطور صداقت نامہ تحریر کرتا ہوں۔

محمد متین خطیب

ناظم دارالعلوم کراچی

۲۳ اگست ۱۹۷۱ء

E TRA I SUOI SEGNI C E LA CREAZIONE DEI CIELI E DELLA TERRA E LA MOLTEPLICITA DEGLI IDIOMI E DEI COLORI. E QUESTI SONO SEGNI DELLA SUA ONNIPOTENZA

И среди его чудес сотворение небес и земли, различие в языках Ваших и цветах Ваших. Поистине в деяниях этих мудрость его.

En tot zi jn tekenen behoort ook de schepping der hemelen en der aarde, ende verscheidenheid van uw talen en (huids) kleuren. En dit zijn voorzeker takenen voor degenen, die willen begrijpen.

Et parmi Ses Signes se trouvent la creation des cieux et de la terre, et la diversite de vos langues et de vos teints. En verite Il y a la des Signes pour ceux qui savent.

Na katika I shara Zake ni umbo la mbingu na ardhi, na hitilafu ya lugha zenu na rangi zenu. Kwa yakini katika hayo zimo I shara Kwa wenye elimu.

And among His signs is the creation of the heavens and the earth, and the variations in your languages and your colours; verily in that are signs for those who know.

এবং ইহাও তাঁহার অন্যতম নিদর্শন যে, তিনি নভোমণ্ডল ও ভূমণ্ডল এবং তোমাদের বিভিন্ন ভাষা ও তোমাদের বর্ণ-সমূহ সৃষ্টি করিয়াছেন; নিশ্চয় জ্ঞানবানগণের জন্য নিদর্শনাবলী রহিয়াছে।

وَمِنْ ءَايَٰتِهِۦ خَلْقُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَٱخْتِلَٰفُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَٰنِكُمْ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّلْعَٰلِمِينَ

અને તેની નિશાનીઓમાં આકાશો તથા પૃથ્વીનું પેદા કરવું તથા તમારી ભિન્ન-ભિન્ન ભાષાઓ તથા રંગોનું ભિન્ન ભિન્ન હોવું પણ છે; નિઃસંશય જ્ઞાની લોકો માટે તેમાં નિશાનીઓ છે.

"Dan sebagai tanda Kebesarannja maka ditjiptakan langit dan bumi, berbagai 2 bahasa dan warna kulit. Sesungguhnja itu adalah tanda bagi semua orang jang berpengetahuan"

O gökleri, o yeri yaratması, dillerinizin ve renklerinizin birbirine uymaması da Onun āyetlerindendir. Hakiykat, bunlarda bilenler icin elbette ibretler vardir

Und unter Seinen Zeichen ist die Schopfung der Himmel und der Erde, und die Verschiedenheit eurer Sp rach en und Farben. Hierin sind wah rileh Zeihen fur solehe, die wissen

Y uno de Sus signos es la creacion de los cielos y la ti erra y la di versidad de vuestr s leguas y los di stintos colores de vuestra piel. En esto hay en verdad, signos para los que tienen conocimiento.

Og biamdt Hans tegn er, at Han skabte jer of stov, og depra blev I mennesker, som sp redtes ud (over den ganske jord).

और उस की निशानियों में से आस्मानों और ज़मीन का पैदा करना, और तुम्हारी भाषाओं और रंगों की भिन्नता है। निस्सन्देह इस में बहुत सी निशानियाँ हैं ज्ञान वालों के लिए।

他的又一個迹象，就是諸天與地以及不同的語言和膚色的變化。確實這也是給有學問的民衆的迹象。

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًاؕ

سورہ مزمل ۷۳/۴

اور پڑھو قرآن۔ رُک رُک کر۔ ٹھہر کر۔ صاف صاف!

وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍؕ

القمر ۵۴/۱۷

اور بیشک ہم نے آسان کیا قرآن نصیحت لینے کو۔ پس ہے کوئی نصیحت لینے والا؟

قَالَ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ: قِفُوْا عِنْدَ عَجَائِبِهٖ وَحَرِّكُوْا بِهِ الْقُلُوْبَ وَلَا یَكُنْ هَمُّ اَحَدِكُمْ اٰخِرَ السُّوْرَةِ ۔ الحدیث

ابن مسعودؓ نے فرمایا: قرآن شریف کے عجائبات پر غور و فکر کے لئے ٹھہرا کرو اور اُن سے دِلوں میں حرکت بیداری و رِقت پیدا کرو۔ اور تم میں سے کسی کی یہ کوشش نہ ہو کہ ختم سورۃ تک جلد پہونچ جاؤ ۔۔۔

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا

حٰمٓ السجدة ۴۱/۳-۴

یہ کتاب، تفصیلاً ہوئیں بیان اِس کی آیتیں — اِس کی باتیں — یہ قرآن، پڑھنے کو زبان عربی میں، واسطے لوگوں کے ہیں جو دانشمند — ہے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا!

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

زخرف ۴۳/۱-۳

حم - قسم ہے اس کتاب کی — صاف اور واضح — کہ بیشک ہم نے، ھاں ہم نے ھی، بنایا ہے اِس کو قرآن، پڑھنے کو زبان عربی میں کہ تم کو آئے سمجھ -

وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝

الفرقان ۲۵/۷۳

اور وہ لوگ تو ایسے ھیں کہ جب اُن کو دِلائیں سوجھ — کریں نصیحت — اُن کے رب کی باتوں اور احکام کے ذریعہ، تو وہ بے سمجھے ھی نہیں گر پڑتے، اندھے اور بہرے بن کر۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۝

الانبیاء ۲۱/۱۰۷

اور اے پیغمبر! ہم نے تو بھیجا تم کو ' بنایا تُم کو بس رحمت ہی رحمت' حق میں سارے جہانوں کے '
واسطے سب سنساروں کے !

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ
یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیۡهِمۡ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ

اٰل عمران ۳/۱۶۴

بیشک احسان کیا اللہ نے مومنوں پر جب بھیجا اُن میں ایک رسول اُنہیں لوگوں میں سے. جو پڑھ کر سُناتے ہیں اُس کی
آیتیں اور پاکیزہ کرتے ہیں اُن کو اور سکھاتے ہیں اُن کو کتاب اور علم و حکمت۔

وَنَزَّلۡنَا عَلَیۡكَ الۡكِتٰبَ تِبۡیَانًا لِّكُلِّ شَیۡءٍ
وَّهُدًى وَّرَحۡمَةً وَّبُشۡرٰى لِلۡمُسۡلِمِیۡنَ

النّحل ۱۶/۸۹

اور اے پیغمبر! نازل کی ہم نے تم پر یہ کتاب — یعنی قرآن — ہے یہ کھلا بیان ساری چیزوں کی نسبت '
اور ہدایت ہے ' اور رحمت ' اور بشارت واسطے مسلم بندوں کے ' واسطے تابعداروں کے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

نام سے اللہ کے، وہ رحمٰن، وہ رحیم

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ

اگر نازل کرتے ہم یہ قرآن پہاڑ کے اوپر تو تم دیکھتے اُس کو

خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ

دَبا جُھکا، ٹکڑے ٹکڑے — اللہ کے ڈر سے —

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○

اور یہ مثالیں — ہم دیتے ہیں یہ مثالیں واسطے انسانوں کے، کہ یوں وہ دھیان کریں۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

وہ اللہ وہی، نہیں کوئی خدا جس کے سوا!

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ○

جاننے والا غائب کا اور حاضر کا وہ ھستی! ہے وہ رحمان، ہے وہ رحیم!

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

وہ اللہ وہی، نہیں کوئی خدا جس کے سوا!

اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ

بادشاہ، مقدّس پاک، سلامتی والا، امن کا داتا، سب کا نگہباں، قوت والا،

الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

زور آور، بڑی بڑائی والا۔ پاک ہے اللہ اُن سب سے جو یہ اُس کے ساتھ کریں شریک!

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ

وہ اللہ، ھستی کا خالق، مُوجِدِ ھستی، صورت گر! ہیں واسطے اُس کے سارے اچھے نام

يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

لگا ہے تسبیح میں اُس کی خاطر، ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں، اور وہ اللہ! ہے وہ قوت والا، حکمت والا!

تعلیمُ الکتاب

سیّد محمّد اُویس

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشاف

اقبال

نمبر شمار و نام و نمبر سورہ	خلاصۂ مضمون سورہ	نمبر صفحہ
۳۰ / ۱۰۷ ماعون	**اصل دین: انسانی ہمدردی، معاشرتی امداد۔ نمائشی نمازیں، بے اثر** دین و تنظیمِ دین کا مقصدِ اصلی۔ انسانی ہمدردی۔ معاشرتی یکجہتی۔ لیکن تحقیرِ یتیم یا معاشرہ میں بھوکے مسکین کا وجود نماز کو ضائع کر دیتا ہے تہذیبِ نفس نہ ہو تو نمازیں صرف دکھاوے کی ہیں۔	۱۶۶/۶۲
۳۱ / ۱۰۸ کوثر	**رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطیۂ کوثر** رسول کو تسکین اور بشارت کوثر و خیرِ کثیر — بس، تاکیدِ نماز و قربانی و ایثار۔ دشمن اور حاسد، ہلاک اور بے نام و نشان!	۱۶۸/۶۳
۳۲ / ۱۰۹ کافرون	**کافر و مومن کے راستے الگ الگ ہیں** کافروں کے لئے اعلان: نہ رسولؐ تمہارے معبودوں کی پوجا کریں گے، نہ تم معبودِ حقیقی کی عبادت کرتے ہو۔ دونوں کے راستے الگ، منزل الگ۔	۱۸۰/۶۴
۳۳ / ۱۱۰ نصر	**نصرتِ الٰہی منصبِ رسالت کی تکمیل** فتح مکہ کی بشارت۔ اعانتِ الٰہی۔ عوام کا داخلہ اسلام میں، جوق در جوق۔ قبولِ اسلام۔ تکمیلِ مشنِ رسالت۔ تاکیدِ حمد و استغفار۔ اللہ توبہ قبول کرنے والا اور رحمت و بخشش بھیجنے والا ہے۔	۱۸۲/۶۵
۳۴ / ۱۱۱ لہب	**ابولہب، دشمنِ اسلام کا انجام** ابولہب اور اُس کی بیوی، مخالفین اسلام و رسالتمآبؐ۔ انجام ہلاکت۔ دولت کام نہ آئی۔ داخلِ دوزخ۔	۱۸۴/۶۶
۳۵ / ۱۱۲ اخلاص	**اصولِ توحید۔ صفاتِ الٰہی** اعلان: اللہ، واحد، بے نیاز، نہ ماں باپ، نہ آل اولاد، نہ شریک نہ ہمسر۔	۱۸۶/۶۷
۳۶ / ۱۱۳ فلق	**پناہ شرِ مخلوقات سے، حسد خلائق سے (نفسیاتی علاج)** پناہ مانگو اللہ سے: شرِ خلائق، تاریکی، ظلم، جادو ٹونے، حسد سے۔ اور اُن کے نفسیاتی اثر یا خوف سے۔	۱۸۸/۶۸
۳۷ / ۱۱۴ ناس	**پناہ وسوسۂ قلب سے (نفسیاتی علاج)** پناہ مانگو اللہ سے: مالک و معبودِ انساں سے۔ برائے دفعِ شکوک، بدگمانی، وسوسہ، اور ان چیزوں کے نفسیاتی اثر اور خوف سے — اور پناہ دِل کے چور سے جو شیطانی وسوسہ ڈالتا ہے۔	۱۹۰/۶۹

نمبر شمار و نام و نمبر سورہ	خلاصۂ مضمون سورہ	نمبر صفحہ
۲۳/۱۰۰ عادیات	**بدی سے جہاد - ناشکرا اِنسان - شہادتِ نفس** بدی سے جہاد کرنے والے نیکوکار۔ مثال: تیز گھوڑوں کی دوڑ اور حِصارِ دُشمن کی فتح۔ انسان کا ناشکراپن۔ اُس کے نفس کی شہادت۔ حُبِّ مال، غفلتِ عقبیٰ۔ روزِ قیامت رازہائے سینہ عیاں ہوں اور پروردگار ساری باتوں سے خبردار ہو (اور خبردار کرے)!	۱۶۲/۵۵
۲۴/۱۰۱ قارعہ	**قیامت - شور و غوغا - لاچاری - میزانِ عدالت** روزِ قیامت کا عظیم شور و غوغا۔ مصیبت و لاچاری۔ انسان، بکھرے ہوئے پروانے۔ پہاڑ، دُھنی روئی کے گالے۔ میزانِ عدالت۔ تول میں نیکی کا پلہ بھاری، تو حیات پُرمسرت اور پلہ ہلکا تو جلتی آگ،	۱۶۴/۵۶
۲۵/۱۰۲ تکاثر	**حُبِّ مال و جذبۂ سبقت - انجام** انجام و آخرت سے غفلت تا دمِ مرگ، بسببِ حُبِّ دولت و خواہشِ سبقت۔ اِنسان کو چاہیے آخرت کے لئے کلامِ الٰہی سے حاصل کردہ علم پر یقین کرے، ورنہ روزِ قیامت تو آنکھوں سے دیکھ کر یقین کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا، پھر دوزخ سامنے ہو اور مواخذہ کا سامنا!	۱۶۶/۵۷
۲۶/۱۰۳ عصر	**زمانہ اور اِنسان** خود زمانہ شاہد ہے کہ زمانہ اِنسان کو گھاٹے میں ڈالتا ہے، سوا مومنوں، نیکوکاروں کے جو ثباتِ حق، و قیامِ صبر کی باہمی تلقین کرتے رہتے ہیں۔	۱۶۸/۵۸
۲۷/۱۰۴ ھُمزہ	**مذمّتِ عیب جوئی، غیبت و بُخل - انجام** مذمّت عیب جُو، بُہتان تراش، غیبت کرنے والے کی، نیز بخیل، مال جوڑنے والے کی۔ انجام آتشِ دوزخ، دِل کی جلن۔	۱۷۰/۵۹
۲۸/۱۰۵ فیل	**مادّی وسائل و طاقت، مقصدِ الٰہی کے مقابلہ میں بے اَثر** مادی وسائل و طاقت کی شکست مقصدِ الٰہی کے سامنے۔ محاصرۂ مکّہ (انہدامِ خانۂ کعبہ کی نیت سے)۔ ابرہہ کی فوجِ کثیر اور ہاتھیوں کا لشکر برباد ہوا صرف حقیر پرندوں کی کنکریوں سے!	۱۷۲/۶۰
۲۹/۱۰۶ قریش	**اہلِ قریش ـــ آسودگی و اطمینان** قریش کو ترغیبِ دین ـــ طول طویل سفر بہ عافیت، بھوک سے نجات، خوف سے امان۔	۱۷۴/۶۱

نمبر شمار نام نمبر سورہ	خلاصۂ مضمون سورہ	نمبر صفحہ
۱۷/۹۴ انشراح	**رسولؐ پر عنایاتِ الٰہی** رسولؐ پر عنایاتِ ربّانی، صفائی و انشراحِ قلب ۔ بوجھ کو ہلکا کیا اور نام کو اونچا ۔ لازماً سختی کے ساتھ آسائش ہے ۔ پس، تاکید عبادت و رغبتِ الٰہی ۔	۱۴۶/۴۷
۱۸/۹۵ تین	**تخلیقِ انسان بہترین انداز میں** علامتوں کے ذریعہ تین عظیم پیغمبروں کے کارناموں کی جانب اشارہ ۔ انجیر و زیتون (بیت المقدس و حضرت عیسیٰؑ) کوہِ طور (ظہورِ تجلّی و حضرت موسیٰؑ) شہرِ امن (مکّہ معظمہ و حضرت محمدؐ) انسان کی تخلیق بہترین معیار پر (ثبوت تین پیغمبرانِ بزرگ)، لیکن (ہدایتِ الٰہی کے نہ ماننے کے باعث) انسان کا ذلیل ہونا ۔ علاوہ اُن کے جو مومن اور نیکوکار ہیں ۔ سب سے بڑے، سب سے عادل حاکم، اللہ کے سامنے آخری فیصلہ تو یقینی ہے ۔	۱۴۸/۴۸
۱۹/۹۶ عَلَق	**تعلیم و تبلیغ کلامِ الٰہی ۔ تفویضِ منصبِ رسالت ۔ اصلِ انسان ۔ اُس کی حقیقت اور فطرت** "اِقرار" —— تعلیمِ کلامِ ربانی و تبلیغِ پیامِ الٰہی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب ۔ حکمِ الٰہی ۔ تخلیقِ انسان کی اصلِ حقیر، کرمِ رب سے عطائے علم و ہدایت، مگر انسان مستغنی بہ خود، دوسروں کے لئے اکثر باعثِ گمراہی اور سدِّ راہ ۔ اللہ سب دیکھنے والا ہے ۔ سرکشی اور نافرمانی کی سزا یقینی ہے ۔ اللہ کے حضور نیکوکار کا سجدۂ بندگی —— اور تقرب ۔	۱۵۰/۴۹
۲۰/۹۷ قدر	**شبِ قدر ـ نزولِ قرآن ـ سلامتی و امن** شبِ قدر، نزولِ قرآن —— ماموریٔ ملائکہ و روحِ پاک برائے اُمورِ عالم ۔ بشارتِ سلامتی و امن ۔	۱۵۴/۵۱
۲۱/۹۸ بیّنہ	**کُفّار و مُشرکین کی ہٹ دھرمیاں ۔ بدترین و بہترینِ خلایق کا ذِکر** کلامِ الٰہی کو تسلیم کرنے میں کفار و مشرکین کی ضد ۔ ذکرِ رسولؐ و صُحُفِ پاک، عبادت خالصۃً لِلّٰہ، مثالِ ابراہیمؑ ۔ تاکید نماز و زکوٰۃ ۔ کفار و مشرکین، بدترین خلائق ۔ ایسوں کے لئے دوزخ ۔ مؤمنین و نیکوکار بہترین خلائق ۔ ایسوں کے لئے جنّت ۔ اللہ اور اُس سے ڈرنے والے بندۂ مومن کی باہمی رضا ۔	۱۵۶/۵۲
۲۲/۹۹ زلزال	**روزِ قیامت ۔ زلزلہ ۔ سراسیمگی و انتشار** روزِ قیامت، عالمِ خوف و دہشت ۔ عظیم زلزلے ۔ ساری زمین کا ہلنا، کانپنا ۔ زمین کے سارے بوجھ اور سارے راز ظاہر ہو جائیں ۔ انسان کی گھبراہٹ ۔ زمین خود حادثاتِ عالم کی گواہی دے ۔ ہر ایک اپنی ادنیٰ ترین نیکی و بدی دیکھے گا ۔	۱۶۰/۵۴

نمبر شمار و نام و نمبر سورہ	خلاصہ مضمون سورہ	نمبر صفحہ
۱۲/۸۹ فجر	**اجتماعِ اضداد۔ سرکشوں کا انجام۔ امدادِ معاشرہ (مثال یتیم مسکین کی امداد) نفسِ مطمئنہ کو بشارت** مظاہر کائنات میں اجتماعِ اضداد۔ ذی قوت افراد و اقوام کا عارضی غلبہ۔ عاد، ثمود اور فرعون کی سرکشی۔ انجام۔ عذابِ الٰہی۔ فطرتِ انسان۔ بحالتِ عزت و نعمت، رب سے غرور۔ بحالتِ تنگدستی شکوہ ذِلت۔ تہذیبِ نفس و امدادِ معاشرہ کی تاکید، خصوصاً یتیم و مسکین کے لئے۔ غصبِ مال و حُبِّ مال کی عادت روزِ قیامت پچھتاوا۔ مگر نفسِ مطمئنہ کو بشارتِ رضائے الٰہی۔ بندگانِ الٰہی میں شمول، جنت میں داخلہ۔	۱۳۶/۳۷
۱۳/۹۰ بَلَد	**عظمتِ مکہ —— مصرفِ قوائے انسانی** عظمتِ شہرِ مکہ، رسولؐ کو بشارتِ فتحِ مکہ۔ اِنسان، محنت مارا۔ اسراف بے جا کا ذکر۔ اعضائے انسانی نعمت، اور ذرائع حصولِ ہدایت۔ پُر مشقت وادی کی چڑھائی۔ یعنی یتیم و مسکین کی امداد اور صبر و ہمدردی کی تلقین کرنے والوں میں شمول۔ یہ ہیں سیدھے راستہ والے۔ منکر ہیں اُلٹے راستے والے، دوزخ والے۔	۱۳۲/۴۰
۱۴/۹۱ شمس	**اجتماعِ اضداد —— نفسِ اِنساں میں تمیزِ نیک —— و بد** مظاہرِ کائنات میں اجتماعِ اضداد۔ مختلف اثرات۔ سورج، چاند، روزِ روشن، شبِ تاریک، آسمان، زمین، نفسِ انساں میں اجتماعِ ضِدّین۔ نیز امتیازِ نیک و بد کی صلاحیت نفس کو سنوارا، بامراد ہوا، دبایا نامراد۔ قومِ ثمود کی سرکشی۔ انجام۔ نافرمانی اور گناہوں کے باعث بربادی۔	۱۳۶/۴۲
۱۵/۹۲ لیل	**اجتماعِ اضداد —— انسانی کوشش کی مختلف صورتیں** مظاہرِ کائنات میں اضداد۔ اندھیری رات، روشن دن۔ مرد، عورت = اسی طرح سعی انسانی میں اضداد = پرہیزگار اور کلامِ الٰہی کو ماننے والوں کے واسطے راہ کی آسانیاں منزلِ آسائش تک۔ لاپرواہ اور جھٹلانے والوں کے واسطے سختی، آخری منزل تک، انجام دوزخ = پرہیزگار اور اللہ کے واسطے جویائے رضائے الٰہی و لقائے رب، خوش اور راضی ہوں گے۔	۱۴۰/۴۴
۱۶/۹۳ ضُحیٰ	**اِنسانی زندگی کی دُھوپ چھاؤں۔ حیاتِ رسولؐ۔ بشارت و عطایا** دن رات، دھوپ چھاؤں کا اِختلاف۔ یہی حالت حیاتِ رسولؐ میں۔ بہتر حالت کی بشارت، مزید عطایا کے وعدے، رضامندی کی خوشخبری۔ حالتِ یتیمی سے سہارے تک، سرگردانی سے ہدایت تک، تنگی سے کشادگی تک۔ لہٰذا، لوگ یتیم کو نہ جھڑکیں، سائل کو نہ ڈانٹیں اور خدا کی نعمتوں کا ذکر کرتے رہیں۔	۱۴۴/۴۶

نمبر شمار و نام و نمبر سورہ	خلاصۂ مضمون سورہ	نمبر صفحہ
٦/٨٣ تطفیف	**خیانت کی مذمت** ناپ تول میں کمی، خیانت اور فریب کی مذمت (خواہ دنیاوی کاروبار میں یا دینی امور میں) خوفِ قیامت دفترِ سجّین (اعمالنامۂ بدکاران) دفترِ علّیین (اعمالنامۂ نیکوکاراں)۔ آج کافر مومنوں پر ہنستے ہیں۔ روزِ قیامت منظر برعکس ہوگا۔	٩٤/٢١
٧/٨٤ اِنشقاق	**روزِ قیامت ـــ اِنسان کی سعی و مشقّت۔ اِحتساب** روزِ قیامت آسمان وزمین سب کا فنا ہونا، بحکمِ الٰہی۔ زمین میں دفن ہستیوں کا باہر آنا۔ اِنسان مشقّت مارا ہے۔ طرح طرح کی مشقّتوں میں مُبتلا۔ روزِ قیامت اللہ کا سامنا ہوتے پر ان مشقّتوں کے نتائج معلوم ہوں۔ ذکر نیکوکاروں اور بدکاروں کے اعمالنامہ کا۔ قیامت یقینی ہے۔ کافروں کو عذاب۔ مومنوں کو اجرِ نیک۔	١٠٠/٢٤
٨/٨٥ بروج	**ظالموں کا انجام ـــ اللہ سب سے بڑا کرتار ہے** آسمان اور روزِ قیامت کی قسم، مومنوں کو اُن کے ایمان کے سبب ایذا دینے والے (مثلِ اصحابِ الأخدود) قیامت کے دن عذاب میں ہوں گے۔ مومنوں کو باغ جنت۔ اللہ صاحبِ عرش۔ سب کچھ کرنے والا۔ بڑا کرتار۔ جھٹلانے والی کافروں کا انجام مثل فرعون و ثمود۔	١٠٦/٢٧
٩/٨٦ طارق	**تاریکی میں نور کا ظاہر ہونا ـــ منکروں کو مہلت** شبِ تاریک میں نور (ہدایت) مثلِ شہابِ ثاقب۔ نگرانیٔ ملائکہ۔ تخلیقِ اِنسان۔ حیاتِ دیگر (بروزِ قیامت)۔ دِلی رازوں کی جانچ۔ کلامِ الٰہی نیک و بد میں تفریق کرتا ہے۔ آخری فیصلے جزا و سزا۔ مُنکرین کو عارضی مُہلت۔	١١٢/٣٠
١٠/٨٧ اعلیٰ	**تخلیق، تقدیر، ہدایت** حکمِ تسبیحِ پروردگار۔ تخلیق، تقدیر، ہدایت، بتدریج کمال کو پہونچنا۔ حیاتِ اُخروی کی اہمیّت۔ کلامِ الٰہی، نصیحت ڈرنے والوں کے لئے۔ اہمیت ذکرِ الٰہی و نماز۔ ابدی ہدایت، مذکور بہ صُحُفِ سابقہ، ابراہیمؑ و موسیٰؑ۔	١١٦/٣٢
١١/٨٨ غاشیہ	**قیامت کی ہمہ گیری ـــ منصبِ رسول اللہ صلعم** قیامت کی ہمہ گیری، ہر چیز پر محیط۔ بدکار ذلیل ہوں اور داخلِ دوزخ۔ نیکوکار صاحبِ نعمت اور داخلِ جنت۔ مخلوقاتِ عالم کے عجائبات سے سبقِ ہدایت۔ منصبِ رسولؐ ذکر و نصیحت ہے نہ کہ نگرانی۔	١٢٠/٣٤

فہرست سورۂ جات و خلاصۂ مضامین

(بنیادی باتوں کی طرف مختصر اشارے)

سورۂ فاتحہ صفحہ ۵۶ — سورۂ بقرا ۱-۵ صفحہ ۵۷

نمبر شمار و نام و نمبر سورہ	خلاصۂ مضمون سورہ	نمبر صفحہ
۱/۷۸ نبا	**"بڑی خبر" —— قیامت** "بڑی خبر" یعنی قیامت کی نسبت سوالات اور بحثیں بیکار ہیں۔ اس کا واقع ہونا یقینی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نظامِ عدل و رحمت کے مظاہر چاروں طرف موجود ہیں۔ زمین آسمان، رات دن، پہاڑ، بادل، مرد عورت کے جوڑے، سورج، شاداب کھیتیاں، گھنے باغ وغیرہ۔ روزِ قیامت خیر و شر کا فیصلہ ہوگا۔ جنّت و دوزخ کا ذکر۔ اللہ کے سامنے کوئی بول نہ سکے اور ہر شخص اپنے اعمال دیکھے۔	۶۰/۴
۲/۷۹ نازعات	**امورِ عدل و رحمت —— ساعتِ قیامت** اللہ تعالیٰ کے احکام عدل و رحمت ہر گھڑی نافذ ہوتے ہیں۔ قیامت۔ ایک زلزلہ، ایک چیخ، میدانِ حشر۔ موسیٰ کے لئے حکمِ الٰہی۔ فرعون کے پاس جانا۔ اس کی سرکشی اور انجام۔ واقعۂ عبرت۔ انسان کا مقام دیگر تخلیقاتِ الٰہی میں۔ روزِ قیامت انسان اپنے اعمال کو یاد کرے۔ سرکشوں کے لئے دوزخ۔ اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے جنّت۔ ساعتِ قیامت کا تعین کرنا عبث ہے۔ صرف اللہ کو علم ہے۔ رسول تو صرف "مُنذِر" ہیں "ڈر سنانے والے"۔ قیامت کے دن معلوم ہوگا عرصۂ حیات کتنا مختصر تھا۔	۶۸/۸
۳/۸۰ عَبَسَ	**تبلیغ و قبولیتِ پیغامِ الٰہی —— قیامت کی نفسی نفسی** پیغامِ الٰہی آفاقی پیغام ہے۔ امیر غریب سب کے لئے یکساں نعمت ہے۔ بعضوں میں رغبت و قبولیت۔ انسان کا ناشکرا پن، اس کی تخلیق اور تقدیر۔ اس کے لئے ہدایت پھر موت۔ دوبارہ زندگی روزِ قیامت۔ لیکن حکمِ الٰہی سے غفلت ہے۔ انسان کی غذا۔ انسان اور اُس کے چوپائے۔ اُن کے لوازمات، قیامت کا خوفناک منظر نفسی نفسی۔ آدمی اپنے ماں باپ، بیوی بچوں سے بھاگتا پھرے گا۔ نیکوکار خُرّم و شاداں۔ بدکردار سیاہی میں اٹے ہوں گے۔	۷۶/۱۲
۴/۸۱ تکویر	**روزِ قیامت —— کائنات و مظاہرِ قدرت کا خاتمہ** قیامت کا خوفناک منظر۔ مظاہرِ قدرت کا خاتمہ۔ ہر نفس کا حساب۔ یہ کلام منجانب اللہ ہے۔ بواسطہ جبرئیلِ امین۔ رسولؐ کو خللِ دماغ نہیں۔ غیب کی نازل شدہ خبروں کو چھپاتے نہیں۔ یہ پیغام ساری کائنات کے لئے ہے جو چاہے فائدہ اٹھائے۔	۸۴/۱۶
۵/۸۲ اِنفطار	**قیامت —— خاتمۂ کائنات و مظاہرِ کائنات** منظرِ قیامت۔ کائنات کی عظیم نشانیاں —— افلاکِ سماوی، ستارے، سمندر سب فنا ہو جائیں گے لیکن قبروں کے مکیں (جو دنیا میں ذی رُوح و ذی عقل تھے) دوبارہ زندہ ہوں۔ ہر نفس کو اپنے اعمال کا علم ہو۔ دنیا میں انسان کی اپنے خالق سے سرکشی، حق اور آخرت سے منکر۔ کراماً کاتبین۔ اعمال کا اندراج۔ نیکوں کو بہشت، بدوں کو دوزخ۔ روزِ جزا کوئی کسی دوسرے کا بھلا نہ کر سکے۔ سارا حکم اللہ کے ہاتھ۔	۹۰/۱۹

کلمۂ عربی	نمبر فہرست	کلمۂ عربی	نمبر فہرست	کلمۂ عربی	نمبر فہرست	کلمۂ عربی	نمبر فہرست	کلمۂ عربی	نمبر فہرست	کلمۂ عربی	نمبر فہرست
کَمْ	۶۵	لَدَیٰ	۸۷	لَیْسَ	۱۳۷	نَعَمْ	۱۴۰	هٰذَا	۱۵	هُنَّ	۶
...کُمْ	۹/۱	لَعَلَّ	۱۲۹	مَا	۶۹	نِعْمَ	۱۳۹	هٰذَانِ	۱۷	.. هِنَّ	۶/۱
کَمَا	۱۲۸	لَمْ	۱۳۱	مَاذَا	۷۰	وَ	۱۴۱	هٰذِه	۱۶	هُنَا	۵۲
... کُمَا	۸/۱، ۱۱/۱	لَمَّا	۱۳۲	مَتٰی	۷۱	وَرَاءُ	۸۹	هٰذَیْنِ	۱۹	هُنَاكَ	۵۳
... کُنَّ	۱۲/۱	لِمَ	۶۷	مَعَ	۱۳۸	وَیْلٌ	۱۴۲	هٰٓؤُلَآءِ	۲۱	هُنَالِكَ	۵۴
کَیْفَ	۶۶	لِمَاذَا	۶۸	مِمَّ } مِمَّا	۷۲	... هٗ ... هٖ	۱/۱	هَاهُنَا	۵۱	هُوَ	۱
لَ	۸۵	لَنْ	۱۳۳	مَنْ	۷۳	...هَا	۴/۱	هُمْ	۳	هِیَ	۴
لِ	۸۶	لَوْ	۱۳۴	مِنْ	۸۸	هَا	۱۴۳	... هِمْ	۳/۱	..ی	۱۳/۱
لَا	۱۲۸	لَوْلَا	۱۳۵	... نَا	۱۲/۱	هَاتَانِ	۱۸	هُمَا	۵، ۲	یَا	۱۴۴
لٰکِنْ	۱۳۰	لَیْتَ	۱۳۶	نَحْنُ	۱۴	هَاتَیْنِ	۲۰	... هِمَا	۲/۱، ۵/۱	یَوْمَئِذٍ	۱۴۵

(بقیہ از صفحہ ۳۴)

دوسری جانب وہ لوگ ہوں گے جو صبر واستقلال پر قائم رہے۔ ایمان اور نیک عمل پر کاربند رہے۔ حق کی تلقین کرتے رہے، ایسے لوگوں کو نفسِ مطمئنّہ کے زمرہ میں شامل ہونے کی بشارت، بندگانِ الٰہی میں شمول اور جنّت میں داخلہ، بندہ اپنے رب سے راضی اور رب اپنے بندے سے خوش۔

۱۲ - یہ ہیں چند کلمات اُن اَبَدی حقائق اور فیوض و برکات کے بارے میں جو ہم اس آخری پارے کی سورتوں سے حاصل کر سکتے ہیں۔

اللہ رَبُّ العِزّت کے حضور میں یہ دعا ہے کہ اُس کی توفیق سے ان عظیم امور کی کچھ ترجمانی "تعلیم الکتاب" میں ایسے انداز سے ہو سکے کہ ہمارے معاشرے کے لئے فلاح وبہبود اور ہدایت کا باعث ہو۔ آمین۔

نمبر شمار	کلمۂ عربی	اردو	نمبر شمار	کلمۂ عربی	اردو	نمبر شمار	کلمۂ عربی	اردو
۱۲۴	كُلُّ	سب ۔ ہر چیز۔	۱۳۲	لَمَّا	جب، نہیں، مگر۔	۱۴۰	نَعَمْ	ہاں، (حرف ایجاب)
۱۲۵	كَلَّا	ہرگز نہیں۔ ایسا نہیں	۱۳۳	لَنْ	ہرگز نہیں	۱۴۱	وَ	اور۔ و۔ برائے قسم
۱۲۶	كُلَّمَا	جب کبھی۔	۱۳۴	لَوْ	اگر۔ کاش۔	۱۴۲	وَيْلٌ	خرابی، تباہی، شامت۔
۱۲۷	كَمَا	جیساکہ	۱۳۵	لَوْلَا	اگر نہیں۔	۱۴۳	هَا	خبردار۔ سن لو۔
⊠ ۱۲۸	لَا	نہیں	۱۳۶	لَيْتَ	اے کاش۔ کاش کہ۔	۱۴۴	يَا	اے۔
۱۲۹	لَعَلَّ	شاید، ہو سکتا ہے۔	۱۳۷	لَيْسَ ٭	نہیں ہے۔ ازقسم فعل	۱۴۵	يَوْمَئِذٍ	آج۔ اس دن۔ اسی دن۔
۱۳۰	لٰكِنْ	لیکن۔ مگر۔ پر۔	۱۳۸	مَعَ	ساتھ			
۱۳۱	لَمْ	نہیں۔	۱۳۹	نِعْمَ	خوب، بہتر، اچھا۔			

٭ ازقسم فعل۔ گردان مثلِ فعل، بہ طور مددگار فعل اس کی گردان بنیادی فعل سے مطابقت کرتی ہے۔

⊠ لَ ۵۳ پر درج ہے۔

فہرست مفرداتِ بلحاظ حروفِ تہجّی

کلمۂ عربی	نمبر فہرست	کلمۂ عربی	نمبر فہرست	کلمۂ عربی	نمبر فہرست	کلمۂ عربی	نمبر فہرست	کلمۂ عربی	نمبر فہرست	کلمۂ عربی	نمبر فہرست
أَ	۵۸	إِمَّا	۹۳	أُولٰئِكَ	۲۷	بِئْسَ }	۱۰۴	دُوْنَ	۱۱۳	فَ	۱۱۸
إِذْ	۴۳	أَنْ	۴۰	أُولُوا	۳۴	بِئْسَمَا }		ذَاتُ	۳۷	فَوْقَ	۱۱۹
إِذًا	۴۴	أَنْ	۹۵	أَيُّ	۶۰	بَيْنَ	۷۶	ذٰلِكَ	۲۲	فِيْ	۸۳
إِذَا	۴۵	إِنْ	۹۶	إِيْ	۱۰۰	تَ	۷۷	ذٰلِكُمْ	۲۶	قَبْلُ	۱۲
أَلَا	۹۰	إِنَّ - أَنَّ	۹۷	إِيَّا	۱۰۱	تِلْكَ	۲۳	ذٰلِكُمَا	۲۴	قَدْ	۱۲۱
إِلَّا	۹۱	إِنَّمَا	۹۸	أَيَّانَ	۶۱	تِلْكُمَا	۲۵	ذُوْ	۳۶	كَ	۸۴
اَللَّاتِي	۳۳	أَنَا	۱۳	أَيَّةُ	۶۲	ثَمَّ	۱۰۹	ذَوَا	۳۸	كَ	۷/۱
اَلْآنَ	۴۱	أَنْتَ	۷	أَيَّتُهَا	۱۰۲	ثُمَّ	۱۱۰	ذَوَاتَا	۳۹	لِ	۱۰/۱
اَلَّتِي	۲۹	أَنْتِ	۱۰	أَيْنَ	۶۳	حَاشَا	۷۸	سَ	۱۱۴	كَادَ	۱۲۳
اَللَّتَانِ	۳۱	أَنْتُمْ	۹	أَيْنَمَا	۴۸	حَتّٰى	۷۹	سَوْفَ	۱۱۵	كَانَ	۱۲۲
اَلَّذَانِ	۳۰	أَنْتُمَا	۸، ۱۱	أَيُّهَا	۱۰۳	حَوْلَ	۱۱۱	عَسٰى	۱۱۶	كَذَا	۵۵
اَلَّذِي	۲۸	أَنْتُنَّ	۱۲	بِ	۷۵	حَيْثُ	۴۹	عَلٰى	۸۰	كَذٰلِكَ	۵۶
اَلَّذِيْنَ	۳۲	آنِفًا	۴۲	بَعْدُ	۱۰۵	حَيْثُمَا	۵۰	عَمَّ	۶۴	كَذٰلِكُمْ	۵۷
إِلٰى	۷۴	أَنّٰى	۵۹	بَلْ	۱۰۶	حِيْنَ	۴۶	عَنْ	۸۱	كَلَّا	۱۲۵
أَمْ	۹۲	أَوْ	۹۹	بَلٰى	۱۰۷	حِيْنَمَا	۴۷	عِنْدَ	۸۲	كُلُّ	۱۲۴
أَمَّا	۹۴	أُولَاتِ	۳۵	بِمَا	۱۰۸	خَلْفَ	۱۱۲	غَيْرَ	۱۱۷	كُلَّمَا	۱۲۶

نمبر شمار	کلمۂ عربی	اردو
۶۷	لِمَ	کیوں۔ کس لئے۔
۶۸	لِمَا ذَا	کیوں۔ کس لئے۔
۶۹	مَا	نہیں، کیا؟ جو کچھ
۷۰	مَا ذَا	کیا چیز۔ کیا؟
۷۱	مَتٰی	کب۔
۷۲	مِمَّ } مِمَّا	کس چیز سے؟ اُس چیز سے } (مِنْ + مَا)
۷۳	مَنْ	کون؟ جو کوئی۔

(۹) حروفِ جار

نمبر شمار	کلمۂ عربی	اردو
۷۴	اِلٰی	طرف۔ تک۔ جانب۔
۷۵	بِ	سے۔ میں۔ پر۔ ساتھ برائے قَسَم
۷۶	بَیْنَ	بیچ۔ درمیان۔ میں۔
۷۷	تَ	برائے قسم۔
۷۸	حَاشَا	مگر۔ سوا۔
۷۹	حَتّٰی	تک۔ یہاں تک۔ جب تک
۸۰	عَلٰی	پر۔ اوپر۔
۸۱	عَنْ	تب۔ بارے میں سے
۸۲	عِنْدَ	پاس۔ نزدیک
۸۳	فِیْ	میں۔ بیچ۔ درمیان
۸۴	کَ	مثل۔ مانند
۸۵	لَ ۞	البتہ۔ بیشک۔ واسطے
۸۶	لِ	لئے۔ واسطے۔ ملکیت
۸۷	لَدٰی	نزدیک۔ پاس
۸۸	مِنْ	سے۔
۸۹	وَرَاءَ	پیچھے۔

(۱۰) حروفِ عطف و شرط و کلماتِ تاکید اقرار، انکار، تاسف وغیرہ و دیگر متفرق کلمات

نمبر شمار	کلمۂ عربی	اردو
۸۹/۱	اَلْ	حرفِ تخصیص و تعریف
۹۰	اَلَّا	کہ نہیں۔
۹۱	اِلَّا	سوا۔ مگر۔ اگر نہیں
۹۲	اَمْ	یا، خواہ، کیا؟
۹۳	اِمَّا	یا، خواہ، چاہے
۹۴	اَمَّا	سو۔ لیکن۔ وہ جو۔
۹۵	اَنْ	کہ۔ یہ۔ اس لئے۔
۹۶	اِنْ	اگر، جو (شرط) نہیں۔
۹۷	اِنَّ۔ اَنَّ	بیشک۔ ضرور۔
۹۸	اِنَّمَا	لیکن، محض، بس۔
۹۹	اَوْ	یا۔ خواہ۔
۱۰۰	اِیْ	البتہ۔ ہاں۔
۱۰۱	اِیَّا	(تیری۔ اُس کی۔ میری ہی (تاکید)
۱۰۲	اَیَّتُهَا	اے وہ (مؤنث)
۱۰۳	اَیُّهَا	اے وہ (مذکر)
۱۰۴	بِئْسَ۔ بِئْسَمَا	بُرا۔ بہت بُرا۔
۱۰۵	بَعْدُ	پھر۔ بعد۔
۱۰۶	بَلْ	کیوں نہیں۔ بلکہ۔
۱۰۷	بَلٰی	ہاں، کیوں نہیں، البتہ۔
۱۰۸	بِمَا	اس وجہ سے کہ
۱۰۹	ثَمَّ	اُس جگہ، وہاں، وہیں۔
۱۱۰	ثُمَّ	پھر۔ تب۔ بعد میں۔
۱۱۱	حَوْلَ	گرد۔ آس پاس۔
۱۱۲	خَلْفَ	پیچھے۔
۱۱۳	دُوْنَ	سوائے، بغیر، تھوڑا۔
۱۱۴	سَ	عنقریب۔ اب۔ جلد ہی
۱۱۵	سَوْفَ	عنقریب (مستقبل قریب)
۱۱۶	عَسٰی	امید ہے۔ قریب ہے۔
۱۱۷	غَیْرُ	سوا۔ مگر۔ نہیں۔
۱۱۸	فَ	پس۔ تب۔ پھر۔
۱۱۹	فَوْقَ	اوپر۔ پر۔ بلندی۔
۱۲۰	قَبْلُ	پہلے۔
۱۲۱	قَدْ	تحقیق (ماضی قریب پر) تاکیداً (مضارع پر)
۱۲۲	کَانَ ۵	تھا۔ ہوا۔ ہوگیا۔ (از قسم فعل)
۱۲۳	کَادَ ۵	قریب ہے، ... لگا۔ (از قسم فعل)

۞ حرف عطف ۵ نوٹ اگلے صفحہ پر دیکھئے۔

(۲) ضمائر (اسمائے) اشارہ

نمبر شمار	کلمۂ عربی	اردو
۱۵	ھٰذَا (مذکر)	یہ ۔ اِس
۱۶	ھٰذِہٖ (مونث)	"
۱۷	ھٰذَانِ (مذکر)	یہ دو ۔ اِن دونوں
۱۸	ھَاتَانِ (مونث)	" "
۱۹	ھٰذَیْنِ∅ (مذکر)	یہ دو ۔ اِن دونوں
۲۰	ھَاتَیْنِ∅ (مونث)	" "
۲۱	ھٰٓؤُلَاۤءِ مذکر/مونث	یہ سب
۲۲	ذٰلِكَ (مذکر)	وہ ۔ اُس
۲۳	تِلْكَ (مونث)	وہ ۔ یہ
۲۴	ذٰلِكُمَا (مذکر)	وہ دونوں
۲۵	تِلْكُمَا (مونث)	"
۲۶	ذٰلِكُمْ (مذکر)	وہ سب
۲۷	اُولٰٓئِكَ مذکر/مونث	یہی ہیں وہ لوگ ۔

(۳) ضمائرِ موصولہ

نمبر شمار	کلمۂ عربی	اردو
۲۸	اَلَّذِیْ (مذکر)	وہ جو کہ
۲۹	اَلَّتِیْ (مونث)	"
۳۰	اَللَّذَانِ (مذکر)	وہ دونوں جو کہ ۔
۳۱	اَللَّتَانِ (مونث)	"
۳۲	اَلَّذِیْنَ (مذکر)	وہ سب جو کہ
۳۳	اَللَّاتِیْ (مونث)	"

(۴) کلمات برائے اظہار نسبت وملکیت

نمبر شمار	کلمۂ عربی	اردو
۳۴	اُولُوْا (مذکر)	والے، صاحب، مالک
۳۵	اُولَاتِ (مونث)	والیاں ۔ مالک ۔
۳۶	ذُوْ	والے ۔ مالک
۳۷	ذَاتُ (مونث)	والی ۔ صاحب ۔ مالک
۳۸	ذَوَا (مذکر)	والے (دو مرد)
۳۹	ذَوَاتَا (مونث)	والیاں (دو عورتیں)

(۵) کلمات برائے اظہار زمان و وقت*

نمبر شمار	کلمۂ عربی	اردو
۴۰	آنٌ	لمحہ، گھڑی
۴۱	اَلْآنَ	اب ۔ اس وقت ۔ ابھی ۔
۴۲	آنِفًا	ابھی
۴۳	اِذْ	جس وقت ۔ جب
۴۴	اِذًا	اُس وقت
۴۵	اِذَا	یکایک، جب (حال)
۴۶	حِیْنٌ	وقت ۔ زمان
۴۷	حِیْنَمَا	جس وقت

(۶) کلمات برائے اظہار مکان وغیرہ

نمبر شمار	کلمۂ عربی	اردو
۴۸	اَیْنَمَا	جہاں بھی ۔ جدھر بھی ۔
۴۹	حَیْثُ	جہاں کہیں ۔
۵۰	حَیْثُمَا	جہاں کہیں بھی ۔
۵۱	ھٰھُنَا	یہیں ۔ اسی جگہ
۵۲	ھُنَا	یہاں
۵۳	ھُنَاكَ	وہاں
۵۴	ھُنَالِكَ	وہاں، ایسے موقع پر ۔
۵۵	کَذَا	اس طرح، یوں ہی ۔

(۷) کلمات برائے اظہارِ حالت، کیفیت

نمبر شمار	کلمۂ عربی	اردو
۵۶	کَذٰلِكَ	"
۵۷	کَذٰلِكُمْ	"

(۸) کلماتِ استفہامیہ

نمبر شمار	کلمۂ عربی	اردو
۵۸	اَ	کیا ۔ ؟
۵۹	اَنّٰی	کہاں سے ۔ کہاں ۔ کیسے
۶۰	اَیٌّ	کون، کوئی ۔ کون سی چیز ۔
۶۱	اَیَّانَ	کب، کس وقت
۶۲	اَیَّةُ	کون سی، کون سی جگہ
۶۳	اَیْنَ	کہاں، کدھر ۔
۶۴	عَمَّ	کس کے بارے میں، کس واسطے
۶۵	کَمْ	کتنے ۔ کتنی ۔ مدت
۶۶	کَیْفَ	کیسے ۔ کس طرح ۔

∅ حالتِ مفعول یا مجرور میں۔ * یہ فہرست کلمات کی ذیلی سرخیوں سے غایۃ منا میں عربی گرامر کی اصطلاحات کی کلی پابندی نہیں کی گئی ہے بلکہ ہندو پاکستان کے اردو اور انگریزی داں طبقہ کے تعلیمی پس منظر کا زیادہ خیال رکھا گیا ہے۔

مُفردات

اور

دیگر لُغاتِ ضروری

(۱) ضمائرِ ذات

تشریحات: غائب، حاضر، متکلم؛ جنس			ضمائرِ منفصل (ضمائرِ آزاد) بحالتِ فاعل یا مبتدا			ضمائرِ متصل (فعل[۱] یا مضاف[۲] یا حرفِ جر[۳] سے ملے ہوئے) یعنی بحالتِ مفعول، مضاف الیہ[۴]، مجرور[۳]		
		عدد	نمبر شمار	کلمہ عربی	اردو معنی	نمبر شمار	کلمہ عربی	اردو معنی
غائب (غ)	مذکر (ذ)	واحد (۱)	۱	هُوَ	وہ (ایک مرد)	۱/۱	..... ـهُ	اُس (کو۔ کا۔ سے۔ پر۔ میں وغیرہ[عہ]) (حرکتِ ضمہ یا کسرہ)
"	"	تثنیہ[۲] (۲)	۲	هُمَا	وہ (دو مرد)	۲/۱	..... هُمَا	اُن دونوں " " "
"	"	جمع (ج)	۳	هُمْ	وہ (سب مرد)	۳/۱	..... هُمْ	اُن سب " " "
"	مؤنث (ث)	واحد	۴	هِيَ	وہ (ایک عورت)	۴/۱	..... هَا	اُس " " "
"	"	تثنیہ	۵	هُمَا	وہ (دو عورتیں)	۵/۱	..... هُمَا	مثل ۲/۱
"	"	جمع	۶	هُنَّ	وہ (سب عورتیں)	۶/۱	..... هُنَّ	مثل ۳/۱
حاضر (ح)	مذکر	واحد	۷	اَنْتَ	تو (ایک مرد)	۷/۱	..... كَ	تجھ (کو، تیرا، تیری، تجھ سے، پر، میں) وغیرہ
"	"	تثنیہ (۲)	۸	اَنْتُمَا	تم (دو مرد)	۸/۱	..... كُمَا	تم دونوں (کو۔ کا۔ پر۔ سے وغیرہ)
"	"	جمع	۹	اَنْتُمْ	تم (سب مرد)	۹/۱	..... كُمْ	تم سب (کو۔ کا۔ پر۔ سے وغیرہ)
"	مؤنث	واحد	۱۰	اَنْتِ	تو (ایک عورت)	۱۰/۱	..... كِ	تجھ (کو۔ تیری۔ تجھ سے۔ پر، میں) وغیرہ
"	"	تثنیہ (۲)	۱۱	اَنْتُمَا	تم (دو عورتیں)	۱۱/۱	..... كُمَا	مثل ۸/۱
"	"	جمع	۱۲	اَنْتُنَّ	تم (سب عورتیں)	۱۲/۱	..... كُنَّ	مثل ۹/۱
متکلم (م)	مذکر و مؤنث	واحد	۱۳	اَنَا	میں (مرد یا عورت)	۱۳/۱	..... ى / ..... نِى	مجھ کو۔ میرا۔ میری۔ مجھ سے۔ پر۔ میں وغیرہ
"	"	تثنیہ و جمع	۱۴	نَحْنُ	ہم (مرد یا عورت)	۱۴/۱	..... نَا	ہم کو۔ ہمارا۔ ہماری۔ ہم سے۔ پر۔ میں وغیرہ

عہ ضمائر ۱/۱ تا ۶/۱ پر بعض حالتوں میں حروفِ جار کے بعد حرکت کسرہ دی جاتی ہے۔

نہ کسی نعمت و نوازش کے اظہار میں بُخل و تکلّف = روشن دلیلوں اور واضح نشانیوں اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی کے بہترین نمونہ کے باوجود کافروں کی ضد اور ہٹ دھرمی پر یہ واضح اعلان کہ کافروں کا راستہ اور اُن کی منزل جدا ہے اور ایمان والوں کا راستہ اور اُن کی منزل جُدا ہے۔ وہ اپنی راہ اور ہم اپنی راہ۔ دنیا میں رواداری اور آخرت میں فیصلہ اللہ پر ہے۔

۹۔ لیکن تاریخ اور زمانہ کی شہادت کے بنا پر یہ واضح اعلان کہ ماضی وحال کی ہمہ وقت پکار یہی ہے کہ نسلِ انسانی کا ہر فرد اور ہر جماعت گھاٹے میں ہے 'خسارے میں ہے' سوا اُن لوگوں کے جو ایمانِ محکم اور عملِ صالح پر کاربند ہوں اور کسی منافقت اور تلخی کے بغیر باہمی حق پرستی و راست گوئی کے ساتھ ایک دوسرے کو باہم صبر و سہارے کی تلقین کریں۔ لیکن جب اعلائے کلمۃُ الحق کے لئے دعوتِ جہاد کا اعلان ہو تو اپنے جان و مال کو راہِ حق میں پیش کرنے کے لئے آمادہ رہیں۔ "یہ غازی' یہ تیرے پُراسرار بندے" وہی ہیں جن کی طرف سورہ عادیات میں اشارہ کیا گیا ہے۔

۱۰۔ ایمانِ محکم کے ساتھ عملِ پیہم کے تلقین کے دلائل بھی ہیں۔ کامیابی اور ناکامی تو دھوپ چھاؤں ہے۔ دنیا میں ہر طرف تضاد ہے۔ مظاہرِ فطرت و کائنات اس کے شاہد ہیں۔ نور و ظلمت' نیکی و بدی' دھوپ چھاؤں' دن رات' سردی گرمی یہ سب تضاد کے مظاہرے ہیں۔ قدرت کے یہ سارے متضاد مظاہرات بجائے خود اس بات کی بھی دلیل ہیں کہ اس موجودہ زندگی کا بھی اختتام ہونا ہے۔ اُس دن سب کے لئے فنا ہے۔ اور وہ دن قیامت کا ہوگا' یومِ حساب ہوگا۔ اُسے آنکھوں سے دیکھنے سے پیشتر کاش انسان عین الیقین سے اس بڑی حقیقت کو مان لے۔

۱۱۔ وہ خوفناک و لرزہ خیز منظر اور اُس کا ہیبت ناک نقشہ — جب یہ نظامِ کون و مکاں درہم برہم ہوجائے۔ شمس و قمر کی روشنی ماند پڑ جائے' بلکہ ان سے لاکھوں گُنا دور اور لاکھوں گُنا بڑے اجرام فلکی کا خاتمہ ہوجائے۔ زمین اپنے لرزے سے لرزائی جائے۔ پہاڑ مثل دھنکی ہوئی روئی کے ہوں۔ سارے سمندر اُبل پڑیں۔ زمین اپنے واقعات و حادثات کو بیان کرے۔ قبروں کے مکیں باہر نکل آئیں۔ ہر شخص اپنے بھائی' اپنے ماں باپ اور اپنے بیوی بچوں سے بھاگتا پھرے۔ کوئی کسی کی بات نہ پوچھے' نفسی نفسی کا عالم ہو۔ روح اور فرشتے صف آرا ہوں' کسی کو تابِ گویائی نہ ہو۔ ہر آدمی اپنی ذرہ بھر بدی اور ذرّہ بھر نیکی کو خود اپنی آنکھوں سے اپنے سامنے دیکھے' نہ کوئی کمی' نہ کوئی زیادتی۔ تب' ہاں تب اُس ہدایت کا خیال آئے۔ اور آدمی پچھتائے کہ کاش حقیقت کو یقین کے راستہ سے پہچان کر تسلیم کرلیتا۔ کافروں کی یہ خواہش عبث ہو کہ وہ پیدا ہی نہ ہوئے ہوتے یا دوبارہ زندہ کئے جاتے۔

(بقیہ ۲۰۲ پر)

آخری نتائج، اِس کے دلائل و براہین، مناظرِ قدرت، تضاداتِ عالم، قیامت اور اُس کے مناظر، اُس دن آخری فیصلوں کا واقع ہونا۔

۴۔ تخلیقِ انسان کے سلسلہ میں تخلیقی مراحل سے گذرنے کی اصل اور بنیادی حقیقتیں، شکمِ مادر میں اُس کا اوّلین وجود اور شکلِ انسانی میں ظہور۔ ان حقائقِ زندگی facts of life کا ذکر ایسے مقدس پیرایہ میں کہ قرآنِ پاک کے پڑھنے والے کمسن بچے بھی اِن اُمور کا اِدراک ایسی پاکیزگی سے کر سکتے ہیں کہ ان کے معصوم ذہن اخلاقی گراوٹ کی طرف مائل ہونے سے محفوظ رہیں۔

۵۔ اِنسان کا بہترین معیار پر تخلیق ہونا لیکن اُس کا زوال بہ سبب عدم پیروِی ہدایت، نفسِ انسان میں خیر و شر کے امتیاز کرنے کی قوت، انسانی قویٰ کا استعمال برائے نیک و بد اور اُس کے نتائج، انسانی فطرت کی نفسیات: بحالت فارغ البالی و خوش حالی، غرور و تکبر؛ بحالت تنگ دستی و پریشان حالی، خدا سے شکوہ و توہین؛ سعی فی سبیل اللہ کی ترغیب، غلامی سے خلاصی دلانا، خواہ وہ غلامی جسمانی ہو یا ذہنی یا مالی، یتیم کی امداد، مسکین اور بھوکے کی حاجت روائی۔

۶۔ مسائلِ روزمرہ میں کہیں تو ناپ تول میں کمی پر سرزنش ہے، کہیں غیبت، بدگوئی اور یاوہ گوئی کی مذمّت، یتیم و مسکین کی اعانت، اور امداد باہمی کی تلقین اور تاکید، نماز اور دوسری عبادتوں میں اِخلاصِ نیّت اور بے ریائی پر زور، ساتھ ہی ساتھ دھن دولت کی بے جا محبت اور دولت کو صرف دولت کی خاطر جمع کرنے پر ملامت، باہمی رقابت اور حرصِ زر میں مرتے دم تک ایک دوسرے پر سبقت کی مذمت۔

۷۔ انسانی شخصیت کو کمزور کرنے والے دو بڑے خطرناک جذبات ہیں۔ ایک حسد، دوسرے بدگمانی اور وسوسہ۔ ان دونوں سے پناہ کی دعائیں بھی سکھائی گئی ہیں اور ان کی اہمیت کے پیشِ نظر نفسیاتی علاج کی یہ دونوں سورتیں قرآن پاک کی آخری سورتیں ہیں۔

۸۔ اِن مسائلِ روزمرہ کا ذکر خاص طور سے تربیتِ رسول کے ضمن میں بھی مِلتا ہے۔ رسول اکرم کا حالتِ یتیمی سے منزلِ اطمینان تک پہونچنا، سرگردانی سے ہدایت تک اور بے مائگی سے استغنا تک۔ لہٰذا یتیم کی امداد اور سائل سے نرم برتاؤ کی تاکید۔ قلبِ رسولؐ کا انشراح۔ بوجھ کا ہلکا کیا جانا، ذکرِ رسولؐ کی رفعت اور بلندی، بلا قیدِ زمان و مکان۔ فیضانِ علم، عطائے کوثر۔ اور ایک ایسی بات پر تنبیہ کا اشارہ بھی جو صرف تبلیغِ دین میں اِنہماک کے باعث ایک بے مایہ اور نابینا طالبِ ہدایت کی جانب چند ساعتوں کی بے توجہی میں نمودار ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ علانیہ ان چیزوں کو بیان فرماتا ہے اور عبدِ صادق و رسولِ امین اُس کو علانیہ ظاہر فرماتے ہیں۔ نہ کسی چیز کو چھپانے کی کوشش ہے،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ

پارۂ عم کی تعلیم ہماری روزمرّہ زندگی میں

یہ پارہ قرآن پاک کا آخری پارہ ہے، لیکن اسلامی طریقۂ تعلیم میں عام طور پر بچوں کو سب سے پہلے یہی پارہ پڑھایا جاتا ہے۔ بظاہر تو اس کی ایک وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس کی سورتیں نسبتاً مختصر ہیں اور عموماً نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے یقیناً اُس بات کو ملحوظ رکھا ہوگا کہ ان سورتوں میں قرآن کریم کے ابتدائی حصہ کے مقابلہ میں تنظیمِ معاشرہ کے مضامین یا فقہی مسائل کی تشریحات کم اور دِل پر اثر کرنے والے ابدی حقائق کا ذکر و بیان کہیں زیادہ ہے۔ بدقسمتی سے ہماری اکثریت ان عظیم حقائق و ہدایات سے خاطر خواہ حد تک مستفیض نہیں ہوتی۔ عربی زبان سے ناواقفیت، مذہب سے بیگانگی، اہلِ دین سے کم رغبتی، لفظی تراجم کا غیر مانوس اندازِ بیان اور اُن کی بے اثری۔ اِن سب کا مجموعی اثر یہ ہوا کہ عوام کے واسطے یہ انداز اس کشش اور جاذبیت کا حامل نہیں رہا جو کلامِ الٰہی کے ساتھ مخصوص ہے۔

ان آخری سورتوں پر غور کرنے سے چند اہم حقائق ذہن میں بار بار اُبھرتے ہیں۔ بالکل ہی بجا طور پر، سورۂ فاتحہ پارۂ عم کے ابتدا میں شامل کی جاتی ہے۔ اس مختصر اور عظیم سورہ میں بڑے اہم مضامین ہیں یعنی اللہ تعالےٰ کی حمد وثنا، اس کی ربوبیت اور رحمانیت کا ذکر، روزِ حساب کا پُر تیقُّن اظہار اور اعلان، اُس دن اللہ کی حاکمیت کا اعتراف، بندے کی جانب سے صِرف عبادتِ الٰہی کا اقرار، اور محض اللہ سے طلبِ امداد، سیدھے رستے کی التجا اور گمراہی سے بچنے کی دعا۔

۲۔ ہم دیکھتے ہیں کہ پارۂ عم کی سورتوں میں ان مضامین کا ذکر اور ان دعاؤں کی وضاحت بار بار مختلف طریقوں سے کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اس کی بے نیازی، نہ کسی کا باپ، نہ کسی کی اولاد، نہ کوئی اُس کا ہمسر۔

تخلیقِ انسان، اُس کی فطرت کی حقیقت، اُس کا جائزہ، اُس کی کمزوریاں، اُس کے مسائلِ روزمرہ، اُن سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ہدایات، عمل کی راہیں، اُن کی حدود، نیک و بد کی تمیز، اِس دار العمل کی سعی اور کوشش کے

۴۰ - ۵۰ فی صد ہوتی ہے۔ وضاحت کے لئے حسب ذیل آیت پر غور فرمایئے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ

کلمات نمبر ۱، ۲، ۴، ۷، ۸، ۱۰ = ۶ یعنی ۱۱ میں سے ۶ یا ۵۰ فیصد سے زائد وہ کلمات ہیں جو "مفردات ولغات ضروری" کی فہرست میں پائے جاتے ہیں۔ بقیہ کلمات ۳، ۵ = ۲ افعال ہیں اور ۶، ۹، ۱۱ = ۳ اسماء ہیں۔ جن میں سے نمبر ۳ کے علاوہ باقی الفاظ وہ ہیں جو اردو میں بھی کافی مستعمل ہیں۔

۲- وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ = یعنی اس سورہ کے ۲۶ کلمات کا تجزیہ یوں ہوگا۔

کلمات نمبر ۱، ۲، ۴، ۵، ۷، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۱۵، ۱۷، ۱۹، ۲۰، ۲۲، ۲۴، ۲۵ = ۱۶ عدد یعنی ۶۲ فیصد کلمات جار عطف وضمائر وغیرہ ہیں جو آپ کو "مفردات ولغاتِ ضروری" کی فہرست میں ملیں گے۔ بقیہ کلمات میں سے ۱۲، ۱۴، ۱۸، ۲۳ یعنی ۱۵ فیصد افعال ہیں جن کی مختلف شکلیں ایمان، عمل، وصیت، اردو میں کثرت سے استعمال ہوتے ہیں۔ کلمات نمبر ۳، ۶، ۹، ۱۶، ۲۱، ۲۶، یعنی ۲۳ فیصد اسماء ہیں جو اپنی شکل میں یا کسی دوسری صورت میں اردو میں مستعمل ہیں۔ عصر، انسان، خسارہ، صلح، حق اور صبر۔ ہماری روزمرہ زندگی کا جزو ہیں۔

لہٰذا اگر آپ ڈیڑھ سو الفاظ کی اس مختصر فہرست کو خود یا کسی عربی داں صاحب کی مدد سے پڑھ کر یاد کرلیں تو آپ کے لئے قرآنِ پاک کی آیتوں کا مطلب سمجھنے میں بڑی آسانی ہو جائے گی۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ اس کتاب میں ایسے حروف جار، ضمائر وغیرہ "تحریری مرکبات" میں الگ الگ ظاہر کئے گئے ہیں۔

نیز آپ دیکھیں گے کہ اِن حروفِ جار وغیرہ کے علاوہ مندرجہ بالا مثالوں میں صرف فعل، اسماء یا صفات ہی رہ جاتے ہیں جن میں سے عموماً ۵۰ فیصد الفاظ اردو تعلیم یافتہ طبقہ کو اور کم از کم ۳۰ فیصد الفاظ عوام کو بخوبی معلوم ہیں۔

دو سو کثیر الاستعمال افعال جو قرآن مجید میں پائے جاتے ہیں اور دو سو کثیر الاستعمال اسماء وصفات کی فہرستیں ایک علٰحدہ رسالہ "مفتاح الکتاب" میں دی جارہی ہیں تاکہ آپ کے ذوقِ قرآن فہمی اور طلبِ زبانِ عربی میں اضافہ ہو اور ایسی حالت میں ہم اور آپ ہدایتِ صراطِ مستقیم سے قریب تر ہو جائیں۔ آمین

عموماً مستند کتبِ تفاسیر پاک و ہند سے اخذ کی گئی ہیں۔ مثلاً تفسیر موضح القرآن، تفسیر بیان القرآن، تفسیرِ عثمانی، تفسیرِ ماجدی تفہیم القرآن وغیرہ۔

(۱۱) ہر صفحہ کے بالائی حصہ میں سورہ کا نام اور نمبر کے علاوہ اُس صفحہ کی آیتوں کے نمبر بھی دیئے گئے ہیں تاکہ آیت کی تلاش میں کوئی دقت نہ ہو۔

(۱۲) رکوع اور آیات کے نمبر شروع میں دیئے گئے ہیں۔ ہمارے یہاں عام شائع شدہ نسخوں میں آیات کے نمبر ختم آیت پر دیئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے اکثر کافی پڑھے لکھے مولوی صاحبان بھی اگر آیت نمبر ۱۲ تلاش کرنا چاہیں تو وہ آیت نمبر ۲۲ پڑھتے ہیں۔ یعنی وہ آیت جس کے شروع میں ۲۱ تحریر ہے۔

(۱۳) اردو ترجمہ کو تحریر کرتے وقت اکثر مقامات پر کچھ خاص علامات استعمال کی گئی ہیں جن کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً آغاز و ختم کلام کے لئے "واوین"۔ سوالیہ و ندائیہ نشان۔ عبارتِ گریز یا جُملۂ معترضہ کے شروع اور آخر میں دو ڈیش وغیرہ کا استعمال۔ اِن علامات کی فہرست بھی الگ درج کر دی گئی ہے۔

(۱۴) اس پارہ کی سورتیں عموماً چھوٹی ہیں اور آیات تو اکثر بہت ہی مختصر۔ ان کی بلاغت اور ایجاز معجزۂ قرآنی کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔ کلامِ رَبانی کے ادب اور عظمت کے ساتھ ہی صُوَری حُسن اور جاذبیت کے پیشِ نظر ہر سورۃ ایک نئے صفحہ سے شروع کی گئی ہے۔ اسی طرح سے ہر آیت نئی سطر سے شروع کی گئی ہے۔ ان آیات کو تحریر کرنے میں سطر کے ابتدائی، وسطی یا آخری حصّے کا استعمال کچھ ایسے طریقے سے کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ نگاہوں کو دیکھنے سے اور ذہنوں کو پڑھنے سے اُس مفہوم اور کیفیت کا احساس ہو سکے جو مقصودِ اصلی ہیں۔ اس سلسلے میں وضاحت مشکل اور تفصیل طلب ہے۔ انشاء اللہ ذوقِ سلیم رکھنے والے بخوبی اندازہ کر لیں گے۔

(۱۵) عموماً ساری زبانوں میں کسی شے یا فعل کے لئے تو متعدد مترادف الفاظ ہوتے ہیں۔ خواہ مفہوم میں تھوڑا بہت فرق ہو۔ لیکن ضمائر، حروفِ جار، عطف وغیرہ کے لئے ایک ہی ایک لفظ مقرر ہوتے ہیں۔ مثلاً وہ، میں، ہم، یہ، یہاں، وہاں، کہاں، تک، سے، پر، میں، نیچے، اوپر، لیکن، اور، بلکہ، پھر، وغیرہ۔

چنانچہ ضمائر، حروفِ جار، حروف عطف وغیرہ کی مجموعی تعداد زبانِ عربی میں ڈیڑھ سو سے کچھ کم ہے مثلاً: فی (میں)، مِن (سے)، علیٰ (پر)، اِلیٰ (تک)، ھُم (وہ، جمع)، نَحنُ (ہم)، اَنتَ (تو، مذکر)، ثُمَّ (پھر) لٰکِنْ (لیکن، مگر)، بَلْ (بلکہ) وغیرہ۔ ان الفاظ کی تعداد ۱۵۹ ہے اور ان کی فہرست "لُغاتِ ضروری" میں علٰحدہ دی گئی ہے۔ قرآن پاک کے ہر پڑھنے والے کو یہ معلوم ہوگا کہ ایسے الفاظ کی تعداد عموماً ہر آیت میں

یا فَسَنُيَسِّرُهٗ اس کتاب میں ان "مرکباتِ تحریر" کو تو برقرار رکھا گیا ہے، لیکن وضاحت اور کلمات کی انفرادیت کے اظہار کے لئے ہر کلمۂ خاص سے متّصل دیگر کلماتِ عطف وجار یا ضمیر متّصل مثلاً فَ، سَ، مِن، فِی، کَ، ہٗ، وغیرہ کو سبز رنگ میں تحریر کیا گیا ہے۔

اس طور سے احتیاط کی گئی ہے کہ قدیم طریقۂ تحریر میں بھی فرق نہ آنے پائے اور مُرکّب تحریر کے مختلف اجزاء (یعنی انفرادی کلمات) کی اپنی ہستی کا اظہار بھی ہوتا رہے تاکہ طالبانِ ماہیت و مفہومِ کلمات کے ذہنوں کے لئے یہ صوری مشکل کوئی اہم رکاوٹ نہ بن سکے۔

اِس میں شک نہیں کہ چونکہ ف۔ س۔ مِن۔ فی۔ ثُم۔ ہا وغیرہ بہت چھوٹے کلمات ہیں اِس لئے عربی تحریر میں ان کو مِلا کر لکھنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن ایک غیر زبان والے کے واسطے جو مشکل پیدا ہوتی ہے وہ بھی ظاہر ہے۔

(حروفِ جار، عطف، ضمائر وغیرہ کے سلسلے میں دیکھئے خصوصیت نمبر ۱۵ "مفردات ولغاتِ ضروری"

(۸) رموزِ اوقافِ قرآنی کو ہر صفحہ پر دیا گیا ہے (بہ طرزِ "کلیدِ تلفّظ" جو لغاتِ انگریزی میں بغرضِ سہولت ہر صفحہ پر دہرائی جاتی ہیں) تاکہ قاری کو ابتدائی یا آخری صفحہ کی جانب تفصیلِ رموز معلوم کرنے کے لئے رجوع نہ کرنا پڑے اور تساہل کے باعث ورق نہ الٹنے کے نتیجہ میں غلطیوں کے ارتکاب سے محفوظ رہے۔ وقفہ اور وصل وغیرہ کے خیال سے کچھ ایسے رنگوں اور نشانیوں سے ممتاز کرنے کی کوشش بھی کی گئی جو آج کی دنیا میں ایسے مواقع پر استعمال ہوتے ہیں اور بوجہ associations کے بہ آسانی ذہن نشین ہوجاتے ہیں۔ (رُموزِ اوقاف کی تفصیل وتشریح حسبِ روایاتِ مروّجہ کتاب کے صفحہ ۱۹۲ پر درج کردی گئی ہے)

(۹) داہنی جانب عربی متن کے نیچے حضرت شاہ رفیع الدینؒ کا قدیم اور مستند لفظی ترجمہ دیا گیا ہے تاکہ ناظرین کے سامنے وہ مُبارک ترجمہ بھی رہے جس کی زمین خاکسار مترجم نے اختیار کی ہے۔ اس طرح سے امتدادِ زمانہ کے باعث تبدیلیوں سے عہدہ برآ ہونے اور مفہوم کے ابلاغ کے سلسلے میں خاکسار مترجم نے جو کوشش کی ہے وہ بھی آپ سے پوشیدہ نہ رہے۔ نیز دونوں ترجموں کو دیکھنے کے بعد اہلِ طلب حضرات کے لئے عربی الفاظ کے انفرادی معنی ومفہوم کو بزبانِ اُردو سمجھنے میں بھی ضرور کچھ آسانیاں ہوں گی۔

(۱۰) بائیں جانب ترجمہ "تعلیمُ الکتاب" کے نیچے اس صفحہ کی آیات سے متعلق ضروری تشریحات دی گئی ہیں۔ جو

لہ اگر یہی طریقۂ تحریر اُردو میں اختیار کیا جائے تو ان "مُرکّبات" کے ترجمہ کی "لکھاوٹ" یوں ہوگی "پسکیاہمنے انکو" (پس کیا ہم نے اُن کو) "پسجلدآسانبنائینگیہم" (پس جلد آسان بنائیں گے ہم)۔ آپ ملاحظہ کریں گے کہ مرکّب تحریر کی وجہ سے خود اُردو زبان والوں کے لئے کتنی مشکل پیدا ہوجائے گی۔ کوئی اعتراض نہیں صرف وضاحتِ مقصد کی کوشش ہے۔

(۳) شروع کے الفاظ یا دیگر اہم مقامات درمیان سورہ کے ابتدائی الفاظ' جلی تر قلم سے لکھے گئے ہیں' مزید اہمیت کے لئے سُرخ رنگ میں تحریر کئے گئے ہیں۔

(۴) مثل نمبر ۳ اردو ترجمہ کے بالمقابل الفاظ بھی عربی عبارت کی مطابقت میں جلی تر اور سرخ رنگ میں تحریر ہیں

(۵) ترجمہ میں زائد الفاظ کا استعمال اکثر بغرض ربط یا وضاحت مفہوم لازم ہو جاتا ہے۔ امتیاز مفہوم کے لئے ایسے الفاظ بخط نسخ سبز رنگ میں تحریر کئے گئے ہیں۔ قوسین سے قصداً احتراز کیا گیا ہے تاکہ قاری کے ذہن کو جھٹکا نہ لگے اور پڑھنے میں تسلسل نہ ٹوٹے۔ تاہم ان خارجی زائد الفاظ' بوجہ ضرورتِ ترجمہ' کا احساس بھی ہوتا رہے۔ عموماً یہ کوشش کی گئی ہے کہ جملہ کی تشکیل اس طور سے ہو کہ اگر آپ ایک ہی نشست کے دوران زائد الفاظ کو پہلی دفعہ پڑھنے کے بعد دوسری دفعہ نہ پڑھیں تو بھی نفسِ آیت کے مفہوم کو سمجھنے میں انشاء اللہ تعالیٰ فرق نہیں پڑے گا' گو وضاحت شاید کچھ کم ہو گی۔

(۶) متنِ آیت میں مختلف الفاظ رواجِ عام کے مطابق بالکل ہی ملا ملا کر نہیں لکھے گئے ہیں بلکہ ذرا فصل دے کر تحریر کئے گئے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ رواجی طریقِ تحریر میں جگہ اور کاغذ کی بچت ہو جاتی ہے لیکن الفاظ کے اس قریبی اِتّصال کے باعث اُن لوگوں کے لئے بھی جو تحت اللفظ ترجمہ سے اپنی فہم اور معلوماتِ زبان میں اضافہ کرنا چاہیں یہ ممکن نہیں ہوتا کہ مختلف الفاظ عربی کے اردو ترجمہ کا پتہ چلا سکیں۔ مصر اور دیگر عرب ممالک میں جدید شائع شدہ نسخہ ہائے قرآنی میں مختلف الفاظ کے باہم اِتّصال کو ترک کر دیا گیا ہے اور انہیں کچھ فصل سے لکھا جاتا ہے تاکہ ان الفاظ کی انفرادی ہستی کا احساس ہو سکے۔ اُن کے لئے تو عربی مادری زبان کا درجہ رکھتی ہے' لیکن غیر عرب زبان والوں کے لئے تو مفہومِ قرآنِ عربی کو سمجھنے کے لئے یہ بہت ہی مفید ہو گا کہ الفاظ کچھ فصل دے کر تحریر کئے جائیں۔

(۷) اصول نمبر (۶) کی ایک مزید توسیع ——— عربی متن قرآن مجید کے رائج الوقت طریقۂ تحریر میں کئی الفاظ ——— یا باصطلاح نحو' "کلمات" ——— کو مجموعی طور پر ایسے مُرکّب اندازِ تحریر میں پیش کیا جاتا ہے کہ وہ غیر عربی زبان والوں کو ایک ہی لفظ معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً: عَلیٰ' فَ' سَ' هُمْ' جَعَلْنَا' بُنَشِّرُ وغیرہ مختلف حروف جار و عطف' یا کلمات ضمیر و فعل وغیرہ ہیں۔ اِن الفاظ کے انفرادی معنی سے جو حضرات واقف ہیں وہ بھی "مُرکّب تحریر" کو دیکھ کر یہ سمجھتے ہیں کہ غالباً یہ کوئی نیا اور آزاد لفظ ہے۔ مثلاً موجودہ طریقۂ تحریر کے مطابق ان مُرکّبات کو یوں لکھیں گے فَجَعَلْنٰهُمْ

درحقیقت بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ (اگرچہ شاہ صاحبؒ کے فارسی ترجمہ کے دیباچہ کو دیکھنے کی سعادت مجھے فروری ۱۹۷۰ء میں ہوئی لیکن میں اسے اپنی خوش نصیبی قرار دیتا ہوں کہ بفضلِ باری تعالےٰ شاہ صاحبؒ کے پیشِ نظر جو بنیادی مقاصد تھے ان کا حصول انشاءاللہ مترجم کے اُن وضع کردہ طریقوں اور پابندیوں سے ہو سکے گا جن کی تفصیلات آئندہ سطور میں پیش کی جائیں گی اور جن پر گذشتہ ۳۰-۴۰ سال سے مسلسل غور و خوض اور عملی تجربات کا سلسلہ جاری رہا ہے)۔ قرآن کریم کے بعض نسخوں میں علاوہ حسن و جمالِ خطاطی کے اکثر ایسے طریقے بھی اختیار کیے گئے ہیں کہ باوجود مسلسل اور متّصل تحریر برالفاظِ قرآنی کے مختلف الفاظ کی انفرادی ہستی بھی ظاہر ہو جائے۔ کراچی کے قومی عجائب گھر میں ایک بہت ہی خوبصورت نسخہ' کلام مجید ایسی ہی خصوصیات کو ظاہر کرتا ہے۔ حال ہی میں مصر اور بیروت وغیرہ کے شائع شدہ نسخہ جات قرآن کریم میں روایتی اور قدیم رموزِ اوقاف کی علامتوں کو ترک کرتے ہوئے زبانِ انگریزی میں رائج شدہ علامتوں کو (جن کا استعمال اَب اردو، فارسی، بنگلہ، ہندی، گجراتی وغیرہ میں بھی عام ہو گیا ہے) اختیار کیا گیا ہے۔ یعنی

ندائیہ نشان	!	سوالیہ نشان	؟	کاما	،
سیمی کولن	؛	داوین	" "	یا	' '

دوڈیش — — (درمیانی عبارت عموماً وضاحت یا گُریز کے لئے تحریر کی جاتی ہے) وغیرہ

۴ ۔ خوب سے خوب تر کی تلاش میں اِن تاریخی حقیقتوں اور رُجحانات کے پیشِ نظر انشاءاللہ تعالیٰ اس کتاب کے پڑھنے والے خصوصیاتِ ذیل کو (جو اس ترجمہ میں وضاحت اور ادائیگی مفہوم کے لئے اختیار کی گئی ہیں) ضرور مفید پائیں گے۔

(۱) حسب منشائے امام الہندؒ، قرآنِ پاک کی ہر آیت' کتاب کے دائیں صفحہ پر الگ الگ تحریر کی گئی ہے نیز اردو ترجمہ کے مقابلے میں قلم جلی رکھا گیا ہے۔

(۲) بائیں صفحہ پر آیتِ متعلقہ کے بالمقابل اردو ترجمہ "تعلیم الکتاب" تحریر کیا گیا ہے۔ اِس طرح سے بقول امام الہندؒ "مقرون" و "مقابل" "جدا" و "مسلسل" کی خوبیوں کو بیک وقت حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

"ہر ختم کلام کو بذریعہ نقطہ، سرِ بعد کی عبارت سے جدا کریں۔ اور تراکیب اضافی و توصیفی کو کسرۂ مضاف و موصوف کے ذریعہ قاری کو معلوم کرائیں تاکہ نئے پڑھنے والے پر (مطلب) زیادہ روشن ہو جائے"۔

(۳) طریقۂ تحریر

جدید دنیا کی ہر ترقی یافتہ زبان میں Punctuation. پنکچویشن کو خاص اہمیت دی جاتی ہے تاکہ تحریر میں بھی تقریر اور خطابت کے اندازِ بیان، زور، شدّت، وقفہ، نرمی، استفہام، ندا، التجا، استعجاب، گریز وغیرہ کا اظہار ہو سکے۔ ایسے اشارات و رموز کی بدولت جدید دور کا لکھنے والا اپنے قاری سے براہِ راست مخاطب معلوم ہوتا ہے۔ پنکچویشن کی مدد سے ہم لکھنے والے کے جذباتی اُتار چڑھاؤ کی مختلف کیفیات بھی محسوس کرتے ہیں اور انھیں رموز کے ذریعہ مصنف پڑھنے والے کے ذہن میں بڑی حد تک وہ تأثر قائم کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے جو صرف اُن دونوں کے بیان و سماعت کے عمل و ردِّعمل ہی سے ممکن ہے۔

۲۔ غالباً اِس اَمر پر کم لوگوں نے توجہ دی ہے کہ اِن مشکلات کا احساس اور اُن کے حل کی دریافت کا سہرا بھی مُسلمانوں کے سر ہے، اور وہ صرف اس جذبۂ خدمت کے تحت کہ کلامِ رَبّانی کے اصل مفہوم، حسبِ منشائے متکلّم، کا احساس قرآنِ پاک کے پڑھنے والوں کو ہو سکے۔ اس کے پیشِ نظر آج سے تقریباً ہزار سال قبل مسلمانوں نے قرآنِ پاک کی کتابت اور تحریر کے سلسلے میں رموزِ اوقاف کی علامتیں ایجاد کیں۔ مجھے یقین ہے کہ مغربی زبانیں اِس عرب اور مسلم ایجاد کی مرہونِ منّت ہیں کہ اُنھوں نے بھی صدیوں بعد پنکچویشن Punctuation کی اہمیت کو محسوس کیا اور اس کے اظہار کے لئے مختلف طریقے ایجاد کئے۔

۳۔ علمائے کرام اور کاتبانِ قرآن کریم نے مندرجہ بالا بنیادی مقاصد کے حصول کے لئے وقتاً فوقتاً مختلف دیگر طریقے بھی اِستعمال کئے ہیں یا اُن طریقوں کے استعمال کی طرف اشارے کئے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رح امام الہند نے اِن مقاصد کے حصول کے لئے اپنے فارسی ترجمۂ قرآنِ کریم کے دیباچہ میں "طریقِ تحریر این کتاب"[1] اور "وصیتِ این فقیر بکاتبانِ این کتاب"[2] کے ضمن میں چند باتوں کا ذکر کیا ہے جو بظاہر تو اہم نہیں معلوم ہوتیں لیکن

---

[1] "طریقِ تحریر در این کتاب آنست کہ ہر آیتے را جُدا نوشتہ شد مقرون بہ ترجمہ آں"۔ "اور اس کتاب میں طریقۂ تحریر یوں ہے کہ ہر ایک آیت کو الگ الگ لکھا گیا ہے، اُس (آیت) کے ترجمہ سے ملی ہوئی (یا متصل)"

[2] "وصیتِ این فقیر بکاتبان این ترجمہ آنست کہ عبارتِ قرآن را بخطِ جلی و اعراب و حمرۃ از ترجمہ متمیز سازند و احتیاط کنند کہ در الفاظ مترجمہ تحریفی راہ نیابد و در مواضع اشتباہ کلام تام را بنقط حمرۃ از مابعد جُدا نمایند و ترکیبِ اضافی و توصیفی را بکسرہ مضاف و موصوف معلم سازند تا بر مبتدیاں روشن تر شود"۔ یعنی اس ترجمہ کے کاتبوں کے لئے اس فقیر کی وصیت یہ ہے کہ عبارتِ قرآنی جلی خط سے تحریر اور اعراب و علامات سُرخ کے ذریعہ ممتاز کریں اور یہ احتیاط کریں کہ ترجمہ شدہ الفاظ میں تحریف کو دخل نہ ہو اور شبہوں کے موقع پر

مشتِ خاک انسان سے ہم کلام ہو تو اُس نے اِس "اجمالی حسن" کی رعایت فرمائی۔ اُن قواعد کو ملحوظ نہیں رکھا جنھیں ایک قوم پسند کرتی ہے تو دوسری قوم پسند نہیں کرتی۔ مالک الملک تعالیٰ شانہ نے آدمی کی روش پر کلام کرنا چاہا تو اُس نے اِس اصل بسیط (یا خالص مفرد اصل قاعدہ) پر اپنا کلام مرتب فرمایا۔ اُن قواعد پر نہیں جو زمانہ اور مذاق سے ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں ......"

مفہوم کلام ربّانی کی ترجمانی عام منظوم انداز میں کس حد تک ممکن یا مناسب ہے، اس کی نسبت شاہ صاحب فرماتے ہیں ــــ "حقیقت یہ ہے اصطلاحی قواعد کی پابندی سے کلام میں "حُسنِ اجمالی" نہیں پیدا کیا جا سکتا اور جو ایسا کرتا ہے وہ گویا اپنے عجز و جہل کا اظہار کرتا ہے۔ کلام کے ہر رنگ میں اور بیان کے نشیب و فراز میں اصطلاحی قواعد کے استعمال کے بغیر "حُسنِ اجمالی" پیدا کرنا بیشک معجزہ ہے اور انسان کے حدِ اختیار سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہی طریقہ استعمال فرمایا ہے...."

بہر حال، میں اِتنا ہی عرض کرنے کی جرأت کروں گا کہ یہ صرف ذات باری کی توفیق ہے کہ مقصد سوم کے حصول میں کچھ ایسی تائید اُس ذات ذوالمنن والاکرام کی جانب سے عطا ہوئی کہ اکثر کرم فرما دیبوں اور صاحبانِ ذوق نے یہ فرمایا کہ "ترجمہ تو منظوم ہے" لیکن چونکہ "اصطلاحی قواعد" کی پابندی نہیں کی گئی ہے۔ یا کم از کم کوئی محسوس اور بالارادہ کوشش نہیں کی گئی ــ اس لئے میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ اگر ترجمہ ہٰذا میں صوتی کشش محسوس ہوتی ہے تو وہ صرف توفیقِ باری تعالیٰ ہے اور غالباً اُس "اجمالی حُسن" کا پرتو ہے جو کلام اللہ کے "جمالِ اصلی" کی خصوصیت ہے اور شائد ان دعاؤں کے جواب میں ہو کہ کلامِ الٰہی سے ہمہ وقت حصول فیض کی سعادت نصیب ہو۔ بہر حال یہ عرض کرنا بیجا نہ ہوگا کہ ترجمہ ہٰذا کو پڑھتے وقت اگر مناسب وقفہ یا زور کا لحاظ رکھا جائے تو یقیناً مضامینِ قرآنی کو سمجھنے اور اُس سے محظوظ ہونے میں کافی سہولت ہوگی[a]۔ (مناسب وقفہ یا زور کے اظہار کے لئے مختلف علامات کا استعمال کیا گیا ہے جن کی تشریح علٰحدہ کر دی گئی ہے)۔

---

[a] سورۂ فاتحہ، سورہ بقر کی ابتدائی پانچ آیات، آیت الکرسی اور سورۂ کافرون کے ترجمہ کا گراموفون ریکارڈ بزبان مترجم، مع متنِ عربی بہ قرأتِ قاری زاہر قاسمی صاحب تیار ہو چکا ہے اور بازار میں دستیاب ہو سکتا ہے۔ کچھ دوسری مشہور سورتوں (سورۂ رحمٰن، سورۂ یٰسین وغیرہ) کے ریکارڈ بھی شاید جلد تیار ہو سکیں۔

کلام کو بآوازِ بلند پڑھنا یا سنانا)۔۔۔ اگر مختلف اقوام کی مختلف رسوم و عادات میں ایک جامع اور مُشترک چیز کی جستجو کی جائے تو معلوم ہو گا کہ سب کے یہاں کلام کے الفاظ و ترکیب میں ایک 'تخمینی موافقت' پائی جاتی ہے۔۔۔۔۔۔

"۔۔۔ غرض امرِ مشترک میں موافقت (جس سے سننے والا محظوظ ہوتا ہے) سے مراد ایک تخمینی موافقت ہے۔ حقیقی موافقت مُراد نہیں[1]۔ غور کرو، ہندوؤں نے اپنے اشعار کے اوزان کی بنیاد حروف کی تعداد پر رکھی ہے وہ وزن میں حرکات و سکنات کا لحاظ نہیں رکھتے۔ مگر پھر بھی اُن کے گیت سُننے سے لذّت حاصل ہوتی ہے ہم نے دہقانیوں کے گیت سُنے ہیں، جنہیں وہ لذّت حاصل کرنے کے لئے گاتے ہیں۔ اُن کے گیتوں میں ردیف کے ساتھ "تخمینی موافقت" ہوتی ہے۔ گو کسی ٹکڑے میں ایک لفظ کم ہو، کسی میں ایک لفظ زیادہ، مگر وہ گانے کی لَے میں ٹھیک کر لیتے اور قصائد کی طرح سُنا دیتے اور لذّت حاصل کرتے ہیں

حاصل یہ کہ ہر قوم کی نظم کا ایک خاص اسلوب ہوتا ہے۔ اور سب قومیں دلکش آوازوں اور دل فریب نغموں سے محظوظ ہوتی ہیں۔ مگر گانے کے طریقے اور اس کے قاعدے مختلف ہیں۔ یونانیوں نے اس کے کچھ اوزان مقرر کیے۔ جن کا نام "مقامات" رکھا۔ ان مقامات سے آوازیں اور آوازوں کی شاخیں نکالیں، اور اس طرح ایک مستقل و مبسوط فن مدوّن کر لیا۔ اہلِ ہند نے چھ راگ بنائے اور اُن سے کئی راگنیاں نکالیں۔ مگر ہم نے دیہاتیوں کو دیکھا ہے، جو اِن اصطلاحوں سے قطعاً ناواقف ہیں۔ مگر اپنے سلیقے اور ذوق سے خود ہی حسبِ منشا چند اوزان، راگنی، سُر اور تال ایجاد کر کے گیت گاتے اور سُناتے ہیں، محفل کو گرماتے ہیں اور لذّت حاصل کرتے ہیں[2]۔ پس جب ہم ان اختلافات کو دیکھتے اور غور کرتے ہیں تو امرِ مشترک صرف 'تخمینی موافقت' ہی کو پاتے ہیں۔"

گویا شاہ صاحب نے اگر ایک طرف بنی نوع انسان کی مختلف قوموں میں خوش آئند اور ذی اثر کلام کے الفاظ و ترکیب میں "تخمینی موافقت" کی موجودگی کا احساس کیا تو دوسری جانب آیاتِ الٰہی میں جذب و کشش کے بنیادی عنصر کو "اجمالی وزن و قافیہ" کے نام سے ممتاز کیا۔ آگے چل کر 'اجمالی امر' اور 'اجمالی حسن' کا ذکر کرتے ہیں۔

"۔۔۔۔۔ عقل کی نظر صرف 'اجمالی امر' پر ہے۔ قوافی و ردیف کی تفصیل سے اس کو بحث نہیں۔ ذوقِ سلیم تو صرف لطف و حلاوت کا خواہاں ہے۔ اسے بحرِ طویل و مدید سے کیا سروکار۔۔۔ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس

[1] نظم آزاد، یا جدید شاعری، میں غالباً یہی اصول کارفرما ہیں۔

[2] اہلِ ہنود کے گانے، موسیقی اور شاعری کے بارے میں شاہ صاحب کے ان خیالات سے ان کے علمی مشاہدے، وسیع النظری اور عدمِ تعصّب کا اظہار ہوتا ہے۔

"اُس کا"۔"تو"۔"تیرا"۔ نعوذ باللہ کوئی بے ادبی اُس ذاتِ واحد واکبر کی شان میں ہو ہی نہیں سکتی۔ لیکن وحدانیت اور اُس کی شانِ کبریائی کا اظہار انھیں ضمائر سے ممکن ہے۔ ذاتِ رسول پاک کو جب اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا ہے تو دورانِ ترجمہ لفظ "تُم" کا استعمال مناسب سمجھا گیا ہے۔

(۱۶) سورۂ "بَیِّنَۃ" میں آیات قدرے طویل اور پُراز دلائل واشکال ہیں۔ ان کا ترجمہ بہت مشکل، مگر ادائیگی مفہوم کی پوری کوشش بہ اتّباع اصول ترجمہ کی گئی ہے۔

(۱۷) بعض مقامات پر روانی کے لئے صحیح خواندگی بہت ضروری ہے۔ مثلاً: سورۂ نازعات آیت ۱۴ میں "پھر اک دم آن رہیں گے وہ سب چٹیل میداں میں"۔ "اک دم" کو "ایک دم" نہ پڑھا جائے۔ "میداں" میں نون غُنّہ ہے "میدان" نہ کہنا چاہیئے۔

۳۔ مقصد سوم، صوتی اثر و آہنگ۔

قرآن پاک کے اکثر ترجمے نظم کی شکل میں پیش کئے گئے ہیں، لیکن اِس ترجمہ میں ردیف وقافیہ، وزن اور بحر جیسی شعری پابندیوں کو لازم نہیں قرار دیا گیا ہے۔ اصل کوشش یہ رہی کہ ترجمہ کو لفظی اور معنوی پابندیوں کے ساتھ ہی ساتھ عام فہم بھی رکھا جائے۔ ترجمہ کی ظاہری صورت نثر ہو، اور نظم کے تکلفات کو اپنے اوپر نہ مسلّط کیا جائے۔ اِن پابندیوں کا لحاظ کرتے ہوئے بھی اگر صوتی اثر اور آہنگ کا حصول ممکن ہو تو ایسی کوشش کو غالباً ناپسندیدگی کی نظر سے نہ دیکھا جائے گا۔

خود کلامِ الٰہی میں جو زبردست صوتی عناصر پائے جاتے ہیں، اُن کا بہترین اور مختصر ترین تجزیہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کی شہرۂ آفاق تصنیف "الفوز الکبیر" میں پایا جاتا ہے۔ "شاعری کے ابیات" اور "قرآنی سورتوں کی آیات" کا ذکر کرتے ہوئے شاہ صاحب فرماتے ہیں"

"یہ دونوں اچھے لہجے میں سُنائے جانے کے لائق ہوتی ہیں اور اُن سے سننے اور سُنانے والے حظّ و لذت حاصل کرتے ہیں۔ لیکن ابیات قواعدِ عروض وقوافی کی پابند ہوتی ہیں ......
ابیات کی بنیاد "اجمالی وزن وقافیہ" پر ہوتی ہے جو امر طبعی یا امر فطری سے بہت مشابہ ہے، عروضیوں کے افاعیل، تفاعیل اور اس کے بنائے ہوئے قوافی سے اسے نسبت نہیں۔ یہ چیزیں اصطلاحی ہیں۔ آیات وابیات میں جو چیز مشترک ہے وہ "نشید" ہے (یعنی اشعار یا موزوں

---

۵۷ اقتباسات از "فوز الکبیر" ترجمہ وحواشی از محمد سلیم عبداللہ۔ شائع کردہ اردو اکیڈمی سندھ کراچی۔ صفحات ۱۶۷ تا ۱۷۲

راضی ہے تو، وہ ہے راضی تجھ سے،

پس ہو جا داخل میرے بندوں میں،

اور ہو جا داخل میری جنّت میں !" (۹ ، ۳۰)

(۱۱) اکثر مقامات پر لغزش اور سوئے ادب سے بچنے کی خاص کوشش کی گئی ہے۔

سورۂ ضُحیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ گرامی کے سلسلہ میں "ضالاً" اور "عائلاً" کا ترجمہ اکثر "گمراہ" اور "مفلس" سے کیا جاتا ہے۔ خاکسار نے ادائیگی مفہوم کے لئے ترجمہ میں الفاظ "سرگرداں" اور "بن دولت" کا استعمال کیا ہے[۱]۔

سورۂ عَبَس میں "اعمیٰ" کا ترجمہ "اندھا" کے بجائے "نابینا" بہتر معلوم ہوا۔

(۱۲) مفہوم کی بہتر ادائیگی کی غرض سے بعض نئی تراکیب اردو زبان کے حسبِ مزاج اختراع کی گئی ہیں۔ امید ہے کہ اہلِ نظر حضرات خاص توجہ فرمائیں گے۔

"رحمان ورحیم" کے لئے صرف متنِ سورہ میں وضاحتاً "رحمتِ کُل" اور "رحمت کار"۔ (مؤخرالذکر اضافی ترکیب نہیں ہے، اس لئے لفظ "رحمت" میں "ت" ساکن ہے، مکسور نہیں)

(۱۳) اَبدی حقائق اور بنیادی عقائد یا حق و باطل میں فرق کے امتیاز کا اعلان کرتے ہوئے قرآن پاک میں اکثر مقامات پر جس زور، بلاغت اور اختصار کا اظہار کیا گیا ہے اُس کی حتی الوسع ترجمانی کی کوشش کی گئی ہے مثلاً، سورۂ عصر، سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص۔

(۱۴) دعا اور پناہ مانگنے کے موقع پر انتخاب اور نشستِ الفاظ میں قرآن پاک سے انتہائی قُرب کی کوشش کی گئی ہے۔ جیسے سورۂ فلق اور سورۂ ناس۔

(۱۵) ترجمہ میں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ واحد کے لئے صیغہ واحد غائب یا واحد حاضر استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی "وہ"

---

[۱] زبان و بیان کے ایسے ہی دشوار گذار موقعوں پر حضرت اکبر الہ آبادی کے قطعۂ ذیل سے ہدایت حاصل کرتے ہوئے دامن بچا کر گذرنے کی کوشش ہونی چاہئے۔ ؎

غلط فہمی بہت ہے عالمِ الفاظ میں اکبر ۔۔۔ بڑی مایوسیوں کے ساتھ اکثر کام چلتا ہے

یہ روشن ہے کہ پروانہ ہے اُس کا عاشقِ صادق ۔۔۔ مگر کہتی ہے خِلقت شمع سے پروانہ جلتا ہے

منظرِ قیامت۔

(۱) "ہاں، پھر جب آئے چیخ قیامت کی۔ وہ جو پھاڑے کان!
اُس دن بھاگے آدمی اپنے بھائی سے،
اور اپنی ماں سے، اور اپنے باپ سے،
اور اپنی بیوی سے، اور اپنے بچّوں سے!
ہر اک آدمی کو — اِن لوگوں میں — ہے اُس دن ایسی فکر، جو اُسی کو کافی ہے" (۸۰/۳۴-۳۷)

(۲) "جب سورج کا یہ نظام لپیٹا جائے"
اور جب تارے ہوں مٹیالے،
اور جب یہ پہاڑ چلائے جائیں،
اور جب پوری گابھن اونٹنیاں، ماری پھریں بے نگراں،
اور جب وحشی جانور سارے اکٹھے ہوں،
اور جب یہ سمندر دھونکے جائیں،
اور جانوں کے جب جوڑ بنیں،
اور جب زندہ گاڑی لڑکی سے یہ پوچھا جائے
— کِس دوش میں، کِس جُرم میں اُس کی جان گئی ماری؟" (۸۱/۱-۹)

(۳) "اُس دن آئے سُوجھ نصیحت کی اِنسان کو
— اور آئی اس کو سُوجھ کہاں نصیحت کی!" (۸۹/۲۳)

(۴) "جب لرزائی جائے زمین اپنے لرزہ سے،
اور نکالے دھرتی باہر اپنے سارے بوجھ،
اور کہے انسان، اس کو کیا ہوا؟" (۹۹/۱-۳)

بشارت پاک روحوں کے لئے،

ہاں، اے چَین اور اطمینان والی جان!
واپس آ تو اپنے رب کی جانب،

پیغام اس ترجمہ کے ذریعہ اِس خطّہ کے عام اِنسانوں کے دِل ودماغ تک پہنچ سکے تو انشاء اللہ اس خدمت کا مقصد پورا ہو جائے گا۔

(۵) اکثر مفہوم پر زور دینے یا وضاحت و دلنشینی کی غرض سے بعض الفاظ کو مکرر استعمال کیا گیا ہے۔ یا ان کے مترادفات کو مثلاً "شبِ قدر — بزرگی والی رات" (۹۷/۱)۔ "نفس و ضمیرِ انسان کو" (۹۱/۷)۔ "رب وہ سارے جہانوں کا۔ پالن ہار وہ سب سنساروں کا" (فاتحہ/۱) "وہ رحمان، وہ رحیم۔ وہ رحمتِ کُل، وہ رحمت کار" (۱/۲) "کس دُوش میں، کس جُرم میں، اس کی جان گئی ماری؟" (۸۱/۹)

(۶) کیفیت اور حالت والے الفاظ کا ترجمہ بعض وقت چھوٹ جاتا ہے۔ (عربی میں خاص زور کے لئے اکثر فعل کے ساتھ ہی ساتھ اُسی مصدر سے مشتق الفاظ حالت و کیفیت بیان کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں)۔ ترجمہ میں اس کی ادائیگی کی کوشش کی گئی ہے۔ "اور پہاڑی ہم نے دھرتی، پھاڑ پھاڑ" (۸۰/۲۶)۔ "جُھنڈ کے جُھنڈ" (۷۸/۱۶)۔ "لِکھ لِکھ کر" (۷۸/۲۹) "کھکھری کھکھری" (۷۹/۱۱) "ڈھیروں ڈھیروں" (۸۹/۶)۔ "محنت اور مشقّت سے" (۸۴/۶)

(۷) کثیر المعنی الفاظ کی ادائیگی کے لئے اکثر حسب موقع ایک سے زائد معنی والے الفاظ و تراکیب کا استعمال بالاتّصال کیا گیا ہے۔ مثلاً "بڑھتی اور بڑھنے کی اِس چاہت نے" (۱۰۲/۱)[۵] "کوثر اور بڑی کثرت" (۱۰۸/۱)۔

(۸) لفظ "اِنّا" اور اس کے بعد فعل کے ساتھ والی ضمیر متکلم کے پورے مفہوم کو ادا کرنے کی خاص کوشش کی گئی ہے مثلاً: "بیشک، ہم نے، ہاں ہم نے، بخشی تم کو کوثر اور بڑی کثرت" (۱۰۸/۱) "بیشک ہم نے، ہاں ہم نے نازل کیا اِس قراٰن کو شبِ قدر میں۔ بزرگی والی رات میں" (۹۷/۱)۔

(۹) بعض جگہ قرآن پاک میں اختصار الفاظ کے ذریعے بڑا زبردست ڈرامائی اثر مرتب ہوتا ہے۔ ترجمہ میں اس کے حصول کو پوری کوشش کی گئی ہے۔ مثلاً بہ سلسلہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام و فرعونِ مصر:۔

پھر اُس کو دکھائی موسیٰ نے بڑی نشانی وہ،
پر جُھٹلایا اُس نے، اور نہ مانا وہ،
پھر اُس نے پھیری پیٹھ، اور کرنے لگا بس دوڑ دھوپ
پھر کیا اکٹّھا لوگوں کو، پھر سب کو دِی آواز،
پھر بولا اُن سے یوں: میں ہوں تمہارا رب، سب سے اعلیٰ، سب سے اونچا" (۷۹/۲۰-۲۴)

(۱۰) بشارت و انذار، تہدید، عبرت وغیرہ کے موقعوں پر مفہوم کو پوری شدّت سے ادا کرنے کی کوشش کی گئی ہے مثلاً

---

[۵] سورۂ تکاثر کی پہلی اور دوسری آیتوں کے حسب ذیل تراجم میرے ذہن میں آئے:

(۱) غافل رکھا تم کو دولت اور سبقت کی اِس اُلفت نے ... حتّٰی کہ تم آئے قبروں تک!

(۲) بھول میں رکھا تم کو بڑھتی اور بڑھنے کی اس چاہت نے .. حتّٰی کہ تم آئے قبر کنارے!

(۳) غافل رکھا تم کو بڑھتی اور بڑھنے کی اس چاہت نے ... حتّٰی کہ لگے تم گور کنارے!

ترجمہ ۱ میں عربی الفاظ کا اور ۲ میں ہندی الفاظ کا غلبہ ہے۔ میں نے اِن دونوں سے قطع نظر کر کے ترجمہ ۳ اختیار کیا۔ "بھول میں رکھا" مقابلتاً آسان ہے لیکن "غافل رکھا" اصل سے قریب تر۔ ترجمہ ۳ میں فارسی لفظ "گور" مشکل ضرور ہے لیکن محاوراتی سلاست اور نظمیت کے خیال سے اختیار کیا گیا۔

(۴) محلِ استعمال کا لحاظ کرتے ہوئے کسی خاص طبقہ کی زبان سے گریز نہیں کیا گیا۔ مثلاً: "گھٹتی ماریں وہ" (۳۵/۳) "بڑھتی اور بڑھنے کی اس چاہت نے" (۱۰۲/۲) ان الفاظ کے ساتھ جو خاص associations ہیں وہ ہر پڑھے لکھے آدمی پر ظاہر ہیں۔ اصولہائے نمبر (۱) تا (۴) کی پابندی کے باعث ممکن ہے کہ آپ اس ترجمے کی زبان کو "ٹکسالی" یا "اہلِ زبان کی زبان" نہ کہیں لیکن شاید آپ اسے برصغیر پاک و ہند کے عوام کی "عوامی زبان" کے نام سے محروم نہ کریں گے۔* قرآن پاک کا

---

* پاکستان بننے کے بعد سے کم از کم کراچی میں برصغیر کے مختلف علاقے کے مسلمانوں کے اجتماع سے اکثر لوگوں پر یہ ظاہر ہو گیا ہو گا کہ اردو زبان کی قدرے بدلی ہوئی یا نامکمل شکل شمالی ہند کے علاوہ برصغیر کے دوسرے حصوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ حیدر آباد دکن۔ مدراس۔ میسور۔ گجرات۔ بمبئی وغیرہ کے علاقوں کے مسلمان جب کبھی بوقت ضرورت اردو بولتے ہیں تو وہ اکثر "جاوے"، "ہووے" بولتے ہیں۔ میمن صاحبان اور سندھی صاحبان کی زبانوں سے بھی اس قسم کے فقرے سننے میں آتے ہیں۔ اس لحاظ سے ایسی ترکیبیں گو شمالی ہند والوں کے نزدیک قدیم یا متروک سمجھی جائیں گی مگر بعض دوسرے علاقوں میں اب بھی رائج ہیں۔ اور اگر اردو کو کسی خاص علاقے سے ہی مخصوص نہ رکھا جائے تو برصغیر کے ان دوسرے علاقوں کے بولنے والوں کی کثیر تعداد کے اس سکۂ رائج الوقت کو مسترد نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح زبان کے مقابلہ میں اس حقیقت پر غور کرنا نامناسب نہ ہو گا کہ اگر پنجاب کے بعض صاحبان علامتِ فاعل "نے" کا غیر ضروری اضافہ (دوران گفتگو) کر دیتے ہیں تو دوسری جانب ایک پڑھے لکھے حیدر آبادی اردو ادیب کی زبان سے "میں دیکھا" یا "ہم دیکھے" کا جملہ سننے میں آتا ہے۔ یعنی علامتِ فاعل "نے" غائب ہو جاتی ہے

ایسی ہی ایک دوسری مثال کا ذکر بے محل نہ ہو گا۔ دکھن اور حیدر آباد کے اردو بولنے والے حضرات فارسی اور پنجابی طریقہ کا استعمال کرتے ہیں مثلاً بات - میز - لڑکا - کھیت - لوگ سے بالترتیب باتاں - میزاں - لڑکاں - کھیتاں - لوگاں وغیرہ۔ اردو میں عربی قاعدے کے رفعی اور نصبی حالات کا خیال رکھتے ہوئے جمع بنانے کے اکثر دو تین طریقے ہیں۔ باتیں - باتوں؛ میزیں - میزوں؛ لڑکے - لڑکوں؛ کھیت کھیتوں؛ لوگ - لوگوں وغیرہ۔ اردو جمع کے یہ مختلف طریقے ہمارے بنگالی - سندھی اور میمن بھائیوں کے لئے عموماً باعثِ زحمت ہوتے ہیں۔ کیا کسی نئے 'ناسخ' یا 'انجمن ناسخان' کے لئے یہ ممکن نہیں کہ ہم آہنگی اور آسانی کا خیال رکھتے ہوئے دو تین قسم کے بجائے صرف ایک طریقۂ جمع رائج کیا جائے۔ میری ناچیز رائے میں وقت آگیا ہے کہ اب ہم یہ تسلیم کریں کہ ایک طرف تو متذکرہ بالا علاقائی اضافہ یا ترک کی وجہ سے اردو زبان کی اثر اندوزی اور سلاست پر ضرب نہیں پڑ سکتی (حقیقتاً اگر غور سے دیکھا جائے تو برصغیر کے مختلف علاقوں میں اظہارِ خیال اور طرزِ بیان کے یہ مقامی اختلافات اس کثیر الاستعمال زبان کی عوامیت کی دلیل ہیں) اور دوسری جانب زبان کو آسان بنانے کی کوششوں سے "عوامیت" میں غالباً اضافہ ہو گا کمی نہیں۔

لہٰذا اگر "اردو دوست" حضرات اس زبان کو اپنے ہی تک محدود و مخصوص نہ سمجھیں اور نہ دوسروں کو یہ باور کرانے کی کوشش کریں تو غالباً یہ "عوامی زبان" اس طرزِ دوستی کے لئے آئندہ ضرور احسان مند ہو گی۔ شیخ امام بخش ناسخ نے اردو کی کتر و بیونت اور اصلاح و آرائش کے سلسلہ میں بڑی خدمات انجام دیں۔ لیکن وہ زمانہ اور تھا، وہ ماحول، وہ نظام اور تھا۔ نوابی دربار اور محلات میں زبان کی جو شکل ہونی چاہئے تھی اس سے بحث نہیں لیکن اب اس عوامی، میکانیکی اور اقتصادی دور میں اُس قدیم زمانے کے معیار اور پیمانے کے استعمال پر اصرار کرنا، رفتارِ زمانہ سے مُنہ موڑنے کے برابر ہو گا۔

ہر زبان کو زمانے اور سماج کے مختلف شعبوں کی ترقی کا ساتھ دینا پڑتا ہے۔ اور ہمیں زبان کو ایک کار آمد اور مفید مطلب اوزار سمجھنا چاہئے۔

(۲) مقاصدِ ترجمہ

جیساکہ "پیش لفظ" میں عرض کیا گیا ہے۔ میں نے تین اہم بنیادی مقاصد کے حصول کو اپنا نصب العین قرار دیا تھا

(۱) تاحدِ امکان ترجمہ لُغوی پابندی اور ترتیبِ الفاظ قرآنی کے مطابق ہو[۱]۔

(۲) مضامین کو مناسب رَبط کے ساتھ پیش کیا جائے۔ مفہوم واضح اور صاف ہو۔ زبان سادہ اور عام فہم۔

(۳) مقاصدِ اول و دوم کی پابندی کرتے ہوئے حتی الوسع صوتی اثر اور آہنگ کے حصول کی کوشش جو قرآن مجید کی عظیم خصوصیت ہے۔

۲۔ مقاصد اول و دوم: اس سلسلہ میں بعض جزویات کا تفصیلی ذکر لازمی ہے تاکہ ترجمہ کی زبان اور اُس کے طرزِ بیان سے آپ روشناس ہو سکیں۔

(۱) قرآنی عربی کے کتنے ہی الفاظ برِّصغیر کے مسلمانوں میں عام طور سے بولے جاتے ہیں خواہ ان کی مادری زبان اردو ہو خواہ بنگالی، پنجابی، سندھی، پشتو، گجراتی وغیرہ۔ مثلاً اللہ، رب، رحمان، رحیم، عمل، قیامت، ہدایت، جہنم، جنّت، حرام، حلال وغیرہ۔ دورانِ ترجمہ ایسے الفاظ کا بدل تلاش کرنے کی کوشش نہیں کی گئی ہے، میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ ان کے تفصیلی مفہوم کے لئے اہلِ طلب حضرات کتبِ تفاسیر یا مقامی علمائے کرام سے رجوع کر سکتے ہیں لیکن ان کا ترجمہ غالباً کچھ ایسا ہی غیر ضروری معلوم ہوتا ہے جیسے: سٹیشن، کمشنر، ماسٹر، پلیٹ فارم، ٹکٹ، اپیل، روڈ وغیرہ کا[۲]۔

(۲) معروف ہندی الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے جن میں سے اکثر و بیشتر نہ صرف اُردو بلکہ اِس سے بھی زیادہ بعض دیگر پاکستانی زبانوں یعنی بنگالی، پنجابی، گجراتی، سندھی وغیرہ میں مستعمل ہیں۔ مثلاً "سنسار" جیون، دھرتی، پالن ہار، پریم وغیرہ۔

(۳) ضرورتِ روانی کو ملحوظ رکھتے ہوئے بعض مقامات پر قدرے پرانی ترکیبوں سے گریز نہیں کیا گیا، بلکہ ان کا استعمال وقارِ قرآنی کے مطابق تصوّر کیا گیا ہے۔ مثلاً "جب وہ لیوے سانس" (۸۱/۱۸)[۳] "کیسے وہ بنائے ہیں" (۸۸/۱۷) "دیوے اُس کی روزی نپی تُلی" (۸۹/۱۶) "جس دن ہووے روح کھڑی" (۷۸/۳۸)۔ "عرش کے مالک پاس، رتبہ والا وہ"

---

[۱] علاوہ ترتیب حرف جار و مجرور (اس وجہ سے کہ عربی اور انگریزی میں حرف جار یا pre-position اسم متعلقہ سے پہلے آتا ہے۔ لیکن اردو میں اسم کے بعد)۔ [۲] یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ قرآن پاک میں بار بار استعمال ہونے والے تقریباً دو سو مصادر عربی اور دو سو اسماء و صفات اردو زبان میں کسی نہ کسی شکل میں رائج ہیں۔ [۳] یعنی سورہ/آیت

اور جذبۂ خدمت دین اور حکومت کے اہم عہدوں کی سابقہ ذمہ داریوں اور وسیع تجربہ کے تحت اس نیک کام میں مجھ مترجم و بانی ٹرسٹ کی بڑی امداد فرمائی۔

جناب مولانا محمد متین خطیب صاحب ٹرسٹی نے تیاری ترجمہ کے سلسلے میں نیک اور مفید مشوروں کے علاوہ اِس کتاب کی طباعت واشاعت میں بڑی امداد فرمائی ہے اور میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ نیز دیگر ٹرسٹی صاحبان یعنی جناب ظفر حسین صاحب تمغۂ پاکستان سابق ڈپٹی ڈائرکٹر جنرل ریڈیو پاکستان، جناب آفتاب احمد خاں صاحب، ڈپٹی مینیجنگ ڈائرکٹر نیشنل بینک آف پاکستان، بیگم عطیہ اُویس صاحبہ، جناب محمد ظفر اللہ صاحب، بیگم انجم جلال الدین صاحبہ، ڈاکٹر سلمان کاظمی صاحب، اور اسد اللہ صاحب وقائم مقام ٹرسٹی سید محمد ادریس کاظمی صاحب کا بھی خاص طور سے شکرگذار ہوں کہ ٹرسٹ کے اس نیک کام کے سلسلہ میں انھوں نے ہر طرح امداد فرمائی اور ہاتھ بٹایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے اور نیز ہمارے چھوٹے بچوں منصور، عادل، نائلہ، عمران اور حسّان سلمہم کو بھی یہ توفیق عطا فرمائے کہ وقت آنے پر اپنی پوری صلاحیتوں اور ذمہ داریوں کے ساتھ اس نیک کام کی تبلیغ واشاعت میں حصہ لیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک فلاح دارین کے مستحق ہوں۔ آمین —— وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ

اعتذار

یہ ایڈیشن صرف پارۂ عم کے عربی متن اور ترجمہ تعلیم الکتاب پر مشتمل ہونا چاہئے تھا۔ لیکن جیسا کہ "پیش لفظ" میں عرض کیا گیا ہے۔ اس کام کے محرکات اور پس منظر کے علاوہ پارۂ عم کے اس ایڈیشن کو زیادہ سے زیادہ افراد کے لئے امکانی حد تک مفید بنانے کے لئے اور لوگوں میں قرآن فہمی اور زبان عربی کے لئے شوق و رغبت پیدا کرنے کی غرض سے ضخامت میں اضافہ ہوگیا ہے۔٭ صرف افادیت کی غرض سے ایسا کیا گیا ہے۔ نیز متن عربی اور ترجمہ اگر رواجی طریقہ سے تحریر کئے جائیں تو مقابلتاً کم صفحات صرف ہوں گے۔ لیکن وضاحت الفاظ و مفہوم کے علاوہ حسن و دلکشی کے حصول کی کوشش میں صرف صفحات متن و ترجمہ کی تعداد ۱۴۰ تک پہنچ گئی ہے۔ امید ہے کہ احسن الکلام کو احسن الصّور طریقہ سے پیش کرنے کی کوشش کو پسندیدہ نظروں سے دیکھا جائے گا۔

خیال ہے کہ اس انداز پر پورے قرآنِ پاک کی اشاعت میں تقریباً پندرہ سو صفحات صرف ہوں گے، کیونکہ ابتدائی سورتیں اور آیات نسبتاً بڑی ہیں۔ پارۂ عم کی چھوٹی آیات اور چھوٹی سورتوں کی وجہ سے کاغذ زیادہ صرف ہوا ہے، کیونکہ ہر آیت نئی سطر سے اور ہر سورت نئے صفحہ سے شروع کی گئی ہے۔

سید محمد اویس

سیّد محمد اُویس - یکم رجب المرجب ۱۳۹۱ھ
۲۴ اگست ۱۹۷۱ء

٭ ایک مکمل اور مفید اشاریہ بھی تیار ہوچکا ہے لیکن۔ صرف مزید ضخامت کے خوف سے حذف کیا جارہا ہے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب، مولانا احتشام الحق تھانوی صاحب، مولانا محمد متین خطیب صاحب، نواب خادم حسین صاحب اجمیری، مولانا محمد مدنی صاحب مترجم (سندھی) قرآن کریم و نیز دیگر اہل علم حضرات جو مجھ سے برابر تعاون فرماتے رہے۔

مولانا عبیداللہ صاحب بہاولپوری مرحوم کا میں خاص طور سے احسان مند ہوں کہ انھوں نے سب سے پہلے ۶۲-۱۹۶۱ء میں میری کوششوں کو پرکھا، جانچا، سراہا اور میرا دل بڑھاتے ہوئے مجھے اس راستہ پر چلانے میں محرک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان اور متعلقین کو فلاح اور نیک ہدایت عطا فرمائے۔

۱۹- اہلِ ثروت میں سے جن حضرات نے اس کام میں مالی اعانت فرمائی ہے میں تہِ دل سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خصوصاً جناب محمد ابصار حسین قرنی صاحب ستارۂ قائداعظم سی۔ ایس۔ پی۔ جناب غوث محی الدین صاحب، سابق مینیجنگ ڈائرکٹر نیشنل بنک آف پاکستان۔ جناب ایچ۔ کے قاسم دادا صاحب، جناب فتح محمد اکبر صاحب، حاجی محمد ذکی صاحب مالک ایجوکیشنل پرنٹنگ پریس کراچی (جنھوں نے ۱۹۶۴ء کے پہلے محدود ایڈیشن کو بطور ہدیہ خاص شائع کیا) نیز اُن تمام دیگر احباب و کرم فرما صاحبان کا احسان مند ہوں جنھوں نے اس کام کی اشاعت میں ہم لوگوں سے عملاً تعاون کیا اور آئندہ بھی تعاون کا وعدہ فرمایا۔ جناب اے۔ کے بروہی سابق وزیرِ قانون جناب محمد ابوظفر صاحب سابق انسپکٹر جنرل پولیس جناب رشید الدین احمد صدیقی صاحب جنرل منیجر پاکستان نیشنل آئل اور جناب سید حیدر جمیل رضوی صاحب مالک پرنٹ آرٹس کا میں خاص طور سے شکر گزار ہوں کہ انھوں نے مختلف طریقوں سے اس کام کو بڑھانے میں میری ہمت افزائی کی۔

نامناسب نہ ہوگا اگر میں اس موقع پر جناب بخشی ذوالفقار الدین صاحب اور مولوی عبدالرؤف صاحب بنگالی کا بھی تذکرہ کروں جنھوں نے مسودہ کے تحریر اور املا میں اکثر ۱۲ بجے رات تک میرے ساتھ کام کیا۔ صرف اس کام کی عظمت اور جذبۂ خوشنودی الٰہی کے تحت۔ میں ان حضرات کا خاص طور سے شکر گذار ہوں۔

۲۰- میں اپنے ان مرحوم دوستوں کا بھی شکر گذار ہوں جنھوں نے میرے اس کام میں میری حوصلہ افزائی کی خاص طور سے جناب سید محمد زیدی صاحب مرحوم سابق ڈپٹی کمشنر لسبیلہ و مکران جن کی طرف سے اس کام میں سب سے پہلے تائید حاصل ہوئی اور وہ بھی ایک عجیب پیرایہ میں جس کا ذکر "محرکات و واردات" کے ضمن میں کیا گیا ہے۔ جناب شیخ محمد یوسف صاحب گھڑی والے کا جنھوں نے ہمیشہ محبت اور اخلاق سے اس کام کی رفتار ترقی میں حصہ لیا اور ہر طرح کی امداد کے لئے آمادگی کا اظہار کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں حضرات کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان و متعلقین کو فلاح و ہدایت کی توفیق۔

۲۱- میں جناب جسٹس ایم۔ بی۔ احمد صاحب سی۔ ایس۔ پی ریٹائرڈ جج ہائی کورٹ مغربی پاکستان، پریسیڈنٹ احمدی بیگم تعلیم الکتاب ٹرسٹ کا خاص طور سے شکر گذار ہوں کہ موصوف نے اس دینی کام میں بڑے انہماک سے حصہ لیا

داخل ہونے کا موقع نہیں دیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ کسی خاص ترجمہ میں آپ کو سلاست و شگفتگی کا احساس ہو یا کسی میں دقت اور اشکال کا۔ اس لئے کسی خاص ترجمہ کے مطالعۂ سابقہ یا اُس کے اثراتِ لاشعور کے باعث کسی مقام پر آپ کو اس ترجمہ کا کوئی لفظ یا فقرہ غیر معمولی نظر آئے تو میری گذارش (علامہ عبداللہ یوسف علیؒ کے دیباچۂ قرآنِ پاک سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے) یہی ہوگی کہ آپ ٹھنڈے دل سے ــــ اُس خاص آیتِ قرآنی کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ــــ مختلف دیگر تراجم کا بھی مطالعہ کریں اور کوئی فوری رائے قائم کرنے سے قبل اِن دیگر تراجم کی زبان اور اندازِ بیان، نیز 'تعلیم الکتاب' کے ترجمہ کو ایک بار پھر غور سے پڑھیں اور اس کے بعد ہی علمی، تحقیقی اور غیر جذباتی انداز میں کوئی رائے قائم کریں تو یہ امر اسلامی احکام و روایات کے منافی نہ ہوگا۔

۱۶۔ اگر میرے ہم وطن اور ہم زبان بہن بھائی میری اس گذارش کو مستحسن قرار دیں تو میں اُن سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ مجھ گنہ گار کے لئے فلاحِ دارین اور مغفرت و نجات کی دعا فرمائیں اور میرے ساتھ اس دعا میں شریک ہوں کہ اللہ تعالےٰ اِس خدمت کو شرفِ قبولیت بخشے اور اس کے طفیل میرے والدین اور میری اہلیہ مرحومہ سیدہ احمدی بیگم اور ان کے والدین کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور میری اہلیہ بیگم عطیہ اُویس کو اور ہماری اولاد کو ہدایت و فلاحِ دارین عطا فرمائے۔

۱۷۔ میں بڑے ہی خضوع و خشوع سے اُس ذاتِ پاک کی بارگاہ میں یہ دعا کرتا ہوں کہ جہاں کہیں بھی برِّ صغیر پاک و ہند کی یہ عوامی زبان ــ یا اس کی نامکمل یا بدلی ہوئی شکل ــ لوگوں کے دلوں اور دماغوں پر اثر انداز ہو سکتی ہو وہاں اِس کلامِ الٰہی کو لانے والے کے طفیل، اُس کے ایک ناچیز اُمتی اور خَلَفِ پُر تقصیر کے حق میں پیغامِ ربّانی کا مفہوم زمانۂ حال کے کروڑوں اِنسانوں تک پہنچانے کی سعادت نصیب ہو کہ روزِ آخرت اُس ذاتِ اقدس کے سامنے اپنی حیاتِ عصیاں کے مکافات سے بچنے کے لئے اس نیک عمل کو پیش کروں اور شفاعت و رحمت کا مستحق قرار دیا جاؤں۔

۱۸۔ میں اُن بزرگ مُترجمین و مُفسّرینِ سَلَف کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں کہ اُن کے عظیم کارناموں اور خدمات کی بدولت مجھ کو اس کام میں ہدایت نصیب ہوئی۔ حضرات علمائے کرام کا شکر گزار اور احسان مند ہوں کہ اُن کا مکمل تعاون مجھ کو ہر قدم پر حاصل رہا۔ میں بطورِ خاص شکر گزار ہوں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کا جن کے مشوروں، ہدایات اور ارشادات سے میں برابر مستفید ہوتا رہا۔ اِسی طرح میرے لئے دیگر علمائے کرام کے مشورے اور ہدایتیں بھی باعثِ استقامت رہیں، اور میں ہر طرح سے اُن کی خدمت میں شکریہ اور احسان مندی کا ھدیہ پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ یعنی حضرت مولانا سید عبد الماجد صاحب دریابادی، مولانا محمد یوسف بنوری صاحب

کہ اِسے جلد از جلد منظر عام پر لانے کی سعادت نصیب ہو۔

میری ناچیز رائے میں پارۂ عمّ کی انھیں خصوصیات کے تحت اِس کی سادہ اور مختصر سورتوں کو قرآن فہمی کے ساتھ ہی ساتھ عربی فہمی کی بنیاد بنانے میں بھی زیادہ دشواری نہ ہونی چاہئے۔ لہٰذا یہ ایک مفید خدمت ہوگی کہ اس پارے کے ذریعہ سے عربی فہمی کا ذوق بھی پیدا کیا جائے۔

۱۴۔ ان سارے خیالات کے پیش نظر اِس کتاب کو زیادہ سے زیادہ افراد کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کی غرض سے چند خاص ابواب بھی شامل کئے گئے ہیں (علاوہ "مُحرّکات و واردات" کے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) یعنی :-

(۱) مقاصدِ ترجمہ کی تشریح (۲) خصوصیاتِ طریقۂ تحریرِ کتاب (۳) پارۂ عمّ کے سورتوں کے مضامین کا خلاصہ۔

(۴) پارۂ عمّ کی اہمیت۔ (۵) مفردات ولغاتِ ضروری (۶) مبادیاتِ عربی۔ قوانینِ زبان۔

ان دونوں آخری ابواب کی تیاری میں (نیز نظرِ ثانی کرتے وقت اکثر مقامات پر غور کرنے کے سلسلے میں) میری موجودہ اہلیہ، بیگم عطیہ اُویس (بنت علّامہ خلیل عرب مرحوم) نے بڑی مدد کی ہے اور نہ صرف یہ کہ عربی زبان سے ابتدائی تعارف کے سلسلے میں چند بنیادی خیالات کا لحاظ رکھتے ہوئے وہ ایک مفید رسالہ "مفتاحُ الکتاب" کے نام سے تیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ بلکہ یہ امر محض منجانب اللہ اور اُن کی خاندانی روایات و اسلامی تعلیم و تربیّت کے باعث ہے کہ جس طرح میری اہلیہ مرحومہ کی یہ خواہش تھی کہ قرآن مجید اور اس کے عام فہم ترجمہ کی اشاعت خواتین میں عام ہو اُسی طرح میری موجودہ شریکِ حیات کے لئے اُن کی مرحومہ "باجی" کی خواہش عملاً ایک قدرِ مشترک ثابت ہوئی ہے اور اس جذبہ کے تحت وہ اپنی علمی اور دینی صلاحیتوں اور سابقہ تجربہ کی بنا پر ایک خاص ادارہ "تعلیم الکتاب برائے خواتین" کے قیام کے لئے کوشاں ہیں۔ اور بفضلہٖ تعالےٰ اُن کو اس کام میں ممتاز علمائے کرام کی تائید بھی حاصل ہو رہی ہے۔

۱۵۔ میں اپنے پیش رو مترجمین کرام کی تقلید میں ناظرین کتاب سے یہ درخواست کروں گا کہ اگر کوئی معمولی غلطی یا فروگذاشت نظر آئے تو اُسے درست کرلیں اور مجھ کو مطلع کریں کہ آئندہ ایسا نہ ہو سکے لیکن اگر کوئی زیادہ اہم بات قابلِ غور ہو تو اپنے مخلصانہ مشوروں سے بالتفصیل آگاہ فرمائیں تاکہ ضروری غور و خوض کے بعد مناسب صحت و درستگی کا انتظام کیا جائے۔

اِس مقام پر ایک خاص حقیقت کا ذکر بے محل نہ ہوگا۔ مطالعۂ کتابِ الٰہی کے سلسلہ میں اکثر قارئین کا تعلق، بربنائے عقیدت یا ذہنی ہم آہنگی کسی ایک ترجمہ سے رہتا ہے اور نفسیاتی طور پر اُن کو وہی ترجمہ صحیح اور مستند معلوم ہوتا ہے۔ میری ناچیز رائے میں کلامِ الٰہی کے اِس خدمت کو انجام دینے والے مسلمان مترجمین میں بالخصوص، اور غیر مسلم مترجمین میں بھی (باستثنائے چند) بالعموم، صدق و دیانت کا جذبہ ہی کارفرما رہتا ہے۔ اِن بزرگانِ کرام نے عموماً دانستہ طور پر اپنے ترجموں میں کسی عدمِ صحت کو

کتابِ الٰہی اور اُس کی تعلیم کی اشاعت کے لئے اپریل ۱۹۶۰ء میں قائم کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اس ٹرسٹ کا کام مرحومہ کے لئے صدقۂ جاریہ ثابت ہو۔ مجھے خوشی ہے کہ خدا کے فضل سے اس ٹرسٹ کی تشکیل و تنظیم کے سلسلے میں علمائے کرام اور دیگر ہم خیال اکابرینِ قوم کا تعاون حاصل رہا۔ ملک کے مشہور مورّخ و قانون داں جسٹس ایم بی احمد صاحب بکمال خلوص و جذبۂ دینی اس ادارے کی رہنمائی بحیثیت صدر کے انجام دے رہے ہیں۔ نیز ملک کے ممتاز علمائے دین میں مولانا محمد متین خطیب صاحب بھی بحیثیت ٹرسٹی کے ہمارے نیک مقاصد میں تعاون فرماتے رہے ہیں۔

۱۲۔ اللہ تعالٰے سے دعا ہے کہ مفہوم قرآنی کو اس برصغیر کے عام مسلمانوں کی سب سے وسیع، عام فہم اور عوامی زبان میں منتقل کرنے کی اس کوشش کو شرفِ قبول عطا ہو۔ میرے کرم فرما مولانا محمد متین خطیب صاحب نے "ہست قرآں در زبانِ ہند و پاک" کے تاثر کا اظہار فرمایا ہے۔ نہ میں اس قسم کے دعویٰ کی اہلیت رکھتا ہوں نہ کبھی اس کا خیال گزرا۔ لیکن خواہ آپ اسے "ہند و پاک" کی زبان کہیں یا نہ کہیں، میری دلی خواہش ہے کہ آپ اسے زبانِ عام و خاص یا کم از کم "زبانِ عامیاں" کا درجہ ضرور دیں۔

۱۳۔ عموماً ہر اسلامی معاشرے میں قرآنِ کریم سے روشناس ہونے کے لئے خصوصاً نئی نسل کے واسطے اس کتابِ عظیم کے آخری پارے یعنی پارۂ عمّ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اگرچہ قرآنِ پاک کی موجودہ ترتیب میں اس پارے کی سُورتیں سب سے اخیر میں دی گئی ہیں، لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ بلحاظِ نزول یہ سورتیں دعوتِ نبوی کے ابتدائی زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں، مختصر، لیکن انتہائی بلیغ اور ہدایتِ راہ کے لئے بڑی پُر اثر ہیں۔ بنیادی حقائق کا ذکر اور اخلاقی تعلیم اِس پیرائے میں ملتی ہے کہ اُن کا مفہوم اور اُن کا اندازِ بیان ذہن پر ایک پائدار نقش مُرتّب کرتا ہے۔ اِس ضمن میں صرف یہ ذکر کرنا کافی ہوگا کہ اگر پورے قرآن کریم میں 'انسان' کو اُس کی بنیادی فِطرت اور اُس کی ہدایت کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے پینسٹھ (۶۵) مقامات پر خطاب کیا گیا ہے تو دوسری جانب صرف پارۂ عمّ میں سولہ (۱۶) مقامات پر لفظ 'اِنسان' کسی نہ کسی موضوع کے سلسلے میں استعمال ہوا ہے۔ گویا قرآنِ مجید کے ۱/۳۰ حصہ یا ۳ر۳ فیصد حصہ میں انسان سے خطاب اور اُس کی فطرت کی بنیادی باتوں کا ذکر پچیس فیصد مقامات پر ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعلیم و تربیتِ اسلامی کے نظام میں اور اخلاقِ معاشرہ کی تہذیب میں اس پارہ کا اپنا ایک الگ مقام ہے، مکتب اور مدرسوں کے علاوہ اسکول کے بچّوں میں بھی اِس پارے کی اکثر سورتیں کورس میں پڑھائی جاتی ہیں۔ چنانچہ یہ مناسب معلوم ہوا کہ فی الحال پارۂ عمّ مع متنِ عربی و ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین و ترجمہ ہٰذا یعنی ترجمہ "تعلیمُ الکتاب" کی اشاعت کا فوری انتظام کیا جائے۔ انہیں خطوط پر مکمل قرآنِ پاک کی اشاعت کا کام بفضلہٖ تعالیٰ جاری ہے اور ربُّ العزت کی بارگاہ میں یہ دُعائے عاجزانہ پیش ہے

نشست کے ذریعے ــ تاکہ صوتی اثر اور آہنگ کی وہ کیفیت بھی کسی حد تک حاصل ہو سکے جو "قرآناً عربیاً" کی عظیم خصوصیت ہے اور جس کی مناسب قرأت نے صدرِ اوّل میں "دگرگوں کرد تقدیرِ عمرؓ را" سے لے کر بیسویں صدی کے غیر مسلم غیر عربی داں سامعین کو بھی مسحور کیا اور اکثر کو شرفِ اسلام بخشا۔

۱۰۔ کاوشِ ترجمہ کے سلسلے میں میں نے محض اپنی واقفیتِ زبان یا محدود مبلغ علم و فہم ہی پر بھروسہ نہیں کیا ہے، بلکہ بلا لحاظِ فرقہ و عقیدہ تمام مشہور مترجمین اردو، فارسی، انگریزی سے استفادہ کیا ہے ــ بقول شاعر: "تمتّع زہر گوشہ یافتم" لیکن بالعموم میں نے ایسے اظہارِ بیان سے احتراز کیا ہے جو جمہور علمائے اسلام کے نزدیک قابلِ قبول نہیں۔ ہاں ترجمے سے آگے جب تشریح کی نوبت آتی ہے تو میں نے صرف بہت ہی ضروری اور اہم تشریحات اختصار کے ساتھ مضمون فہمی اور پس منظر کے سلسلے میں پیش کی ہیں۔ کسی خاص جدت کا خیال کبھی نہیں گزرا اور عموماً صرف برِصغیر کی مشہور تفاسیر یعنی موضح القرآن، بیان القرآن، تفسیر عثمانی، تفسیر ماجدی اور تفہیم القرآن وغیرہ سے ہی استفادہ کیا گیا ہے۔

۱۱۔ جیساکہ میں نے "محرکات و واردات" کے ذیل میں عرض کیا ہے قرآنِ کریم کا یہ ترجمہ جسے میں نے "تعلیم الکتاب"ؔ کا نام دیا ہے آج سے تقریباً پانچ سال قبل، ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۶۶ء کو میری اہلیہ مرحومہ سیدہ احمدی بیگم کی حیات میں ہی مکمل ہو چکا تھا۔ وہ باوفا سر تا سر محبت ہستی جس نے اس کام میں مجھ کو بڑا سہارا دیا تھا آناً فاناً ۲۰ اگست ۱۹۶۶ء کو ہم لوگوں سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو کر اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مرحومہ کو اس ترجمہ کے جلد از جلد شائع ہونے کی بڑی لگن تھی۔ طبقۂ نسواں کی اہمیت اور سطحِ تعلیم کے خیال سے آسان ترین زبان کی خواہش مند اور بچوں کے لئے تعلیمِ قرآن اور اس پر عمل پیرا ہونے کی خواہاں تھیں۔ حسین اور جاذبِ نظر طباعت کا بھی خیال رہتا تھا۔ تیس سال کی رفاقت کے بعد ایسے پیکرِ محبت و خلوص کی جدائی میرے لئے بڑے ذہنی عدمِ سکون کا باعث بنی اور مختلف پریشانیوں نے مجھے اس طرح گھیرا کہ اس عظیم کام کی اشاعت میں بھی التوا اور تعویق ناگزیر ہو گئی۔ بالآخر خدا کے فضل سے چند مخلص دوستوں اور کرم فرماؤں کے تعاون سے مرحومہ کی یاد میں ایک ٹرسٹ "احمدی بیگم تعلیم الکتاب ٹرسٹ"

ؔ جیساکہ پہلے عرض کیا گیا ترجمۂ پارۂ اول کے محدود ایڈیشن شائع شدہ جون ۱۹۶۴ء کو "تعلیمِ کتاب" کا نام دیا گیا تھا۔ محترم حضرت مولانا سید عبدالماجد صاحب دریابادی نے "تعلیم کتابُ اللہ" کی ترمیم فرمائی۔ خاکسار نے مولانا کے بنیادی خیال کے ساتھ ساتھ اختصار کے پیشِ نظر "تعلیمُ الکتاب" کا نام دیا ہے۔ خصوصاً اس مناسبت سے کہ عربی متن کو "الکتاب" کا نام دیا گیا ہے کیونکہ میرے نزدیک دعویٰ "ذٰلِكَ الْكِتٰبُ"۔ "یہی ہے کتاب"۔ کے تسلیم کرنے کے بعد ایسا ہی کرنا مناسب ہوگا۔ نیز یہ بھی ظاہر کرنا مقصود ہے کہ کوئی ترجمہ اس کتاب کی جگہ نہیں لے سکتا۔ صرف اسی کتابِ عظیم۔ "الکتاب"۔ کی تعلیم کا ابلاغ کر سکتا ہے۔ بلحاظ زمان و مکان۔

قبول کرنے کے لئے آمادہ رہتا ہے۔

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝

اور قسم ہے جان کی نفس (ضمیرِ انسان) کی، اور جس نے دیا تناسب اس کو! پھر اس

میں ڈال دیا احساس۔ (کیا ہے) برائی اُس کی اور (کیا ہے) بچنا اس کا برائی سے!

(الشمس-آیت ۷، ۸)

لیکن ضرورت اس کی ہے کہ آپ اِس کلامِ ربّانی کو اپنے قلب و ضمیر پر طاری کرتے ہوئے پڑھیں اور یہ سمجھ کر پڑھیں کہ ؎

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب ؛ گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشّاف

۸۔ چنانچہ برصغیر پاک و ہند کی عوامی زبان بولنے اور سمجھنے والوں کے لئے اِس عام فہم ترجمہ کے ذریعہ خاص کوشش اِس امر کی ہے کہ تعلیم یافتہ اور با استطاعت حضرات کے علاوہ، معمولی خواندہ اشخاص پڑھ کر، اور ناخواندہ طالبانِ ہدایت پڑھتے ہوئے سُن کر، اپنے دِل و دماغ میں مفہوم و تعلیمِ قرآنی کو اس حد تک رچالیں کہ اُن میں پیغامِ ربّانی سے رغبت اور اُنس پیدا ہو، اور اِس طرح وہ تعلیماتِ قرآنی کو اپنے ذہن و فکر میں ہمہ وقت جاری و ساری کرنے کا ذریعہ حاصل کر سکیں اور پھر آخر خود اُن کا نفسِ سلیم ہدایاتِ قرآنی کو روبہ عمل لانے کے لئے اُن کو یوں عادی اور مجبور کرتا رہے کہ ایسا عمل اُن کی فطرتِ ثانیہ بن جائے۔ وہ قرآن کے اَبدی حقائق کو اس طرح پا جائیں کہ وقتاً فوقتاً وہ حقائق اُن کے دماغ میں اُبھرتے رہیں اور اُن کے طرزِ عمل کے تعیّن کا باعث بنیں۔

۹۔ اِس اہم نصب العین کے حصول کے لئے میں نے حسبِ ذیل بنیادی مقاصد کو اپنے پیشِ نظر رکھا ہے۔

(۱) تاحدِّ امکان ترجمہ لُغوی پابندی اور لفظی ترتیب قرآنی کے مطابق ہو۔ اِس غرض سے حضرت شاہ رفیع الدینؒ کی زمین اختیار کی گئی ہے۔

(۲) تاہم مضامین میں حسبِ موقع ربط کا اظہار پیدا کیا جائے۔ مفہوم واضح اور صاف ہو۔ زبان سادہ اور وارداتی سلیس اور غیر گنجلک ہو، ابہام اور تعقید سے احتراز، الفاظ میں اختصار، اور جہاں تک ممکن ہو قرآنِ عظیم کے آفاقی حقائق کو عام فہم زبان میں منتقل کرتے ہوئے معنی میں جائز وسعت اور اس تنوّع کی گنجائش جو الفاظِ قرآنی کے مُطابق اور بزرگانِ سَلَف کے نظریات سے ہم آہنگ ہوں۔

(۳) بشارت و اِنذار، تہدید و ترغیب، وعدہ اور وعید، دعائے بندگی، اِلتجائے اِعانت، عظمتِ الٰہی، عجائباتِ قدرت، مناظرِ فطرت، وغیرہ کے ضمن میں حسبِ موقع زورِ خطابت، سوز و گداز اور اثر آفرینی کا اظہار الفاظ کے مناسب انتخاب اور

قسم زمانہ کی!

بیشک اِنسان ہے ٹوٹے گھاٹے میں،

لیکن اُن کے سوا جو لائے ہیں ایمان

اور کرتے رہیں وہ اَچھے کام

اور باہم جو تلقین کریں، پرچار کریں، سچّائی کا

اور باہم جو تلقین کریں، پرچار کریں، صبر سہارے کا۔

آج مسلمانانِ عالم کو اِس حقیقت کا احساس دلانا ضروری ہے کہ اس مختصر سورہ کے اہم کلمات یعنی "زمانہ۔" "انسان کا ٹوٹے گھاٹے میں ہونا"۔ "ایمان"۔ "اچھے کام"۔ "باہمی تلقینِ حق" یا "سچّائی کا پرچار"۔ اور "باہمی صبر سہارے کی تلقین اور پرچار"—— ان سب کی تفصیل اور وضاحت ہی قرآنِ پاک کی بنیادی تعلیم ہے۔

نیز یہ احساس بھی ضروری ہے کہ انسان سے بالاتر ہستی یعنی اس کے خالق اور ربُّ العالمین کی جانب سے اَبدی ہدایت کی جو کتاب ہم کو عطا ہوئی ہے اُس کے پیغام کی اشاعت کو انسانی بستی کے ہر خطّے اور ہر زمانے کے لئے ہر طرح عام کرنا ہمارا فرض ہے — بہ حیثیت مسلمان کے، بہ حیثیت اُمّتِ وسطیٰ کے، — ہمارا یہ فرضِ اوّلین بنی نوع انسان کے اجتماعی بقا و بہبود اور اجتماعی آزادی و سکون کے تحفظ کا تقاضا ہے۔

۶ - قرآنِ کریم نے اِنسانی فطرت کی ودیعت کردہ صلاحیتوں اور خامیوں کو وضاحت سے پیش کیا ہے اور اعتدال کی راہِ عمل دکھلائی ہے۔ یہ سادہ حقائق اپنے پُراثر اندازِ بیان کے باعث ہر طبعِ سلیم پر ایمان و یقین اور طمانیت و سکون کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ اِن تعلیمات کی عام اشاعت کے نتیجہ میں ہی اس موجودہ "جہد للبقاء" کے بجائے (جس کا مدار سبقت اور تکاثر کے جذبات پر ہے) یہ بھٹکی ہوئی انسانیت ایسے مُثبت "جہادِ زندگانی" میں مصروف ہو سکے گی جس کی بنیاد یقینِ محکم، عمل پیہم، محبّت فاتح عالم کے نظریہ پر ہے اور جو صرف قرآن پاک کی تعلیم کے فیض سے حاصل ہو سکتی ہے۔

۷ - یہ پیغام کسی زمانہ، کسی قوم، کسی ملک، کسی طبقے کے لئے مخصوص نہیں۔ بلکہ بغیر لحاظ رنگ و نسل، بلا امتیازِ دولت و ثروت، بلا تفریقِ مرتبۂ علم یا ذخیرۂ معلومات —— بنی نوعِ انسان کے ہر اُس فرد کے لئے ہے جو خود ہدایت کا طالب ہو۔ انسان کی فطری کمزوریوں کے پیشِ نظر اِن اَبدی حقائق کو بار بار اور مختلف طریقوں سے دُہرایا گیا ہے کہ اِس طرح اِن ہدایات و حقائق پر ایمان ہمارے افراد کے نیک عمل کا محرک ہو اور ہمارے معاشرے کی صالح تشکیل کا ذریعہ بنے۔ اور نتیجۃً ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی غیر مسلم معاشروں کے لئے ایک قابلِ تقلید نمونہ ہو۔ قلبِ سلیم تو فطرتاً ان حقائق کو

رہنمائی فرمائی۔ اس ترجمہ کے سلسلہ میں حضرت مولانا کی تقریظ آپ ملاحظہ کر چکے ہوں گے، نیز دوسرے علمائے کرام کی رائیں بھی ضرور آپ کی نظر سے گذریں گی۔ مفتی صاحب نے فرمایا ہے کہ "قرآن فہمی کے مومنانہ ذوق وشوق اور اپنی عملی زندگی کو اُس کے مطابق بنانے کی فکر نے اُنہیں ابتدائی یادداشتوں سے لے کر ایک مستقل ترجمۂ قرآن تک پہنچایا ہے اور میرے نزدیک یہی چیز اِن کے لئے تائیدِ ربانی کا ذریعہ بنی . . . دوسری اہم چیز جس نے اُنہیں اس معاملے میں صراطِ مستقیم پر قائم رکھا بزرگانِ سَلَف کی عظمت اور اُن کے مقبولِ عام مستند و معتبر تراجم کے دائرے میں محدود رہتے ہوئے ترجمہ کو بالکل تحت اللفظ رکھنے اور زبان کو زیادہ آسان اور شگفتہ بنانے کی کوشش ہے . . . اللہ تعالیٰ نے محترم سید اُویس کو اس کی توفیق بخشی کہ شاہ رفیع الدین صاحبؒ کے ترجمہ کی نہایت مفید خدمت انجام دیں . . ترجمہ کے بنیادی اُصول جو تمہیدِ ترجمہ میں بیان کئے ہیں وہ سب بحمداللہ سُنّتِ سَلَف کے مطابق اور ضروری احتیاطوں کے حامل ہیں۔ اس پر مزید احتیاط یہ کہ موجودہ زمانے کے عُلما کے سامنے اپنے ترجمہ کو پیش کر کے اُن کے مشوروں کو بھی قبول کیا اور خود بھی اس پر مکرّر مکرّر غور کر کے بہتر سے بہتر بنانے کی فکر کرتے رہے . . . میرے نزدیک یہ ترجمہ انشاء اللہ تعالیٰ مستند و معتبر ہونے کے ساتھ دورِ حاضر کے لوگوں کے لئے ارشاداتِ قرآنی کو سادہ اور موثر بنانے کے لئے بہت مفید ترجمہ ہے"۔

۴ - مفتی صاحب قبلہ کے الفاظ میرے لئے سند کا درجہ بھی رکھتے ہیں اور باعثِ تقویت و اطمینانِ قلب ہیں کہ شاید میری اس کوشش کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں شرف قبول حاصل ہو۔ اب میں یہی امید کر سکتا ہوں کہ ترجمۂ ہٰذا کو عربی متن کے ساتھ بخلوص نیت پڑھنے اور مفتی صاحب قبلہ و دیگر علمائے کرام کے ارشادات کو ملاحظہ کر لینے کے بعد آپ کے دلوں میں کوئی شبہات نہ رہ جائیں گے اور آپ کے سوالوں کا شافی جواب مِل جائے گا۔ تاہم آپ کے ذوقِ طلب اور تجسس کا خیال کرتے ہوئے ترجمہ کے آغاز و اختتام کے پس منظر اور عوامل کو ایک دوسری جگہ "محرّکات و واردات" کے نام سے پیش کیا جا رہا ہے۔ جہاں آپ کو میری ان کوششوں کا ذکر ملے گا جس کے لئے حضرت مفتی صاحب نے ازراہِ عنایت مجھ عاصی کی لگن کو "مومنانہ ذوق و شوق" کا نام دیا ہے۔

۵ - سورۂ عصر کے مختصر اور بلیغ الفاظ میں قرآنِ پاک نے انسانی تاریخ کی اَبَدی حقیقت کا اظہار بھی کیا ہے اور صحیح راہِ عمل کی نشاندہی بھی۔

لہ جون ۱۹۶۴ء میں "تعلیمِ کتاب" کے نام سے پہلے پارہ کے ترجمہ کا ایک بہت ہی محدود ایڈیشن خاص طور سے علمائے کرام کے ملاحظہ اور رائے و مشورہ کی غرض سے طبع ہوا تھا۔ اس کی تمہید میں بھی اس ترجمہ کے اصول تفصیل سے بیان کئے گئے تھے۔ اقتباسات صفحہ ۲۱ پر ملاحظہ ہوں۔

وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ط

سورۂ بقرہ آیت ۱۴۳ ۔

ترجمہ :- اور ہاں، اس طور سے بنایا ہم نے تم کو اُمتِ وسطیٰ ۔ درمیانی
اُمّت ۔ کہ تم بنو گواہ، شہادت دو، ۔ سارے لوگوں پر، ساری قوموں
پر، ۔ اور خود پیغمبرؐ بنیں گواہ تم لوگوں پر۔

امّا بعد، آج میں بندۂ ناچیز سیّد محمد اُویس (ابن سید محمد ایوب مرحوم) سربسجود ہوں حضور باریٔ تعالےٰ میں کہ اُس نے مجھے یہ توفیق عطا فرمائی کہ اس کلامِ الٰہی کا کچھ مفہوم اور اُس کی کچھ تعلیم، زبانِ عربی سے ایک دوسری زبان میں پیش کروں کہ اُس نے فرمایا ۔

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ (سورۂ روم آیت ۲۲)

"اور اُس کی نشانیوں میں ہے پیدائش آسمانوں اور زمین کی، اور یہ فرق اور اختلاف تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا —— بے شک اس میں تو ہیں نشانیاں واسطے دانشمندوں کے"

۲ ۔ بندے کے کسی عمل کو شرفِ قبولیت حاصل ہو تو کیا عجب کہ آخر اس عمل کی توفیق اُسی علیم و حکیم کی عطا کردہ ہے ۔ اُنظُر اِلیٰ ما قال ولا تنظُر اِلیٰ من قال ۔ یعنی "دیکھو کیا کہا، یہ نہ دیکھو کس نے کہا" —— یہ مقولہ اس ہستی سے منسوب ہے جس کو مدینۃ العلم کا باب کہا گیا ہے ۔ لیکن عام روش کو دیکھتے ہوئے کچھ سوالات قدرتی طور پر دلوں میں پیدا ہوں گے، اور، ممکن ہے کچھ شبہات بھی —— زبانِ اردو میں قرآن حکیم کے صحیح اور مُستند ترجموں کی تعداد کافی ہے ۔ اس خدمت کو انجام دینے والے عالم اور دیندار بزرگانِ کرام تھے اور بفضلہٖ تعالیٰ ہیں ۔ پھر ایک نئے ترجمۂ قرآن کی کیا حاجت ؟ اس کی خصوصیات کیا ہیں ؟ مترجم کیا صلاحیت رکھتا ہے ؟ کیا اس نئی کوشش کے پردہ میں کوئی نیا نظریہ، نئی اِزم، پنہاں ہے ۔ یا کسی نام و نمود کی خواہش ہے ؟

۳ ۔ نیّت کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے ۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ اِس کارِ عظیم کا خیال میرے دل میں کچھ ایسے حالات میں پیدا ہوا کہ جن کو میں منجانب اللہ سمجھتا ہوں ۔ اس سلسلہ میں کوئی عملی قدم اٹھانے سے پہلے میں نے بارگاہِ الٰہی میں بڑے ہی خُشوع و خضوع سے دعائے استعانت پیش کی اور اُس کے بعد میں برابر اپنے ملک کے بزرگانِ کرام اور اہلِ علم کی خدمت میں بصد ادب حاضری دیتا رہا ۔ اپنی کوشش کے نتیجہ کو اُن کے سامنے رکھ کر اُن سے امداد کا طلب گار رہا اور اُن کے مشورے اور ہدایات کی روشنی میں اِس خدمت کو جاری رکھا ۔ اِس بہت ہی بڑے کام کے مُحرّکات کیا تھے اور میرے ذاتی حالات کیسے تھے ان سے بھی علمائے کرام کو میں نے باخبر رکھا ۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتیٔ پاکستان نے بڑی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

(۱) گذارشِ واقعی

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ــــ ساری تعریفیں، ساری حمد وثنا ہم پیش کرتے ہیں اُس ذاتِ باری کے حضور میں جس نے ایک لفظِ کُن، سے تخلیق کی ساری کائنات اور عطا فرمائی اِنسان کو قوتِ بیان، تعلیم فرمایا قرآن، اِنسانی ہدایت وفلاح کی خاطر، اور نازل فرمایا قرآن کو "عربیؐ مبین" میں اُس برگزیدہ ہستی کے واسطہ سے جس کو یاد کیا رحمۃ للعالمین کے لقب سے۔ پس لاکھوں درود وسلام اُس خیرالبشر، سرورِ کونین کی ذاتِ گرامی پر ــــ وہ اُسوۂ حسنہ، وہ رہبرِ عالم جس نے اپنے ہر لمحۂ حیات میں پیغامِ ربانی کے واسطہ سے تعلیم دی عدل وانصاف کی، صدق وامانت کی، اُمن وسلامتی کی، اُخوت ومحبت کی، جس نے سبق دیا بنی نوعِ انسان کو مساوات کا اور قرار دیا اُن کو اُمتِ واحد، جس نے آقاؤں کو ترغیب دی غلاموں کو آزاد کرنے کی اور اُن سے اچھے برتاؤ کی، جس نے سکھایا کہ محنت کرنے والے کو ملے اُس کے محنت کی کمائی اِس سے پہلے کہ سوکھے اُس کا پسینہ، اور ٹھہرایا اُسے امین اُس کام کا جو اُسے سپرد ہو، جس نے مٹائے امتیازاتِ رنگ وزبان کے، جس نے قرار دیا تقویٰ کو معیارِ عزت وسربلندی کا، جس نے آزاد کیا عورت کو مرد کی ملکیت سے اور دلوائے اس کے حقوق بحیثیتِ اِنسان کے اور قرار دیا مرد کو برتر، لیکن ذمہ دار اس کی کفالت کا، جس نے عالمِ فانی میں بتلایا رفیقِ حیات اور جیون ساتھی کو ذریعہ باہمی راحت اور سکون کا، جس نے تعین فرمائے حقوق والدین اور اولاد کے، عزیز واقارب کے، ہمسائے اور مسافر کے، جس نے مسئلۂ جرم وسزا میں اُصولِ عفو اور قصاص کو عملی شکل میں رائج کرنے کی ترغیب دی کہ اِسی میں مُضمر ہے انسانی معاشرہ کی زندگی اور بقا، جس نے واضح کئے طریقے رزقہائے خداوندی کے صرف کے، جس نے قرار دیا اہلِ دولت کو امینِ دولت کا اور بتلائے اُس میں حقوق سائل اور ناکام کے، جس نے تعلیم فرمائی اِعلائے کلمۃ الحق کی اِس طور سے کہ حق اور دینِ حق کی خاطر ہم دریغ نہ کریں اپنی جانوں سے اور عملاً ثابت کر دیں کہ ؎

"ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیمِ جاں ہے زندگی"

ہاں، جس نے حکمِ الٰہی کی تعمیل میں شہادت دی پیغامِ ربانی کو اُمتِ وسطیٰ تک پہنچانے کی

وَكَذٰلِكَ جَعَلۡنٰكُمۡ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوۡنُوۡا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ

اس زمانہ کے عوام ان کو پوری طرح سمجھیں گے تو حضرت شاہ صاحب کے ترجمہ کی خدمت سمجھ کر میں نے یہ کام شروع کیا۔

اللہ تعالیٰ نے محترم سید اُویس کو اس کی توفیق بخشی کہ شاہ رفیع الدین صاحب کے ترجمہ کی نہایت مفید خدمت انجام دی، بہت سے مواقع میں سید اُویس صاحب نے جو الفاظ زبان کو شگفتہ اور زیادہ موثر بنانے کے لئے بدلے ہیں وہ نہایت برمحل اور ترجمے کی تمام رعایتوں کے حامل ہیں۔

مجھے سید اُویس صاحب کے اِس خیال سے پورا اتفاق ہے کہ اُردو زبان کی موجودہ وسعت کے پیشِ نظر اگر یہ حضراتِ اکابر آج دُنیا میں تشریف فرما ہوتے اور اپنے ترجمہ پر نظرِ ثانی کرتے تو بہت مُمکن تھا کہ اپنے بہت سے الفاظ میں ایسی ترمیمات وہ بھی فرماتے۔ ترجمہ کے بُنیادی اُصول جو تمہیدِ ترجمہ میں بیان کئے ہیں وہ سب بحمد اللہ سُنّتِ سَلَف کے مطابق اور ضروری احتیاطوں کے حامل ہیں۔

اِس پر مزید احتیاط یہ کی کہ موجودہ زمانے کے علماء کے سامنے اپنے ترجمہ کو پیش کرکے ان کے مشوروں کو بھی قبول کیا۔ اور خود بھی اس پر مکرر مکرر غور وفکر کرکے بہتر سے بہتر بنانے کی فکر کرتے رہے۔ اور ۱۹۶۲ء سے آج تک مجھے بھی اپنے ترجمہ کے مختلف مقامات دکھاتے رہے اور اکثر زبانی ٹیپ ریکارڈر کے ذریعے سُناتے رہے اور میرے مشورہ اور اصلاح کے خواہاں رہے۔ احقر نے جو مشورے دیئے اُن کو قبول بھی فرمایا۔

اِس ترجمے کو پورا دیکھنے کا تو میرے مشاغل اور ضعف کی بِنا پر کوئی امکان نہ تھا مگر مختلف مقامات سے یہ ترجمہ دیکھا اور سُنا ہے اور اشاعت سے پہلے آخری پارہ تقریباً مکمل دیکھا ہے۔ اس کی مختصر تشریحات بھی نظر سے گزری ہیں۔ بحمد اللہ ترجمہ اور تشریحات کو اُنھیں اُصولِ صحیحہ کے مطابق پایا جس کا ذکر شروع میں کیا گیا۔ اور ترجمہ کی شگفتگی اور بے ساختگی نے اس میں ایک عجیب دِل کشی پیدا کردی ہے۔ میرے نزدیک یہ ترجمہ انشاءاللہ تعالیٰ مستند و معتبر ہونے کے ساتھ دورِ حاضر کے لوگوں کے لئے ارشاداتِ قرآنی کو سادہ اور موثر بنانے کے لئے بہت مفید ترجمہ ہے۔ اور چونکہ اس ترجمہ کے ساتھ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کا اصل ترجمہ بھی پورا پورا شائع کیا جارہا ہے۔ اس نے اس کی افادیت کو دوبالا کردیا ہے

اللہ تعالیٰ سید صاحب کو جزائے خیر عطا فرماویں اور ترجمہ (تعلیم کتاب) کو قبول عام عطا فرمائیں۔

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

تقریظ

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتیِ پاکستان

شاہ سید محمد اُویس صاحب (اڈیشنل کمشنر کراچی) نے غالباً ۱۹۶۲ء میں پہلی اور اچانک ملاقات کے دوران جب مجھ سے اپنے ترجمۂ قرآنِ پاک کا ذکر کیا تو اُصولی طور پر دو سوال ذہن میں اُبھرے۔ اوّل یہ کہ اُردو زبان میں قرآنِ مجید کے بہت سے مُستند و معتبر تراجم موجود ہوتے ہوئے اس کی ضرورت کیا ہے؟ دوسرے سید محمد اُویس صاحب کے حالات و مشاغل کے پیشِ نظر یہ بات مشکل نظر آتی تھی کہ وہ اس اہم خدمت کو اِن باریکیوں کے ساتھ صحیح انجام دے سکیں گے جن کی رعایت مترجمِ قرآن کے لئے لازم ہے۔

لیکن جب اُنہی کی زبانی اس ترجمہ کا اصل داعیہ اور اس کا ایک خاص طرز اور اُس کے لئے مُسلسل جِدّ و جہد اور عزم و ہمت کا حال سنا جس کو آپ نے ترجمہ کے مُقدمہ میں قلمبند بھی کر دیا ہے اور پھر کچھ مقامات کا ترجمہ سُنا تو دونوں سوالوں کا جواب ہو گیا۔

معلوم ہوا کہ قرآن فہمی کے مومنانہ ذوق و شوق اور اپنی عملی زندگی کو اس کے مُطابق بنانے کی فکر نے انہیں ابتدائی یادداشتوں سے لے کر ایک مُستقل ترجمۂ قرآن تک پہنچایا ہے۔ اور میرے نزدیک یہی چیز ان کے لئے تائیدِ رَبانی کا ذریعہ بنی۔ دوسری اہم چیز جس نے انہیں اِس معاملے میں صراطِ مُستقیم پر قائم رکھا۔ بزرگانِ سَلَف کی عظمت اور اُن مقبولِ عالم مُستند و مُعتبر تراجم کے دائرے میں محدود رہتے ہوئے ترجمہ کو بالکل تحتُ اللفظ رکھنے اور زبان کو زیادہ آسان اور شگفتہ بنانے کی کوشش ہے۔

اسی لئے انہوں نے شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کو اپنے ترجمہ کی زمین بنایا ہے۔ اس حیثیت سے یہ ترجمہ گویا حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کی ایک مُفید خدمت ہے۔ جس طرح حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کی ایسی خدمت انجام دی ہے۔ اور میں نے خود حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا ہے کہ، وہ فرماتے تھے کہ مجھ سے دوستوں نے ترجمۂ قرآن لکھنے کے لئے اِصرار کیا، مگر میری سمجھ میں نہ آتا تھا کہ شاہ عبد القادرؒ، شاہ رفیع الدینؒ اور دوسرے بزرگوں کے نہایت مستند و معتبر تراجم کی موجودگی میں کوئی دوسرا ترجمہ لکھنے سے کیا فائدہ ہوگا۔ مگر جب یہ خیال آیا کہ زبان اور محاورے کے تغیّر کے سبب حضرت شاہ عبد القادرؒ کے ترجمہ میں بہت سے الفاظ اب ایسے ہو گئے ہیں کہ

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمْ

تعارف

جناب جسٹس ایم۔ بی۔ احمد سی۔ ایس۔ پی۔ ریٹائرڈ۔ ایم۔ اے (علیگ) ایم۔ لٹ (کیمبرج)

سابق جج ہائی کورٹ مغربی پاکستان

سید محمد اُویس صاحب (سابق اڈیشنل کمشنر) کراچی اور مغربی پاکستان کے دیگر شہروں میں انتظامیہ اور عدلیہ کے مختلف اہم عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں۔ اہالیانِ کراچی کے علاوہ ملک کا پڑھا لکھا طبقہ اِن سے بخوبی واقف ہے۔ ایک امتیازی تعلیمی Career کے بعد امتحان مقابلہ کے ذریعہ پی۔ سی۔ ایس میں کامیاب ہوئے اور جنوری ۱۹۳۶ء میں کانپور (یو۔ پی) میں ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوئے (آئی۔ سی۔ ایس میں مسلمانوں میں چوتھی پوزیشن حاصل کی) ہندو پاکستان میں تیس سالہ ملازمت کے دوران اُن کی قابلیت، فرض شناسی اور دیانت داری کی شہرت عُمّالِ حکومت و عدلیہ میں مُسَلَّم اور پبلک میں زبان زد عام تھی۔ اس عرصہ میں اُن کے عدالتی فیصلے اکثر اخبارات میں چھپتے رہے، نیز معروف اردو شعرا امیرؔ، اکبرؔ، اقبالؔ وغیرہ کے کلام کے منظوم انگریزی تراجم بھی ڈان و مارننگ نیوز میں شائع ہوئے۔ یہ محض اللہ کا فضل و کرم اور توفیق ہے کہ ان کا اسلامی جذبہ اور اُن کے علمی ذوق کی کاوشیں خدمتِ قرآن کریم کی صورت میں نمودار ہوئیں

فاضل مترجم نے شاہ رفیع الدینؒ کے قدیم اردو ترجمہ کی زمین اختیار کی اور ایک لفظی ترجمہ آسان اور دلکش زبان اور دلنشین انداز میں پیش کیا۔ بحمد للہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب اور مولانا محمد یوسف بنوری صاحب جیسے ممتاز علمائے کرام نے ترجمہ کو صحیح، مستند اور معتبر پایا اور نظم و نثر کی اس درمیانی کڑی کو "بغیر تفسیر و تشریح میں سمجھ میں آنے والا ترجمہ" قرار دیا۔

ترجمہ کی تکمیل تو جنوری ۱۹۶۶ء میں ہوگئی تھی لیکن بعض ناگزیر وجوہ کی بنا پر فی الحال صرف پارہ عم کی اشاعت ممکن ہوسکی۔ اُویس صاحب نے طریقۂ تحریر کتاب اور چند مفید ابواب کے سلسلہ میں بھی بڑی محنت کی ہے۔ کلامِ الٰہی میں عربی الفاظ کی صاف اور کشادہ تحریر، مرکب الفاظ میں مختلف کلمات کی انفرادیت کا اظہار، رنگوں کے ذریعہ، ہمارے لئے مفہوم ربانی کو قریب تر کرتے ہیں۔ آمنے سامنے آیت بہ آیت ترجمہ، خطِ نسخ کا مختلف رنگ میں استعمال (ضرورت ترجمہ والے الفاظ کے لئے) مفید اقدام اور محتاط روی کی دلیل ہے۔ "پارۂ عم کی اہمیت"۔ "مفردات و لغاتِ ضروری"، "قوانین زبان"۔ "مبادیاتِ عربی" وغیرہ مختصر اور جامع ابواب کی مدد سے آیاتِ قرآنی عملی زندگی پر اثر انداز ہوں گی اور ممکن ہے کہ ان پر صحیح غور و فکر سے ہمارے لسانی مسائل کا حل بھی نکل سکے۔ ترجمہ میں وہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جو پاکستان کے ہر علاقہ میں سمجھے جاسکیں۔

دیدہ زیب کتابت۔ عمدہ کاغذ۔ تین رنگوں کی نفیس طباعت وغیرہ ظاہری خوبیاں آپ کے سامنے ہیں۔

اُویس صاحب کی اہلیہ مرحومہ کے نام سے قائم شدہ ٹرسٹ کے صدر کی حیثیت سے اِن تعارفی کلمات کو پیش کرتے ہوئے مجھے فخر و مسرت کا احساس ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ فاضل مترجم کی پُرخلوص دینی کوشش کو شرفِ قبول عطا ہو۔ نیز بیگم عطیہ اُویس (بنتِ علامہ خلیل عرب) کی تحریک "ترویجِ قرآن" خواتین میں خاص طور سے اِس آسان اور دلکش ترجمہ کے ذریعہ باعثِ ہدایت بنے۔ آمین

ایم۔ بی۔ احمد

۶ جولائی ۱۹۷۱ء

صدر احمدی بیگم تعلیم الکتاب ٹرسٹ۔ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

تعلیمُ الکِتاب

مترجم
سیّد محمد اُویس

مجلسِ مشاورت

مولانا محمد متین خطیب صاحب
نائب ناظم دارالعلوم۔ کراچی

بیگم عطیہ اُویس
(بنتِ علاّمہ خلیل عرب مرحوم)

سلسلہ مطبوعات ۱

کتابت — منشی عبدالخالق صاحب ، منشی محبوب کریم صاحب

مطبع — گولڈن بلاک ورکس، گولڈن چیمبرس۔ چندریگر روڈ (میکلوڈ روڈ)۔ کراچی

اشاعت — اوّل ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۹۷۱ء

تعداد — دس ہزار

نمبر شمار ـــــــــــ

دستخط مترجم — دستخط مہتمم نشر و اشاعت

ناشرین

احمدی بیگم تعلیم الکتاب ٹرسٹ۔ کراچی

۲۰ کچہری روڈ۔ کراچی۔ ٹیلیفون ۵۱۵۳۲۴

کمرہ نمبر ۱۴۴۳- ہوٹل میٹروپول۔ کراچی ٹیلیفون ۵۱۲۰۵۱

پوسٹ بکس نمبر ۵۱۲۸ کراچی

ذٰلِكَ

الْكِتٰبُ

لَا رَيْبَ فِيْهِ

اور

قرآنِ کریم کا ایک عوامی ترجمہ

تعلیمُ الکِتاب

پارۂ عمّ (۳۰)

سیّد محمّد اُویس

ناشرین

احمدی بیگم تعلیمُ الکتاب ٹرسٹ - کراچی

هدیه بی‌ارزش

خادم [illegible] - خادم حق

جناب [illegible]

[illegible]

[illegible]

از

[illegible]

۶۲۸

[illegible]

متنِ قرآنی و ترجمہ میں مختلف رنگوں کا استعمال

سُرخ رنگ: آغازِ سُورہ یا دیگر اہم کلمات کیلئے۔

سبز رنگ: متنِ قرآنی میں مرکّب تحریر کے انفرادی اجزا کو مُمتاز کرنے کیلئے۔ مثلاً لَکَ (لَ = واسطے + کَ = تمہارے)۔ 'لَ' سبز میں تحریر ہے تو 'کَ' سیاہ میں۔

ترجمہ میں اُن زائد الفاظ یا کلمات کے لیے جو ربط یا روانی کی غرض سے لائے گئے ہوں۔

(تفصیل صفحہ ۲۸ - ۲۹ پر ملاحظہ ہو)

قرآن کریم کا ایک عوامی ترجمہ

تعلیم الکتاب

پارہ عم (۳۰)

سید محمد ادریس